منقبت اہلِ بیت

بسلسلہ

#ہفتہ_مدح_اہل_بیت

منقبت اہل بیت

بسلسلہ

#ہفتہ_مدح_اہل_بیت

تقریظ

از نوید عامر لکھنوی

الحمد لله وحده والصلاة والسلام علي من لا نبي بعده وعلى آله وصحبه أجمعين!

اُمّت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمایاں و امتیازی خصائص میں ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اِسے اُمّتِ وسط بنایا ہے؛ جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

«وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا»

"اور اِسی طرح ہم نے تمہیں اُمّتِ وسط بنایا ہے."

[البقرة:١٤٣]

وسط کے لغوی معنی تو درمیان کے ہیں لیکن یہ افضل اور عادل کے ساتھ ساتھ معتدل کے معنوں میں بھی مستعمل ہے اور سر دست یہی ہمارا مُستدَل ہے۔

جس طرح اسلام کی اساس دیگر تمام ادیان کے مقابلے میں سب سے زیادہ منہج اعتدال پر ہے بعینہ اَھل السنۃ والحدیث میں وسطیت اور اعتدال کا یہ پہلو تمام اُمور، خواہ ان کا تعلق عقیدہ سے ہو یا احکام سے، میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ اَلحمد للہ

اَھل البیت کے حوالے سے اُمتِ مسلمہ کے کئ ایک فرقے ضلالت وگمرہی کا شکار ہوئے ہیں۔ ایک طرف وہ نواصب اور خوارج ہیں جو اپنے دل میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بے انتہا بغض وخصومت لیے بیٹھے ہیں تو دوسری جانب وہ روافض ہیں جو اَھل البیت سے محبت کے مدعی تو ہیں لیکن ان کی یہ محبت شدید ترین غلو پر ایستادہ ہے۔ کتاب وسنت میں ان دونوں انتہاؤں کو قابل مذمت گردانا گیا ہے۔

نواصب کے کینہ وحسد وتقصیر کے حوالے سے الصادق المصدوق سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلَّى، وَصَامَ ثُمَّ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِأَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ دَخَلَ النَّارَ

"کوئی شخص چاہے حجر اسود اور مقام اِبراھیم کے درمیان نمازیں پڑھتا رہے اور روزے رکھتا رہے لیکن مرتے وقت دل میں اہلِ بیتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض ہوا تو جہنم میں جائے گا۔"

[المستدرک للحاکم، رقم الحدیث:۴۷۱۲، وسندہ حسن لذاتہ]

اسی طرح روافض کے غلو کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

أيها الناس! إياكم والغلو في الدين، فإنما أهلك من كان قبلكم الغلو في الدين '

"اے لوگو! دین میں غلو سے بچو، بے شک تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو نے ہی تباہ کیا ہے۔"

[سنن اِبن ماجہ، رقم الحدیث:۳۰۲۹، وسندہ صحیح]

اَھل البیت رضوان اللہ علیھم اَجمعین سے محبت ہمارے ایمان کا لازمی خاصہ ہے کہ وہ سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کے ساتھ ساتھ آپ کی قرابت میں بھی شریک ہیں اور اسی سبب دہرے شرف کے مستحق بھی۔

خوش بخت ہیں وہ احباب جو نا صرف ان سے دلی محبت رکھتے ہیں بلکہ ان کی عزت و عصمت کے دفاع کو بھی حرزِ جاں بنائے ہوئے ہیں۔ اَھل البیت رضوان اللہ علیھم اَجمعین سے اسی سلسلہ محبت کی یاد دہانی اور ان کی حرمت پر ناروا جاری رکھی ہوئی زیادتی و ناانصافی کے تحفظ کے لیے ہمارے عزیز ترین دوستوں اور بھائیوں نے گزشتہ ماہ "ھفتہ مدح اہلِ بیت" کے نام سے ایک مہم کا آغاز کیا تھا جو بحمد اللہ بخوبی انجام کو پہنچا۔

لك الحمد والشكر يا رب العالمين على هذه النعمة أنعمت بها علينا!

گو کہ حاسدین، بالخصوص نواصب نے اپنی قلبی پستی کا اظہار کرتے ہوئے، جگہ جگہ منافرت پھیلانے کی بھرپور کوشش کی مگر اللہ رب العزت کی بھرپور تائید و نصرت کے سبب ان کی ساری "محنت" عبث گئی، والحمد للہ علی ذلک۔

قابلِ صد سلام ہیں وہ لوگ جنھوں نے باوجود شدید مزاحمت و مخالفت اور ذہنی اذیت کے اس عظیم الشان سلسلہ کو تکمیل تک پہنچا کر دم لیا۔

اللہ کریم ان تمام حضرات و خواتین کو، جنھوں نے کسی بھی طرح اس مقدس مہم میں حصہ لیا، اپنی نعمتوں سے مالا مال جنت میں اَھل البیت رضوان اللہ علیھم اَجمعین کا ساتھ نصیب فرمائیں، آمین

مقدمہ

از عبد العزیز بن عبد القدوس

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين. أما بعد

اهل السنۃ والجماعۃ کا منہج ہر معاملے میں افراط و تفریط سے پاک ہے. اہل بیت کے بارے میں بھی اھل السنۃ غلو اور تنقیص ہر دو سے بری ہیں.

مولانا نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ اہل بیت سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وهذه المحبة لهم واجبة متحتمة على كل فرد من أفراد الأمة ، ومن حُرِمها فقد حُرم خيراً كثيراً ، ولكن لابد فيها من لفظ الإفراط والتفريط ، فإن قوماً غلوا فيها فهلكوا ، وفرّط فيها قوم فهلكوا ، وإنما الحق بين العافي والجافي ، والغالي والخالي." [الدین الخالص:۳۵۱/۳]

"اہل بیت سے یہ محبت حتمی طور پر امت کے ہر فرد پر واجب ہے، جو اس سے محروم رہ گیا، وہ خیر کثیر سے محروم رہ گیا، لیکن ایک بات کہ اس معاملے میں افراط و تفریط ہر دو عامل کار فرما ہیں، ایک قوم اہل بیت بارے غلو کرنے لگی اور اسی بنا پر اپنے لئے بربادی کا سامان کیا، ایک قوم نے ان کی شان کو گھٹانا چاہا اور ہلاک ہو گئی، یقینا حق غلو اور دشمنی کے درمیان ہے، اسی طرح افراط و تفریط کے درمیان ہے۔"

اھل السنۃ والجماعۃ اہل بیت کے بارے میں ایسا معتدل اور مضبوط موقف رکھتے ہیں جو بیک وقت روافض, خوارج اور نواصب کے بدعی نظریات کا قلع قمع کر دیتا ہے.

اھل السنۃ تمام اہل بیت سے محبت کرتے ہیں اور اہل بیت کو بعض شخصیات پر محمول نہیں کرتے. اور ان کے فضائل میں وارد صحیح احادیث کی تصدیق کرتے ہیں اور غلو پر مبنی جھوٹی روایات کو یکسر مسترد کرتے ہیں. اور ان کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں مگر ان کو معصوم نہیں سمجھتے.

شیخ الإسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ويحبون أهل بيت رسول الله – ﷺ، ويتولونهم، ويحفظون فيهم وصية رسول الله – ﷺ ؛ حيث قال يوم غدير خم : أذكِّركُم الله في أهل بيتي، أذكّركُم الله في أهل بيتي !"[العقیدۃ الواسطیۃ:۲۶۵،۲۶۶]

"اہل سنت اہل بیت رسول سے محبت کرتے ہیں، اور ان سے محبت داری برتتے ہیں، ان کے تئیں رسول اللہ ﷺ کی وصیت کا پاس رکھتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم میں فرمایا تھا: میں آپ کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔"

اہل بیت کے متعلق اھل السنۃ والجماعۃ کے اسی مبنی بر اعتدال منہج کو واضح کرنے کیلیے ہم نے اللہ کی توفیق سے فیس بک پر 9 مئی تا 16 مئی 2018 "ھفتہ مدح اہلِ بیت" کا انعقاد کیا تھا. اور شروع میں ہم نے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بات کہی تھی کہ یہ ہستیاں اس بات کی محتاج نہیں ہیں کہ ہم چند دن خاص کر کے ان کی شان بیان کریں, مگر ہم اپنے منہجِ سلیم اور سلامتیِ صدر کی وضاحت کیلیے محتاج ہیں کہ اہل بیت کے بارے میں اپنے اعتقاد و جذبات کو صراحت کے ساتھ بیان کریں.

ہمارے اس اقدام سے دو ہی قسم کے لوگ خائف تھے: یا تو وہ کالے دل والے بدنیت لوگ کہ جن کے دل اہل بیت کے تذکرے سے تنگ پڑتے ہیں؛ یا وہ نیک نیت حضرات جو سوشل میڈیا کے مزاج سے ناواقف ہیں

بہر کیف یہ سلسلہ چلا اور اللہ کے فضل سے خوب چلا. کئی قسم کی رکاوٹیں اور ناتجربہ کاریاں بھی آڑے آئیں مگر ایک دوسرے کی ہمت بندھاتے رہے. اس سلسلے میں احباب کی دلچسپی دیکھتے ہوئے ہم نے یہ ارادہ کیا کہ اس کے ہیش ٹیگ کے تحت نشر ہونے والے تمام مواد کو جمع کر دیا جائے.

ایک مسئلہ جس کا سامنا کرنا پڑا وہ یہ ہیش ٹیگ کی عدم یکسانیت کا تھا. مجوزہ ہیش ٹیگ #ہفتہ_مدح_اھل_بیت تھا. مگر ہفتہ / ھفتہ اور اھل / اہل کی تفریق کے باعث بہت سارے مواد تک ہماری رسائی نہ ہو سکی. اسی طرح بعض بھائیوں اور بہنوں نے مختلف ہیش ٹیگ سے پوسٹس کیں اور بعض نے بالکل ہیش ٹیگ لگایا ہی نہیں. اس سب کے باوجود جتنا مواد ہم سے ممکن ہو سکا, اسے ہم نے اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے. وباللہ التوفیق

جن سب بھائیوں اور بہنوں نے اس میں حصہ لیا ان کا شکریہ ادا کرنا قرض بھی ہے اور فرض بھی. بعض احباب نے علمی مضامین لکھے, ادبی تحاریر بھی سامنے آئیں, شاعری کا ایک قابل ذکر ذخیرہ جمع ہوا, بہت سے مختصر فوائد اور نکات اکٹھے ہوئے. کچھ بھائیوں نے پروفائل پکچر کیلیے تصاویر بنائیں. بعض نے مختلف پوسٹس کو تصویری صورت میں ڈھالا. اس کے علاوہ بھی جس جس نے جتنا اور جیسا حصہ ڈالا, اللہ سب سے قبول فرمائے۔

ایک بات جو ذکر کرنا ضروری ہے کہ یہ باقاعدہ مرتب کردہ کتاب نہیں ہے. بلکہ فیس بک پر ہی بکھرے ہوئے مواد کو حتی الامکان ترتیب دے کر یکجا کیا گیا ہے. اس سب کے باوجود یہ مجموعہ انتہائی اہم اور نایاب موضوعات پر مشتمل ہے. الحمد للہ.

اہل بیت امہات المومنین

۱: رسول اللہ ﷺ کا درود

رسول اللہ ﷺ یہ درود پڑھا کرتے تھے

اللَّهمَّ صلِّ على محمَّدٍ وعلى أهل بيته وعلى أزواجِه وذريَّتِه، كما صلَّيتَ على آل إبراهيم إنَّك حميدٌ مجيدٌ، وبارك على محمَّدٍ وعلى أهل بيته وعلى أزواجِه وذريَّتِه، كما بارَكتَ على آل إبراهيم إنَّك حميدٌ مجيدٌ

اللہ محمد ﷺ پر اور ان کے اہل بیت پر اور ان کی ازواج و اولاد پر رحمت فرما، جیسے تونے ابراہیم کی آل پر رحمت نازل کی تھی، یقیناتو بہت بزرگی اور حمد کے " لائق ہے۔ اللہ! محمد ﷺ پر، ان کے اہل بیت، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر برکتوں کا نزول فرما، جیسا کہ تونے ابراہیم کی آل پر برکتوں کا نزول کیا، یقیناتو "بزرگی اور حمد کے لائق ہے۔

(مسند احمد 5/374، وسندہ صحیح)

۲: یہ آنسو نہ تھے، پاک دامنی کا نشان تھے
ہاں میری ماں، آپ کی پاک دامنی کا نشان

ابو بکر قدوسی

دامن دل بھی کہاں بچا، جب قمیص کا دامن پھٹا ہو گا - ہمارے سردار سیدنا یوسف

پر جب الزام لگا تو دل پر کیا کیا نہ بیت گئی ہو گی - علیہ السلام

پھر جب پاک باز ترین خاتون مریم کو کہنے والوں نے کہا کہ

يَآ أُخْتَ هَارُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا

"اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی۔"

- کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ یہ سن کے پاک مریم کے دل پر کیا گزری ہو گی.. کیا کیا قیامت نہ ہو گی جو ان کے دل پر بیت گئی ہو گی

پھر سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہ) کا خیال آتا ہے.... بھلا دنیا نے ان سا بھی کوئی پاک دامن دیکھا ہو گا؟

نہیں تاریخ کی گواہی ہے کہ کوئی نہیں، ہاں کوئی ایک بھی تو نہیں جو میری ماں سا ہو، کوئی ایسا خوش نصیب ہو، کوئی ان سا مقدروں والا ہو... کوئی ایک بھی نہیں ..... جانتے ہیں کہ کیسے یہ اتنا بڑا دعوی ہے؟

ہاں اس لیے کہ ہر کسی کی پاک دامنی کے واسطے کوئی نہ کوئی وسیلہ مقرر ہوا، کوئی نہ کوئی انسانی ذریعہ بروے کار آیا... لیکن آپ کا کیسا مقدر کہ آپ کی پاک - دامنی کے لیے قران کی آیات نازل ہوئیں

...... لیجئے کیسا اہتمام ہے

- عجب اہتمام ہے

- کمال اہتمام ہے

وہ جو ان کی عظمت کا منکر ہے وہ بھی مجبور ہے ان آیات کو پڑھنے پر، ان عنایات کو پڑھنے پر

وہ سفر قیامت کا تھا.... غزوہ بنی مصطلق سے واپسی کا سفر قیامت کا ہی ثابت ہوا- ایک جگہ لشکر کا پڑاؤ تھا.. سیدہ حوائج ضروریہ کے لیے ذرا دور نکل گئیں- ان کے شوہر نامدار قافلے کی رخصت کے معاملات کو دیکھ رہے تھے اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی کہ ان کی "آئیش" پیچھے رہ گئیں- ان کا ساتھ اور محبوب زوجہ قافلے - میں موجود ہی نہ تھیں، بے خبری میں کوچ کا حکم دے دیا

پردے کے احکام نازل ہو چکے تھے سو امہات کے لیے ایک پالکی ہوتی تھی جس میں بیٹھ کر سفر کیا جاتا... کہار آئے اور ہلکی پھلکی پالکی کو اونٹ پر رکھا، لیکن اس کسی نے آواز نہ لگائی

کہاروڈولی نہ چایوں، اجے میر ا بابل آیا نہیں

قافلہ رخصت ہوا... اور سیدہ پہنچیں- جانے والوں کے محض قدموں کے نشان باقی تھے -- ایک پل تو وحشت نے، وسوسوں نے ان گھیرا.. لیکن پھر خیال آیا - کہ ممکن ہے کچھ دیر میں کسی کو احساس ہو جائے کہ آپ موجود نہیں ہیں- اسی خیال سے ادھر ہی بیٹھ گئیں اور انتظار کرنے لگیں کہ کوئی واپس آجائے بس یہ انتظار قیامت ہو گیا- لیکن ذرا رک کے سوچئے کہ اماں کے لیے اس کے سوا کیا ممکن صورت تھی جو اختیار کرتیں؟

اس زمانے میں کہ جب قافلے اونٹوں اپر سفر کرتے، یہ احتیاط کی جاتی تھی کہ ایک بندے کی یہ ڈیوٹی ہوتی کہ وہ قافلے سے چند میل پیچھے چلا آتا- ایک تو یہ حفاظتی نقطہ نظر سے بھی ضروری تھا، دوسرا مقصد یہ تھا کہ کسی کی کوئی شے گر جائے تو اسے سنبھال لیا جائے- اس روز یہ فرض سیدنا صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نبھا رہے تھے- انہوں نے سیدہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کیونکہ پردے کے احکامات کے نزول سے پہلے وہ آپ کو دیکھ چکے تھے- انہوں نے آپ کو دیکھ کے باواز بلند "اناللہ" پڑھا.. مقصود یہ تھا کہ آپ، جو زمین پر پڑے پڑے سو رہی تھیں، متوجہ ہو جائیں.... آپ نے جلدی سے پردہ کیا، انہوں نے پاس آن کے .... اونٹ کو بٹھایا اور آپ کو سوار کیا اور تیزی سے قافلے کی سمت چل پڑے- وہاں پہنچے تو سب کو اس معاملے کی خبر ہوئی کہ جو بیت چکا تھا

کسی کے دل میں کوئی برا خیال نہ آیا لیکن ایک منافق عبداللہ بن ابی نے آپ پر تہمت تراشی... الزام گھڑا، چند مزید افراد بھی اس کو بڑھاوا دینے میں پیش پیش تھے... سیدہ مدینہ پہنچ کے بیمار ہو گئیں اور اپنی والدہ کے گھر موجود تھیں کہ ایک خاتون آئیں... ان کی باتوں سے یہ انکشاف ہوا کہ مدینہ میں چند افراد نے آپ بارے یہ تہمت تراشی ہے... جب آپ نے سنا تو پہلا ردعمل یہ تھا کہ آپ بے ہوش ہو کے گر گئیں، ہوش آیا تو شدید بخار تھا... اس الزام تراشی کے - سبب نبی کریم بھی بہت رنجیدہ تھے... بخاری کی طویل حدیث میں سیدہ نے تمام واقعہ بیان کیا ہے... واقعہ کیا ہے ایک اداس کر دینے والی کہانی ہے

ان اداس دنوں میں ایک روز سیدہ عائشہ انتہائی غم کے عالم میں اپنی والدہ کے گھر منتقل ہو گئیں- سیدہ نے کو اب خبر ہو گئی یہی کہ کیا طوفان ان کے گھر کی - دیواروں کو ڈھانے جا رہا ہے- صبح شام بس رونے میں ہی گذر جاتی

: لیکن ابھی تو غموں کی کہانی لکھی جانی تھی- غالب کا کہنا ہے کہ

رگ وپے میں جب اترے زہر غم تب دیکھیے کیا ہو

ابھی تو تلخی کام و دہن کی آزمائش ہے

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اس روز پورا دن روتی رہی۔ نہ میرا آنسو تھمتا تھا اور نہ آنکھ لگتی تھی۔ بیان کیا کہ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آئے۔ دو راتیں اور ایک دن میرا روتے ہوئے گزر گیا تھا۔ اس پورے عرصہ میں نہ میرا آنسو رکا اور نہ نیند آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ ابھی میرے والدین میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جا رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے انہیں اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ بیان کیا کہ ہم ابھی اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ بیان کیا کہ جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر گیا تھا اور میرے بارے میں آپ کو وحی کے ذریعہ کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ بیان کیا کہ بیٹھنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا "امابعد" اے عائشہ! مجھے تمہارے بارے میں اس اس طرح کی خبریں ملی ہیں ' اگر تم واقعی اس معاملہ میں پاک وصاف ہو تو اللہ تمہاری پاکی خود بیان کر دے گا لیکن اگر تم نے کسی گناہ کا قصد کیا تھا تو اللہ کی مغفرت چاہو اور اس کے حضور میں توبہ کرو کیونکہ بندہ جب (اپنے گناہوں کا) اعتراف کر لیتا ہے اور پھر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ختم ہو چکی تھی... سیدہ کہ جو دن رات روتی رہتیں، بے قراری کہ حد سے گذر رہی تھی، آنسو تھے کہ پل کو دامن نہ چھوڑتے تھے.. ایسے خشک ہو گئے کہ جیسے کبھی تھے ہی نہیں، فرماتی ہیں :

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کلام پورا کر چکے تو میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے کہ ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا۔ میں نے پہلے اپنے والد سے کہا " کہ میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے کلام کا جواب دیں۔ والد نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں کچھ نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اس کا جواب دیں۔ والدہ نے بھی یہی کہا۔ اللہ کی قسم! مجھے کچھ نہیں معلوم کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ اس لیے میں نے خود ہی عرض کیا۔ حالانکہ میں بہت کم عمر لڑکی تھی اور قرآن مجید بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا کہ اللہ کی قسم! مجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگوں نے اس طرح کی افوہوں پر کان دھرا اور بات آپ لوگوں کے دلوں میں اتر گئی اور آپ لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ میں اس تہمت سے بری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اگر اور اس گناہ کا اقرار کر لوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ لوگ اس کی تصدیق کرنے لگ جائیں گے۔ پس اللہ کی قسم! میری اور لوگوں کی مثال یوسف علیہ السلام کے والد جیسی ہے۔ جب انہوں نے کہا تھا «فصبر جميل والله المستعان على ماتصفون» (یوسف: 18)

"پس صبر جمیل بہتر ہے اور اللہ ہی کی مدد درکار ہے اس بارے میں جو کچھ تم کہہ رہے ہو "

"پھر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا

لیجئے.... بات اس ہستی تک آگئی کہ جس نے سیدہ کو تخلیق کیا تھا... بھلا کوئی اپنی تخلیق کو بھی ناحق رسوا کرتا ہے؟

بس اک امتحان تھا، اک ابتلاء تھی، مشکل مشکل دن تھے.. کبھی تو ختم ہونا تھے... لیکن سیدہ نے دل کا غم نکال کے سب کے سامنے رکھ دیا... لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہ اب انہیں کسی کی ضرورت نہیں وہ جانیں اور ان کا رب جانے- ہماری پاک باز، طاہرہ، مطہرہ، عفت مآب ماں نے یہ کہا اور جا کر کے اپنے بستر پر لیٹ گئیں- افرماتی ہیں :

اللہ خوب جانتا تھا کہ میں اس معاملہ میں قطعاً بری تھی اور وہ خود میری برات ظاہر کرے گا۔ کیونکہ میں واقعی بری تھی لیکن اللہ کی قسم! مجھے اس کا کوئی وہم و گمان بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ قرآن مجید میں میرے معاملے کی صفائی اتارے گا کیونکہ میں اپنے کو اس سے بہت کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملہ میں خود کوئی کلام فرمائے' مجھے تو صرف اتنی امید تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ میری برات کر دے گا۔

لیکن سیدہ نے امید اس ہستی سے لگائی تھی کہ جس کے دربار سے خالی کون جاتا ہے؟... سب ایک دم خاموش ہو کے رہ گئے... کسی کے پاس کہنے کو کچھ نہ تھا- اس خاموشی کے بیچ میں جبرائیل آ گئے، ہاں وحی کا نزول شروع ہو گیا.... آپ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو وحی کی شدت میں طاری ہوتی تھی۔ موتیوں کی طرح

پسینے کے قطرے آپ کے چہرے سے گرنے لگے۔ حالانکہ سردی کا موسم تھا۔ یہ اس وحی کی وجہ سے تھا جو آپ پر نازل ہو رہی تھی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا
-نے بیان کیا کہ پھر آپ کی وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ تبسم فرما رہے تھے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ عائشہ اللہ نے تمھاری براءت نازل کر دی.......ماحول ایک دم بدل گیا، بوجھل پن رخصت ہوا....سیدہ کی والدہ
: نے بیٹی سے کہا کہ نبی کریم کے سامنے کھڑی ہو جائیں...لیکن سیدہ نے کمال ناز سے فرمایا کہ
نہیں اللہ کی قسم! میں آپ کے سامنے نہیں کھڑی ہوں گی۔ میں اللہ عزوجل کے سوا اور کسی کی حمد و ثنا نہیں کروں گی کہ اسی نے میری برات نازل کی ہے
سیدہ کے کے دشمنوں نے سیدہ بارے لب کشائی کر کے ہمیشہ کے لیے ذلت خود پر مسلط کر لی..ہماری ماں کی پاک دامنی کا گواہ اللہ خود ہو گیا، کہ خود کلام ......
کیا...جنت ہیں ایسا کیوں کیا گیا؟
اللہ سے بہتر کون جانتا ہے کہ اسے خبر تھی کہ عبد اللہ بن ابی ایک شخص نہیں، پوری ایک برادری کا نام تھا کہ جس نے آتے رہنا تھا، خباثت چلتی رہنا تھی، پلتی رہنا تھی...سو سیدہ کی براءت، سیدہ کے حق میں کسی فرد کی گواہی کافی نہ تھی...کہ گواہ ہوتا، گواہی دیتا، مٹ جاتا اور تاریخ کی نظر ہو جاتا...سیدہ کو ازل تک گواہی کی ضرورت تھی...سو ازل ازل کی یہ گواہی قران میں رقم ہوئی....سیدہ کے آنسو آنکھوں سے کہاں نکلے تھے، یہ آنسو تو بہت قیمتی تھے کہ نبی کی حرم کے دل سے نکلے تھے، سو ان آنسوؤں نے سب کچھ جیت لیا...عبد اللہ بن ابی رسواء ہوا اس کی ذریت بھی اس کے قدم قدم پر چلی اور قران کی ان دس آیات میں ان کی رسوائی درج ہوئی روسیاہی رقم ہوئی

....

رضی اللہ عنہا

۳: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امہات المومنین ع کو اہل بیت عین کہنا اور ان پر سلامتی بھیجنا

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد (بطور ولیمہ) گوشت اور روٹی تیار کروائی اور مجھے کھانے پر لوگوں کو بلانے کے لیے بھیجا، پھر کچھ لوگ آئے اور کھا کر واپس چلے گئے۔ پھر دوسرے لوگ آئے اور کھا کر واپس چلے، میں بلاتا رہا۔ آخر جب کوئی باقی نہیں رہا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اب تو کوئی باقی نہیں رہا جس کو میں دعوت دوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب دستر خوان اٹھالو لیکن تین اشخاص گھر میں باتیں کرتے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل آئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے سامنے جا کر فرمایا السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ۔ انہوں نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ، اپنی اہل کو آپ نے کیسا پایا؟ اللہ برکت عطا فرمائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح تمام ازواج مطہرات کے حجروں کے سامنے گئے اور جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا اس طرح سب سے فرمایا اور انہوں نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح جواب دیا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو وہ تین آدمی اب بھی گھر میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ حیاء دار تھے، آپ (یہ دیکھ کر کہ لوگ اب بھی بیٹھے ہوئے ہیں) عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف پھر چلے گئے، مجھے یاد نہیں کہ اس کے بعد میں نے یا کسی اور نے آپ کو جا کر خبر کی کہ

اب وہ تینوں آدمی روانہ ہو چکے ہیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اب واپس تشریف لائے اور پاؤں چوکھٹ پر رکھا۔ ابھی آپ کا ایک پاؤں اندر تھا اور ایک پاؤں باہر کہ آپ نے پردہ گرا لیا اور پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

۴: ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا ایک لقب

حارسۃ القرآن الکریم بھی تھا کیونکہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید اکٹھا کر کے محفوظ کیا وہ نسخہ آپ کی وفات کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور سیدنا عمر کی وفات کے بعد یہ نسخہ سیدہ حفصہ کے پاس آ گیا اور اسی مصحف کو نقل کر کے اسکے نسخے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ساری مملکت اسلامیہ میں بھجوائے تھے اور یہی مصحف آج ہمارے ہاتھوں میں ہے جسے مصحف عثمانی بھی کہا جاتا ہے۔

۵: مسکینوں کی ماں

ام المؤمنین سیدۃ زینب بنت خزیمۃ رضي اللہ عنھا کو فقراء ومساکین کو بہت زیادہ کھانا کھلانے کی وجہ سے "ام المساکین" یعنی مسکینوں کی ماں کہا جاتا تھا

[مجمع الزوائد:۹/۲۴۸، الإصابۃ:۴/۳۰۹]

۶: جنت میں بھی آپ کی بیوی ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم المؤمنین سیدۃ حفصۃ رضي اللہ عنھا کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو جبریل آسمان سے اللہ کا حکم لے کر آ گئے

اے اللہ کے محبوب! حفصہ کو طلاق نہ دیجیے؛ یہ تو بہت روزے رکھنے والی اور بہت تہجد گزار ہیں اور یہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہیں

[مسند البزار:۱۴۰۱، السلسلۃ الصحیحۃ:۵/۱۷]

۷: ابو سلمہ سے بہتر بھی کوئی ہو گا؟

ام المؤمنین سیدۃ ام سلمۃ کے پہلے خاوند سیدنا اَبو سلمۃ (رضي اللہ عنھما) شہید ہوئے تو آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دعا کیا کرتیں: اے اللہ مجھے اس مصیبت پر اجر دے اور اس سے بہتر بدل دے

سیدہ کہتی ہیں میں دعا پڑھتے ہوئے سوچا کرتی تھی, بھلا ابو سلمہ سے بہتر بھی کوئی ہو گا؟ کچھ ہی عرصہ بعد آقا علیہ السلام نے پیغامِ نکاح بھجوا دیا

[صحیح مسلم:۹۱۸، صحیح ابن حبان:۲۹۴۹]

۸: میں تو یہ چاہتی ہوں۔۔۔

معمر کہتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سیدۃ سودۃ بنت زمعۃ رضي اللہ عنھا سے علیحدگی کے بارے میں بات کی تو سیدہ نے کہا

اے اللہ کے رسول! مجھے شادی کی کوئی خواہش نہیں ہے, مگر میں چاہتی ہوں کہ اللہ قیامت کے دن مجھے آپ کی بیوی کی حیثیت سے اٹھائے

[مصنف عبد الرزاق:۱۰۶۵۸، الإصابۃ:۷/۷۲۱]

۹: جب سیدہ حفصہ کا اقبال بلند تر ہو گیا

ابو بکر قدوسی

انسان کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ اس کے لیے کل کتنا اچھا لکھا ہوتا ہے، لیکن وہ آج کو لے کر پریشان ہوا پھرتا ہے۔

اس کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ اس کے لیے کیا کیا انعامات راہ سجائے اس کے منتظر ہیں، اور وہ بے تاب آج کی قیمت پر کل کو نظر انداز کرنے پر تلا ہوتا ہے

جوان بیٹی کی بیوگی سے بڑا دکھ ماں باپ کے لیے کوئی نہیں ہوتا-ہزار ارمانوں سے پہلے اس کو رخصت کرتے ہیں، پھر اگر وہ اجڑ کے آجائے تو زندگی دو بھر ہو جاتی ہے۔

گو عرب کے حالات ایسے نہ تھے جیسے ہمارے آج کے معاشرے کے ہیں کہ بچی کا عقد ثانی عذاب ہو جائے، خواب ہو جائے، لیکن فکر تو ہوتی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی جوان بیٹی سیدہ حفصہ محض اکیس برس کی عمر میں بیوہ ہو گئیں.... آپ کے نیک خاوند سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شدید زخمی ہووے-آپ کو مدینہ لایا گیا، جہاں آپ اللہ کی طرف رخصت ہوے

اکیس برس کی بیٹی کی بیوگی نے سیدنا عمر کو فکر مند کر چھوڑا-ایک روز سیدنا عثمان کی طرف گئے اور کہا

" میری بیٹی سے شادی کر لو"

لیکن وہ ٹال گئے، بس اتنا کہا کہ

" میرا ابھی نکاح کا ارادہ نہیں ہے"

آپ کو بہت دکھ ہوا، لیکن حوصلہ کر کے سیدنا ابو بکر کی طرف گئے اور ان کو بھی یہی پیش کش کی.. لیکن انہوں نے تو کوئی جواب ہی نہ دیا

غم زدہ عمر نے بہت سبکی سی محسوس کی

شکوے بھرے انداز میں اپنے یاروں کی اس بے التفاتی کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا.. آپ فرمانے لگے کہ

کیا حفصہ کا نکاح ایسے شخص سے نہ ہو جائے کہ جو عثمان سے بہتر ہو.. اور عثمان کو حفصہ سے بہتر بیوی مل جائے ؟

سیدنا عمر کو بھلا اور کیا چاہیے تھے

موذن مرحبا بر وقت بولا

تری آواز مکے اور مدینے

نکاح کے سو یوں ہی ہوا.. سیدہ حفصہ، اب ام المومنین تھیں، ہماری ماں-اور سیدنا عثمان کے نکاح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی ام کلثوم تھیں بعد سیدنا ابو بکر نے ان کو بتایا کہ کہ نبی کریم کے نکاح کی تجویز زیر غور تھی اور ان کے علم میں تھی اس لیے انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تھا

سیدہ حفصہ کی بہت سی خوبیوں میں ایک خوبی جو سب سے نمایاں تھی وہ آپ کا پڑھا لکھا ہونا تھا... یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قران کی کتابت کروا دیا کرتے تھے-اس لحاظ سے آپ بھی کاتبین قران میں شمار ہوتی ہیں-سیدنا عثمان نے جب قران کے مختلف نسخے نقل کروانے کا ارادہ کیا اور اس پر عمل شروع کروایا تو سیدہ حفصہ کے پاس موجود نسخہ ہی معیار قرار پایا ... یہ نسخہ تاریخ میں مصحف صدیقی کے نام سے محفوظ ہے

ممکن ہے ایک میری بات اتفاق کریں یا نہ کریں، لیکن بات ایسے ہی ہے... جس طرح خاندان صدیق کے اس امت پر بہت سے احسان ہیں، اسی طرح خاندان فاروقی کا بھی یہی معاملہ ہے... دیکھئے نا جس طرح آپ کے والد سیدنا عمر اسلام کے گرد ہر فتنے کے سامنے دیوار بنے کھڑے رہے... اور جب آپ رخصت ہووے تو یہ دیوار بھی ڈھے گئی... ٹھیک اسی طرح سیدہ حفصہ بھی مصحف یعنی قران کے گرد اگرد اللہ کی کھڑی کی دیوار تھیں

جب سیدنا عمر کی تجویز پر سیدنا ابو بکر نے قران کی تدوین کا آغاز کیا تو اس میں آپ کا بہت سا حصہ تھا.. کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام کرتے تھے کہ قران کی کتابت کرواکے آپ کے پاس رکھوا دیتے... سو سیدنا ابو بکر کے دور میں بھی قران کا نسخہ مکمل کرواکے آپ کے پاس رکھوا دیا گیا... جس کا ذکر ہم اوپر نسخہ صدیقی کے نام سے کر چکے ہیں

آخر عمر کی بیٹی تھیں نا ہماری یہ ماں، جس طرح باپ نے اسلام کی حفاظت کی اس طرح ان کی پیاری بیٹی، ہماری ماں نے قران کی حفاظت کا فرض اس طور نبھایا کہ آج امت ایک قران پر جمع ہے

یہی تو وجہ ہے کہ یہود اور ان کے "سائے" خاندان فاروقی سے عداوت رکھتے ہیں... لیکن

لاکھ ستارے ہر طرف، ظلمت شب جہاں جہاں

اک طلوع آفتاب دشت و چمن سحر سحر

رضی اللہ عنہا

۱۰: ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح پر نقد کرنے والوں کے نام ماں جی کا پیغام

فرماتی ہیں:

میری شادی رسول اللہ ﷺ سے چھ برس کی عمر میں ہوئی اور جب ان کے ہاں رخصتی ہوئی تو میں نو برس کی تھی "

سوال اٹھتا ہے کہ کیا اس عمر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بچی تھیں یا عمر بلوغ کو پہنچ گئی تھیں؟ خود ماں جی کی زبانی سنئے، فرماتی ہیں

جب بچی نو برس کی ہو جائے تو اس کا شمار عورتوں میں ہو گا۔"سنن الترمذی "

تو کیا اس دور میں نو برس کی عمر شادی کے لئے موزوں تھی؟ ماں جی فرماتی ہیں

مطعم بن عدی نے تب اپنے بیٹے کے لئے میرے نکاح کا پیغام بھیج دیا تھا۔"مسند احمد "

یعنی وہ عمر عرب معاشرے میں شادی کی موزوں عمر تھی، عمر بلوغ تھی۔

کیا اماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا اس شادی سے خوش تھیں؟ یا ناراض؟ خود اماں جی کا قصہ سنئے، فرماتی ہیں

میں غیرت کھا کر یہ دیکھنے کو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے گئی کہ دیکھوں تو سہی آپ کرتے کیا ہیں؟ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ عائشہ کیا آپ غیرت کھا گئی تھیں؟ عرض کیا: تو کیا آپ ایسے شوہر پر میرے ایسی خاتون غیرت بھی نہ کھائیں گی؟

۱۱: پریشان کن حالات میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اہل بیت سیّدہ خدیجہ وسیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما کا تسلی دینا

تحریر: عمر فاروق قدوسی

پریشانی کے لمحات میں عورتیں مردوں کا بہت بڑا سہارا ہوتی ہیں۔ شاید ہمارے "مردانہ معاشرے" میں یہ بات کچھ عجیب سی لگے۔ لیکن امر واقعہ ہے کہ زندگی کے نشیب و فراز میں، کٹھن گھڑیوں میں جب مشکلات کی وجہ سے کچھ سجھائی نہ دے تو اس وقت ایک باشعور اور دور اندیش رفیقہ حیات اپنے قیمتی مشوروں اور حکمت بھرے جملوں سے اپنے شوہر کے لیے امید کا ایک ایسا چراغ ثابت ہوتی ہے کہ جس کی مدھم روشنی بھی تاریک تر اندھیروں کو مات دے دیتی ہے۔

آیئے اسوۂ رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام سے دو واقعات سے اپنے اس عنوان کو مزین کریں۔

غارِ حراء میں جب جبرائیل علیہ السلام پہلی مرتبہ وحی لے کر نازل ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ ایک بے حد پریشان کن معاملہ تھا۔ آپ کو کچھ اندازہ نہیں تھا کہ یہ سب کیا ہے۔ کچھ خبر نہی تھی کہ آنے والا کون ہے اور کیوں آیا ہے. جبرائیل علیہ السلام نے تین بار آپ کو بھینچا۔ زور سے اپنے ساتھ لگایا اور پھر کہا پڑھیے۔ آپ نے فرمایا میں تو پڑھا ہوا نہیں۔ پھر قرآن کریم سے سورۃ العلق کی ابتدائی آیات حضرت جبرائیل نے پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا سے واپس ہوئے تو آپ کا دل اس انوکھے واقعے سے کانپ رہا تھا۔ آپ گھر تشریف لائے اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ کچھ وقت میں آپ کا ڈر جاتا رہا، اوسان قدرے بحال ہوئے تو سیدہ کو سارا ماجرا سنایا اور فرمانے لگے کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ سیدہ نے اپنے عظیم المرتبت شوہر علیہ الصلوۃ والسلام کی جس انداز سے اور جن الفاظ سے ڈھارس بندھائی، اس کی مثال نہیں ملتی. ملاحظہ فرمایئے ہماری ماں کے الفاظ..... الفاظ کیا تھے، آب حیات تھے، امرت دھارا تھے، جنھوں نے رحمت عالم شفقت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو عجیب راحت وسکون دیا. فرمانے لگیں

آپ کا خیال صحیح نہیں۔

اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔

آپ تو اخلاق فاضلہ کے مالک ہیں۔

آپ تو کنبہ پرور ہیں۔

بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں۔

مفلسوں کے لیے آپ کماتے ہیں۔

مہمان نوازی میں آپ بے مثال ہیں

مشکل وقت میں آپ حق بات کا ساتھ دیتے ہیں۔

"ایسے اوصاف حسنہ والا انسان یوں بے وقت پریشانی کی موت نہیں پا سکتا۔

پھر مزید تسلی کے لیے سیدہ سلام اللہ علیہا اپنے سر کے تاج کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے سارا قصہ سنا تو بے اختیار پکار اٹھے یہ تو وہی ناموس ہے جو موسی کے پاس بھی آتی تھی. نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش خبری سنائی کہ آپ کے پاس تو وہی فرشتہ آیا ہے جو موسیٰ کے پاس آیا تھا۔

قارئین کرام!

آپ نے ملاحظہ فرمایا اس کائنات کی بزرگ ترین ہستی کہ قیامت تک جن ایسا کوئی آیا، نہ آئے گا، وہ بھی سخت پریشان ہوئے، شدید خوف زدہ ہوئے، اس حد تک کہ انہیں اپنی جان کا خوف لاحق ہو گیا۔ اس سے زیادہ بھلا کوئی پریشانی کی بات ہو سکتی ہے؟

........رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانی

اس وقت عرب کی عظیم دانش ور خاتون ان کے لیے بہت بڑا سہارا ثابت ہوئیں۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔ یہ بھی آپ کے اہل بیت سے ہی تعلق رکھتا ہے. رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت آزردہ تھے۔ یہ حدیبیہ کے سفر کی بات ہے۔ مشرکین مکہ نے آپ کو عمرے کے لیے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ آپ نے ان کے ساتھ وہ تاریخی معاہدہ کیا جو صلح حدیبیہ کے نام سے معروف ہے۔ اس معاہدے کی بعض شقوں پر مسلمانوں کو سخت اعتراض تھا لیکن وہ اپنے جذبات کا اظہار نہیں کر سکتے تھے۔ ان کے لیے یہ بہت اذیت ناک بات تھی کہ وہ عمرہ کیے بغیر واپس جا رہے تھے۔ اس معاہدے سے فراغت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کہا کہ یہیں اسی جگہ قربانی کر کے احرام کھول دو۔ آپ نے حکم دیا تو حیرت انگیز طور پر کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ آپ نے تین بار اپنے ساتھیوں سے کہا کہ قربانی کرو اور احرام کھول دو۔ لیکن مسلمان اس حد تک غم زدہ تھے کہ انہیں اس پر عمل بہت دشوار محسوس ہوا۔ حالانکہ یہ وہ قدسی صفات گروہ تھا کہ اشارہ نبوت ہر جان بھی قربان کرنا اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے تھے. ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مسلمانوں کو اس وقت تک موہوم سی اُمید تھی کہ شاید مکہ مکرمہ جانے کی کوئی صورت نکل آئے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کیا جائے تو صرف یہ ایک موقع ایسا ہے کہ آقا علیہ السلام نے کوئی حکم دیا ہو اور اس پر فوری عمل نہ ہوا ہو۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب دیکھا تو حیرت اور غم کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اپنے خیمے میں چلے گئے۔ اپنی اہلیہ اور ہم اہل ایمان کی ماں سیدہ ام سلمہ سلام اللہ علیہا کو ساری صورت حال سے آگاہ فرمایا۔ وہ بہت ہی زیرک خاتون تھیں۔ ذہانت فطانت معاملہ فہمی کا مرقع تھیں. کہنے لگیں آپ بھلا کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔ خاطر جمع رکھئیے. آپ باہر تشریف لے جائیے۔ اپنے اونٹ قربان کیجیے اور حجامت بنا لیجیے۔ لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ اب مکہ مکرمہ جانے کی کوئی امید نہیں رہی۔ پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہلیہ محترمہ کے مشورے پر بعینہ عمل فرمایا۔ جی ہاں... اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی کے مشورے پر عمل فرما رہے تھے. آپ کے اپنا اونٹ قربان کرنے کی دیر تھی کہ آپ کے اصحاب اپنی اپنی جگہ سے اٹھے اور بہت ہی جوش و جذبے سے مناسک کی ادائیگی میں مصروف ہو گئے۔

قارئین کرام!

آپ نے ملاحظہ فرمایا، ایسے وقت میں جبکہ اللہ کے رسول علیہ السلام آزردہ خاطر ہو رہے تھے، آپ کے اہل بیت میں سے ایک عظیم بابصیرت خاتون کے قیمتی مشورے نے آپ کے لیے اس پریشانی سے نکلنے کا سامان پیدا کر دیا۔ اس کے برعکس بہت سے لوگوں کا عورتوں کے بارے میں یہ تصور ہے کہ ان کی بات کو اہمیت نہ دی جائے، ان سے مشورہ نہ کیا جائے۔ خاتون خانہ کہ جس کی بات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اہمیت دی بلکہ اس کے مشورے کو قبول بھی کیا، ہم اسے کوئی اہمیت نہ دیں، یہ کس قدر ہلکی سوچ ہے۔

سلام اہل بیت آپ پر سلام کہ آپ کی صائب رائے رسول کریم علیہ السلام کی پریشانی کے خاتمے کا ذریعہ بنی۔

ایک بار نہیں ہزار بار
سلام اہل بیت آپ پر سلام

۱۲: ليتني أكون نسيا منسيا

ماں جی کے مرض الموت کا قصہ ہے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما تشریف لائے، اور آکر ان کی تعریفیں کرنے لگے: جب تعریفیں سنیں تو صدیق کی بیٹی تڑپ اٹھیں، اور یوں اپنے کرب کا اظہار کیا: میرا تو جی چاہتا ہے کہ عائشہ لوگوں کی یاد سے محو ہو جائے۔

دونوں جہاں تیری محبت پہ وار کے
وہ جا رہا ہے کوئی شب غم گزار کے

۱۳: تربیت کا اثر

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس گالیاں سن کر دعائیں دیں

یہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا ایک پہلو ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ماں جی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی سیرت کے ان موتیوں سے وافر حصہ ملا ہے، واقعہ افک میں سیدہ پر الزام لگانے والوں میں سیدنا مسطح رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، جن کو بعد میں اسی جرم کی پاداش میں کوڑے لگائے گئے تھے، ایک دفعہ ایسا ہوا کہ مسطح کی والدہ صاحبہ کی چادر میں ان کا پاؤں آ گیا، تب ان کے منہ سے نکل گیا کہ مسطح تباہ ہو جائے، تو اماں عائشہ فوراً بول پڑتی ہیں: ام مسطح ایسا نہ کہو، کیوں آپ غزوہ بدر میں شامل ہونے والے ایک انسان کو بد دعا دیئے جاتی ہیں؟

اسی طرح الزام لگانے والوں میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، چنانچہ ایک دفعہ سیدنا عروہ بن زبیر ماں جی کی مجلس میں سیدنا حسان کو برا بھلا کہنے لگے: تو انہوں نے فرمایا: عروہ ایسا نہ کہا کیجئے، حسان تو میرے محمد ﷺ کا دفاع کیا کرتے تھے۔

[صحیح البخاری : 3531]

۱۴: ماں جی، شرم و حیا کا استعارہ

آپ خواتین سے فرمایا کرتی تھیں

بیبیو! اپنے سرتاجوں سے کہا کرو کہ وہ پانی سے استنجا کیا کریں، مجھے ایسی باتیں ان سے کہتے شرم مانع ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ پانی سے استنجا کیا کرتے تھے۔

[مسند احمد:24836، صحیح]

۱۵: ماں جی کی شجاعت

غزوہ احد میں جب مجاہدین بکھر چکے تھے تو راوی حدیث کہتے ہیں، میں نے ماں جی عائشہ اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہما کو دیکھا، وہ پورے جوش و جذبے، اور کامل ہمت کے ساتھ پانی کے مشکیزے خود پر لاد مجاہدین کو پلائے جاتی تھیں۔

[صحیح البخاری : 198]

۱۶: اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت

ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت کے سلسلہ میں بیان ہے کہ ان کے پاس جتنا بھی اللہ کا دیا ہوا رزق آتا فوراً صدقہ کر دیا کرتی تھیں۔

[صحیح البخاری : 3505]

اسی طرح آپ نے اپنی نذر کے کفارے میں چالیس غلام آزاد کئے

[صحیح البخاری: 6075]

۱۳: تیری پسند میری پسند

رسول اللہ ﷺ اپنی حبیبہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پسندیدہ اشیاء کے حصول میں بے حد دلچسپی لیا کرتے تھے۔

[صحیح مسلم:1213]

۱۴: پیغمبر مزاج شناس بنت صدیق

رسول اللہ ﷺ سیدہ عائشہ سے فرمانے لگے:

عائشہ! جب آپ مجھ سے ناراض ہوتی ہو مجھے پتہ چل جاتا ہے، ماں جی نے عرض کیا: وہ بھلا کیسے؟ تو فرمایا: جب آپ مجھ سے راضی ہوں، آپ کہتی ہیں، رب محمد کی قسم! اور جب ذرا ناراضی ہو، تو کہتے ہو کہ رب ابراہیم کی قسم! سیدہ فرمانی لگیں: ہاں تو اللہ کے رسول ﷺ! میں ناراضی میں صرف آپ کا نام ہی تو چھوڑتی ہوں۔

[صحیح البخاری : 5228]

۱۵: بنت صدیق، مزاج شناس نبوت

اماں جی کہتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ جب آندھی دیکھتے تو آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا، میں نے عرض کیا: آقا! لوگ تو خوش ہوتے ہیں اور آپ پشیمان ہو جاتے ہیں؟ فرمایا: عائشہ! مجھے چین اس لئے نہیں آتا کہ کہیں اس میں عذاب ہی پنہاں نہ ہو، ایک قوم گزری ہے، جن کو آندھی کی وجہ سے عذاب آیا تھا۔

[صحیح البخاری : 4828]

۱۶: بنت صدیق رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خادمہ

ماں جی کہتی ہیں:

بسا اوقات مجھ پر رمضان کے روزوں کی قضائی واجب ہوتی اور میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مشغولیت اور آپ کی خدمت کی بنا پر شعبان تک وہ قضائی نہ دے پاتی، پھر شعبان میں ان رہے روزوں کی قضا ادا کرتی تھی۔

[صحیح البخاری : 1950]

۱۷: باپ بیٹی کی محبت

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ایک رات سیدنا ابو بکر کے ساتھ ان کے گھر گیا، ان کی بیٹی عائشہ تب بیمار تھیں، تو میں نے دیکھا کہ ابو بکر اپنی بیٹی کے رخسار پہ بوسہ دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں، بیٹی مزاج کیسے ہیں آپ کے؟

[صحیح البخاری : 3918]

۱۸: امام حاکم فرماتے ہیں

ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پاکباز زوجہ، صدیقہ بنت صدیقم، عائشہ بنت ابی بکر الصدیق کے ذکر سے ابتداء کرتے ہیں۔

[المستدرک علی الصحیحین : 5/4]

۱۹: مسروق رحمہ اللہ اپنی سیدہ عائشہ سے حدیث کی سندیوں بیان کیا کرتے تھے:

مجھے صدیقہ بنت صدیق، اللہ کی حبیب کی محبوبہ المبراہ نے یہ حدیث سنائی ہے۔

[المعجم الکبیر للطبرانی : 289]

۲۰: ماں جی کا علم

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہانے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم سے وافر حصہ پایا، آپ کے بعد سیدہ پچاس سال تک زندہ رہیں، لوگوں نے بکثرت آپ سے علم لیا، آپ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بے شمار احکام و آداب اسلام روایت کئے، بلکہ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ احکام شریعت کا ایک چوتھائی ان سے منقول ہے۔

[فتح الباری : 107/7]

۲۱: محبوب ترین شخصیت

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے پوچھا گیا، آپ کی محبوب ترین شخصیت ؟

فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا، اور پوچھا گیا کہ مردوں میں سے کون ؟ فرمایا: عائشہ کا بابا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

[صحیح البخاری : 3662]

۲۲: اُم المؤمنین سیدۃ سودۃ بنت زمعہ رضي اللہ عنہا

آپ رضي اللہ عنہا وہ پہلی خاتون تھیں جو حضرت خدیجۃ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد نبي کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آئیں. آپ رضي اللہ عنہا ۵۵ برس کی ایک معمر خاتون تھیں جو پہلے سکران بن عمرو انصاری کے نکاح میں تھیں. سیدۃ سودۃ رضي اللہ عنہا اگرچہ نبي کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں بڑی تھیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اِس حکمت و مصلحت کی بدولت ان سے نکاح کیا تھا کہ ایک تو یہ مؤمنات مہاجرات میں سے تھیں اور دوسرا ان کا خاوند ہجرتِ حبشہ کے بعد انتقال کر گیا تھا اور یہ اکیلی رہ گئی تھیں، کوئی ٹھکانہ اور مددگار نہیں تھا. اگر گھر والوں کے پاس جاتیں تو وہ انہیں شرک پر مجبور کرتے یا پھر شدید تکالیف سے دوچار کرتے. چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر احسانِ عظیم کرتے ہوئے اور محض ان کے صدق ایمان اور اخلاص کی وجہ سے انہیں اپنی زوجیت کا شرف بخشا اور اپنی کفالت میں لے لیا

ام المؤمنین سیدۃ سودۃ رضي اللہ عنہا کی فضیلت ومنقبت، ام المؤمنین سیدۃ عائشۃ صدیقۃ رضي اللہ عنہا کچھ یوں بیان فرماتی ہیں کہ

"مَا رَأَيْتُ امْرَأَةً أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ فِي مِسْلَاخِهَا مِنْ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ"

میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی جو مجھے سودہ بنت زمعہ رضي اللہ عنہا کی نسبت زیادہ پسند ہو کہ میں ان کے پیکر میں ہوں.

یعنی ان جیسی بن جاؤں

[صحیح المسلم: ۱۴۶۳، بترقیم دارالسلام]

۲۳: ابو بکر کے گھرانے کی بانٹی ہوئی خیر

ابو بکر قدوسی

کچھ لوگ خاص ہوتے اور کبھی کبھی تو کنبے کا کنبہ ہی خاص ہو جاتا ہے - اگر کوئی نہیں مانتا تو اپنا ہی نقصان کرتا ہے، انکار کا کیا ہے لوگ تو اپنے خالق کا بھی انکار کرتے ہیں، جو ان کو رزق دیتا ہے، زندگی اور سانس دیتا ہے

لیکن کبھی رک کے سوچا کہ کیسے قیامت کے وہ تین دن ہوں گے کہ جب چھوٹی سی اسماء بنت ابی بکر پتھروں پر چل کے، نشیب اور فراز سے گزر کے غار ثور کیسا مشکل سفر تھا کہ مکے والے جب جان کو آ لیے، ارادہ کہ اب قصہ ختم کرو، نبی کے قتل کا ارادہ کر میں تاریخ کے دو عظیم مسافروں کو کھانا پہنچاتی رہی ہو گی لیا، ایسے میں سایہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے، لیکن ابو بکر نے ساتھ نہ چھوڑا رضی اللہ عنہ

اور کیسا مبارک سفر تھا کہ جس میں امت کے لیے خیر ہی خیر نازل کی گئی - ایسے ہی تو نہ کہنے والے نے کہہ دیا تھا کہ ابو بکر کے گھرانے والوں یہ تمھاری طرف سے امت کو بانٹی گئی کوئی پہلی خیر نہیں

سیدہ عائشہ، کہ بالی عمر تھی.. کبھی آٹا گھوندھتے آنکھ لگ جاتی، کبھی نبی کے سنگ فرمائش کہ میں نے آج کھیل دیکھنا ہے.. اور رسول بھی ایسے رحمت والے کہ محبت سے مسکراتے رہتے

اکثر کہنے والے کہتے ہیں کہ غزوہ بنی مصطلق والا سفر تھا، خود سیدہ نے حدیث میں سفر کی وضاحت نہیں فرمائی- ہار گم کر بیٹھیں، ٹوٹا اور کھو گیا

دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کے پیے- سیدہ نے فوراً ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی - آپ نے قافلہ رکوا لیا

ہار کی تلاش شروع ہوئی- بیابان میں پانی نہ تھا، کچھ ہی دیر میں قافلے میں بےچینی سی پھیلنا شروع ہو گئی.... سوچتے ہوں گے کہ ایک ہار ہی تو ہے اب چلنا چاہیے - سیدنا ابو بکر کو جب لوگوں کی شکایت پہنچی کہ حضرت آپ کی لخت جگر کے سبب ہم سب یہاں بیٹھے ہیں تو آپ خیمہ رسول کی طرف چلے

جب وہاں پہنچے تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سیدہ کی گود میں سر رکھے سو رہے تھے - اب سیدنا ابو بکر بول بھی نہ سکتے تھے اور غصہ بھی بہت تھا کہ آپ کے ہار گم کر دینے کے سبب لوگ مشکل میں پڑ گئے تھے - احتیاط سے آپ نے شدید غصے کا اظہار بھی کیا اور اہتمام بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند نہ کھلے مسلمانوں کی اس مشکل کو دیکھ کے رب آسمان کو ترس آ گیا.. اور آیات تیمم نازل ہوئیں

ہائے ہائے! میں کہتا ہوں کہ محبوب خاوند سے محبت کی اس ادا کو دیکھ کے اللہ کو آسمانوں پر بھی اپنی بندی پر پیار آ گیا.. ہاں ہاں سیدہ امت پر، کہ اس رحمت کا سبب ہو گئیں... کیسا ضبط تھا کہ سیدنا ابو بکر غصے کے مارے کمر میں کچوکے لگا رہے تھے، سرگوشیوں میں ناراض ہو رہے تھا اور آپ سب برداشت کیے جا رہی تھیں کہ محبوب کی آنکھ نہ کھل جائے... بس آسمان پر رب کو پیار آ گیا- محبت کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ سہولت کا نزول ہو گیا

اسید رضی اللہ عنہ کہ جو ہار ڈھونڈ رہے تھے، اب خوش خوش یہی کہتے پھر رہے تھے

" اے ابو بکر کے گھرانے والوں! مسلمانوں کے لیے یہ تمھاری پہلی برکت تو نہیں، تمھارے تو بڑے احسان ہیں"

رضی اللہ عنہا

۲۴: جس کے ہاتھ سب سے "لمبے" ہوں گے

مشکوۃ شریف۔ جلد دوم۔ خرچ کرنے کی فضیلت اور بخل کی کراہت کا بیان۔ حدیث 373

خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت

عن عائشة ﵂ أن بعض أزواج النبي صلى الله عليه و سلم قلن للنبي صلى الله عليه و سلم أينا أسرع بك لحوقا ؟ قال : " أطولكن يدا فأخذوا قصبة يذرعونها فكانت سودة أطولهن يدا فعلمنا بعد أنما كانت طول يدها الصدقة وكانت أسرعنا لحوقا به زينب وكانت تحب الصدقة . رواه البخاري . وفي رواية مسلم قالت : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : " أسرعكن لحوقا بين أطولكن يدا " . قالت : فكانت أطولنا يدا زينب ؟ لأنها كانت تعمل بيدها وتتصدق

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے بعض نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ہم میں کون سی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جلد ملاقات کرے گی یعنی آپ کی وفات کے بعد ہم میں سب سے پہلے کس بیوی کی انتقال ہو گی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات نے بانس یا سرکنڈے کا ایک ٹکڑا لے کر اپنے ہاتھ ناپنے شروع کیے ان سب میں سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک زوجہ مطہرہ تھیں سب سے لمبے تھے مگر پھر بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ ہاتھ کی

لمبائی سے مراد صدقہ تھااور ہم میں سے جس نے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یعنی سب سے پہلے جن کا انتقال ہوا وہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں اور وہ صدقہ و خیرات کرنے کو بہت پسند کرتی تھیں۔ (بخاری شریف)

اور مسلم کی ایک روایت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج مطہرات کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ تم میں سے مجھ سے جلد ملنے والی وہ ہو گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن آپس میں ہاتھوں کی لمبائی ناپتی تھیں کہ ان میں سے کون سی لمبے ہاتھوں والی ہے، چنانچہ ہم میں سب سے لمبے ہاتھ والی سیدہ زینب تھیں کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے سب کام کرتی تھیں اور صدقہ و خیرات کیا کرتی تھیں۔

تشریح:

فعلمنا بعد (مگر پھر بعد میں ہمیں معلوم ہوا الخ) کا مطلب یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تو ہم نے پہلے تو ہاتھ کی لمبائی کو اس کے ظاہری معنی ہی پر محمول کیا کہ واقعی جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے وہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جلد ملاقات کرے گی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سب سے پہلے جب سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد صدقہ و خیرات کی کثرت تھی گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ تم میں سب سے لمبے ہاتھ والی وہ ہے جو سب سے زیادہ صدقہ و خیرات کرتی ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے چمڑے کی دباغت کا کام انجام دیتی تھیں پھر اس کو فروخت کرتی اور قیمت ملتی اسے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے اس کی راہ میں خرچ کرتی تھیں۔

۲۵: سیدۃ خدیجۃ الکبری رضي اللہ عنھا کی فضیلت بزبانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال خط رسول الله ﷺ في الأرض أربعة خطوط، ثم قال: تدرون ما هذا؟ قالوا: الله ورسوله أعلم. قال: أفضل نساء أهل الجنة خديجة بنت خويلد، وفاطمة بنت محمد، ومريم ابنة عمران، "وآسية بنت مزاحم امرأة فرعون

سیدنا عبداللہ بن عباس رضي اللہ عنھما بیان کرتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چار لکیریں لگائیں، پھر (صحابہ کرام رضي اللہ عنھم سے) فرمایا

"جانتے ہو، یہ کیا ہے؟"

توانہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں

پس (پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جنت کی خواتین میں سب سے زیادہ افضل؛"

خدیجۃ بنت خویلد –

فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم -

مریم بنت عمران -

.اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم ہیں -

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُنَّ أَجْمَعِينَ

[مسند الإمام أحمد بن حنبل رحمہ اللہ:۳۱۶/۱، مستدرک للحاکم:۵۳۹/۲]

[وقال الحاکم:هذا حديث صحيح الإسناد ووافقه الذهبي

۲۶: جگ تے توجیویں تے تیری آس تے میں جیواں

ابو بکر قدوسی

فطرت سلیم نہیں بلکہ سلیم تر تھی شاید سب یہی رہا ہو گا کہ ایک دن جبرائیل نے آنا تھا

بیوی عظیم نہیں بلکہ عظیم تر تھی شائد اس لیے کہ ایک دن آنا تھا کہ خاوند کا سایہ بن کے قید میں پتے تک کھانے تھے

جی یہ تھی ہماری ماں خدیجہ.. خدیجہ الکبری.. رضی اللہ عنہ

ان کے میاں مکے کے سب سے شریف انسان تھے -جی محمد سا مکے میں کیا، زمانے میں کوئی نہ آیا تھا.. لیکن خدیجہ کو ابھی خبر نہ تھی... کہ ان کے مجازی خدا مکے کے نہیں، بلکہ تاریخ کے منفرد انسان ہیں -صلی اللہ علیہ وسلم

معمول کی طرح اس رزو بھی وہ حرا کی طرف ہی گئے کہ سب کچھ بدل گیا... وہ معمول جس معمول کی خدیجہ عادی ہو چکی تھیں -ہاں یہ معمول ان کے لیے بھی رحمت کا سبب ہی بنتا تھا... دیکھیے نا جس معاشرے میں عورت کو بیوی، محض برتنے کی ایک شے سمجھا جائے، جہاں عورت کو لونڈی جانا جائے، جہاں اس کی تذلیل عام سی بات ہو، وہاں ایک صاحب اپنی بیوی کو ایسی عزت دیتے کہ مکے کی عورتیں حسرت اور رشک سے تکا کرتیں... سو شرافت کے مظہر کی ہر ہر ادا ان کو بھی محبوب تر ہوتی چلی گئی

اس روز مگر عجیب ہوا.. ان کے خاوند گھبرائے گھبرائے، پریشان حال گھر میں داخل ہووے.. خدیجہ کی جان حلق میں آ گئی... الہی کیا ماجرا ہو گیا؟

میاں بستر کو بھاگے... اور بستر سے جا لگے..... بخار تیز سے تیز تر ہو رہا تھا... بس یہی کہہ پا رہے تھے

زملونی ..... زملونی ....زملونی

بس مجھے کمبل اوڑھا دو... اسی بات کی تکرار

: طبعیت کچھ ٹھہری تو ماجرا پوچھا- آپ نے سب بیان کیا.. سیدہ بے ساختہ کہہ اٹھیں

گھبرایئے مت! آپ غم زدوں کے غم گسار ہیں، بے سہاروں کے سہارا بنتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کے مددگار ہیں- آپ کو آپ کا رب بھلا کیوں ضائع کرنے لگا

خود ہی بتایئے کہ ایسی بیوی سے بڑھ کے نعمت کیا ہو سکتی ہے؟

مشکل وقت می جو سایہ ہو جائے، غم میں جو دلجوئی بن جائے، مصیبت میں رحمت ہو جائے

پھر آپ کو اپنے ایک عزیز بزرگ کے پاس لے گئیں، جس نے تمام قصہ سنا تو بے اختیار کہہ اٹھا کہ

" کاش میں تب زندہ ہوتا کہ جب آپ کو آپ کی قوم مکہ سے نکال دے گی.. اور ہاں یہ تو وہی فرشتہ ہے جو موسی اور عیسی پر آتا رہا "

خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی قسمت پر نازاں تو ہوئی ہوں گی.. ایک بار اپنی قسمت پر آپ ہی رشک تو آہی گیا ہو گا..... لیکن دل ایک بار تو لرز ہی گیا ہو گا کہ میرے محمد کو مکے سے نکال دیں گے. الہی ایسے صادق اور امین کو، دل میں جانے کیا کیا طوفان نہ آکے چلے گئے ہوں گے ؟؟

وہی ہوا، اب دن ایسے آسان کہاں تھے کہ کو چار دن ان خوشیوں کو منا لیتے -مکہ والوں کو جب اسلام کی خبر ہوئی، دعوت عام ہوئی تو ہر کوئی دشمن جان ہو گیا

ایک روز سیدہ عائشہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے کہ خدیجہ آپ کو ہر دم یاد رہتی ہیں ؟

آپ نے فرمایا

اللہ کی قسم! خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی جب سب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں اور جب سب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اس وقت انہوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کے لئے تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا سامان دے دیا اور انہیں کے شکم سے اللہ تعالی نے مجھے اولاد عطا فرمائی

ایک روز تو کمال ہی ہو گیا... صحیح مسلم کی روایت ہے کہ جبرائیل تشریف لائے اور آ کے فرمانے لگے

اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) دستر خوان لا رہی ہیں جس میں کھانا ہے جب وہ آپ کے پاس آئیں، ان سے ان کے رب کا " "سلام کہیئے گا۔

شعب بنی ہاشم میں جب کفار نے تمام خاندان کو قید کر دیا بھلا اس سے بڑھ کے مشکل دن کیا ہو سکتے ہیں ؟

خوراک آہستہ آہستہ ختم ہونے لگی، باہر سے امداد بھی ایک وقت آیا کہ بند ہو گئی... پھر یوں بھی ہوا کہ پرانا چمڑا ابال ابال کے اس خاندان کو کھانا پڑا، جب وہ بھی نہ رہا تو درختوں کے پتے کھانا پڑے

میاں بیوی کا رشتہ بھی عجیب ہوتا ہے، محبت کی انتہا، قربت کی بھی انتہا، قربانی کی بھی انتہا.. لیکن سیدہ کی قربانی کی سی کوئی مثال چشم فلک نے دیکھی ہو گی ؟

ذرا تصور تو کیجئے

ہاں ذرا دل کی آنکھوں سے تصور تو کیجئے کہ مکے کی امیر ترین، رئیس خاندان کی رئیس خاتون.. کہ جس پر یہ وقت تھا کہ خدمت کے لیے غلام، لونڈیاں... خرچ کے لیے بے شمار درہم و دینار... ساتھ کے لیے شہر کا معزز ترین ساتھ... اور اس کی محبت میں اب یہ وقت ہے کہ پتے کھا رہی ہیں اور محبت کی مثال قائم ہو رہی ہے

بھلا کسی نے میاں بیوی کی محبت کی ایسی مثال بھی دیکھی ہو گی ؟

کہ کھانے کے لیے کچھ نہیں اور چمڑا ابال کے کھایا جا رہا ہے۔

سیدہ کے من میں اس کے سوا کیا ہو گا کہ

جگ تے توں جیویں

تے تیری آس تے میں جیواں

یہی تو سبب تھا کہ جب آپ قربانی کرتے تو سیدہ کی سہیلیوں کے لیے بھی حصہ الگ سے نکال کر رکھتے -اور یہی تو وجہ تھی کہ آپ نے فرمایا

مَا أَبْدَلَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرًا مِنْهَا قَدْ آمَنَتْ بِي إِذْ كَفَرَ بِي النَّاسُ وَصَدَّقَتْنِي إِذْ كَذَّبَنِي النَّاسُ وَوَاسَتْنِي بِمَالِهَا إِذْ حَرَمَنِي النَّاسُ وَرَزَقَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَدَهَا إِذْ حَرَمَنِي أَوْلَادَ النِّسَاءِ

"اللہ نے مجھے اس کے بدلے میں اس سے بہتر کوئی بیوی نہیں دی، وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی جب لوگ کفر کر رہے تھے، میری اس وقت تصدیق کی جب لوگ میری تکذیب کر رہے تھے، اپنے مال سے میری ہمدردی اس وقت کی جب کہ لوگوں نے مجھے اس سے محروم رکھا، اور اللہ تعالی نے مجھے ان سے اولاد عطا فرمائی جب کہ میں دوسری بیویوں میں سے اولاد ہونے سے محروم رہا"

قید سے نکلے تو سیدہ بیمار ہو گئیں، اور اسی برس اللہ سے ملاقات کے لیے رخصت ہوئیں- آپ نے اس برس کو عام الحزن قرار دے دیا

وہ جا رہا ہے کوئی شب غم گذار کے

۲۷: جنت میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنھا کا محل

جبریل علیہ السلام غار حرا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! خدیجہ آپ کے پاس ایک برتن لا رہی ہیں جس میں کھانے پینے کا سامان ہے. جب وہ آئیں تو انہیں ان کے رب اور میری طرف سے سلام کہیے گا. اور انہیں جنت میں موتیوں سے بنے محل کی بشارت دیجیے گا کہ جس میں نہ شور و ہنگامہ ہو گا اور نہ ہی تھکن

أَتَى جِبرِيلُ النَّبِيَّ – ﷺ – فَقَالَ : « يَا رَسُول الله، هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ، مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا، وَمِنِّي، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ ».

[صحیح البخاري:۳۸۲۰]

امام سہیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

وإنما بشرها ببيت في الجنة من قصب ؛ لأنها حازت قصب السبق إلى الإيمان ، لا صخب فيه ولا » نصب ؛ لأنها لم ترفع صوتها على النبي – ﷺ – ولم تتعبه يوماً من الدهر

اور سیدہ کو موتیوں کے محل کی بشارت دی گئی کہ وہ اسلام قبول کرنے میں سب پر سبقت لے گئیں. اور اس محل میں شور و ہنگامہ اور تھکاوٹ نہیں ہے کہ سیدہ نے نہ کبھی اپنی آواز نبی علیہ السلام سے بلند کی اور نہ تمام عمر کبھی تھکایا۔

[البداية والنهاية:۴/۳۱۷]

۲۸: شیعہ مصادر میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

مذکورہ ذیل حوالے محض تائید اپیش کئے جارہے ہیں، کیوں کہ ہم کو ایسے لوگوں سے خیر کی نہ تو کوئی امید ہے اور نہ ان کی زبانیں ہماری ماؤں کے متعلق اچھی ہو سکتی ہیں، لیکن سچ خود کو منوالیا کرتا ہے، اسی لئے بعض شیعہ بھی ماننے پر مجبور ہوئے ہیں کہ شیعہ کی تمام باتیں ہماری ماؤں پر محض الزام واتہام کی قبیل سے ہیں، جن کا سچائی سے دور تک کا تعلق واسطہ نہیں، کچھ حوالے ملاحظہ کیجئے

1۔سیدہ فاطمہ جب کوئی کھانا تیار کرتیں تو اس سے ماں جی عائشہ کا حصہ الگ کرلیا کرتی تھیں۔ قرب الاسناد:ص138]

تبصرہ:

اس میں سیدہ فاطمہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کی باہمی محبت داری کا واضح ثبوت ہے۔

2۔جب رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کو اختیار دیا گیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اپنے ماں باپ سے پوچھے بغیر رسول اللہ ﷺ کو پسند کیا تھا۔ [تفسیر منہج الصادقین : 7/279]

تبصرہ:

جو خاتون رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے رشتے میں اماں ابا کا حوالہ بھی گوارا نہ کریں، کیا ان کو رسول اللہ ﷺ کا دشمن کہنے والا سچا ہو سکتا ہے؟

3۔سیدہ سودہ بنت زمعہ نے رسول اللہ ﷺ کو راضی کرنے کے لئے اپنی باری سیدہ عائشہ کو دے دی تھی۔ کیوں کہ سیدہ سودہ سیدہ عائشہ کی رسول اللہ کے ہاں قدر و منزلت سے واقف تھیں۔ تفسیر منہج الصادقین :3/27، مسالک الافہام:3/263

تبصرہ:

سیدہ سودہ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ کی قدر و منزلت سے واقف تھیں، آج کا ظالم مگر واقف نہیں ہے۔

4۔رسول اللہ ﷺ نے اپنی مسواک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف روانہ کی کہ اس کو چبا کر دیں، جب سیدہ نے وہ مسواک چبا کر دی اور آپ نے مسوک کرلی تو فرمایا: عائشہ! تیرا اور میرا لعاب باہم مل گیا ہے۔ قرب الاسناد:2/212

تبصرہ:

پیغمبر اسلام نے حیات مستعار کے آخری لمحوں میں بھی جس کے دہن کے چبایئے مسواک کو چبالیا ہو، اس کی عظمت بھلا بیان کی محتاج ہو سکتی ہے؟

طاہر جھنگوی کہتے ہیں:

تیرے دہن کا چبایا ہوا پسند نبی نے سواک کیا
لگے جو پیالے سے ہونٹ تیرے اسی جگہ سے نبی نے پیا

5۔رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے بری اولاد، بری بیوی اور برے ساتھی سے پناہ مانگی ہے۔ قرب الاسناد:2/219 5

تبصرہ:

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول کے ساتھ برے لوگ بالکل مناسب نہیں تھے، اس لئے ان کو اللہ نے اپنے نبی سے دور رکھا۔

6۔ابن ابی الحدید شیعہ نے لکھا کہ

صحیح اخبار میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو سرخ ریشمی کپڑے میں لپٹے ہوئے دیکھا، پھر جب سیدہ خدیجہ کا انتقال ہوا تو " آپ نے فرمایا: اگر وہ خواب اللہ کی طرف سے تھا تو اللہ اسے لازما پورا فرمائے گا۔ شرح ابن ابی الحدید : 3/299

مزید لکھتاہے :

شیعوں کی ایک جماعت کا گمان ہے کہ آیات سورہ نور سیدہ عائشہ کی پاک دامنی کے لئے نہیں، بلکہ ماریہ قبطیہ کی پاک دامنی کے لئے نازل ہوئی تھیں، ان پر اسود قبطی نے بدکاری کا الزام لگایا تھا۔ لیکن اس شیعہ جماعت کا یہ گمان اور انکار ان اخبار متواترہ کا انکار ہے، جو سیدہ عائشہ کی پاک دامنی پر شاہد ہیں۔ ایضا

تبصرہ :

دو باتیں ثابت ہوئیں:

1۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ نے منتخب کیا ہے، خود رسول اللہ ﷺ نے منتخب نہیں کیا۔

2۔ سورہ نور میں جس کا ہے تذکرہ، ہے اسی نور کی کہکشاں عائشہ

۲۹: ازواج رسول کے متعلق ایک شیعہ کی تحریر

ازواج رسول (صلاۃ اللہ وسلامہ وعلیھن الرحمۃ والرضوان) کا دینی مقام

اس عنوان کے تحت لبنان کے اس دور کے سب سے بڑے مرجع تقلید وفقیہ سید علامہ آیت اللہ الامین لکھتے ہیں (اختصار پیش خدمت ہے

عمل صحابہ رضی اللہ عنھم اس مبادی قرآنی کی تخصص کو کہ 'الطیبات للطیبین' اور 'الطیبین للطیبات' ظاہر کرتا ہے۔

اہل بیت نبوت ع کی جو احادیث ہیں وہ تاکید کرتی ہیں کہ ازواج رسول بھی اس آیت میں شامل ہیں:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (الاحزاب:33)

صحابہ رضوان اللہ علیھم اسی طریقہ پر قائم رہے، وہ سب امہات المؤمنین کی تعظیم کرتے اور ہر جگہ ہر حال میں ان کا احترام کرتے.... حتی کہ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ جب امام علی علیہ السلام کی خلافت کے وقت فتنوں نے اسلامی معاشرے کو گھیر لیا تو جنگ جمل میں اس وقت کے لوگوں نے کہ جو رائے کا اختلاف رکھتے تھے تو انہوں نے بھی ازواج رسول رضی اللہ عنھن کے اس مقام وجگہ کو قائم رکھا. اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر مسلمانوں سے کہا

ان عائشه سارت الي البصره ووالله انها زوجة نبيكم في الدنيا والاخره ولكن الله تبارك وتعالي ابتلاكم ليعلم اياه تطيعون ام هي '

عائشہ بصرہ کی طرف چلی گئی ہیں، قسم خدا کی، عائشہ دنیا و آخرت دونوں میں تمہارے نبی کی بیوی ہیں، لیکن اللہ تبارک وتعالی تم کو آزمانا چاہتا ہے کہ کون اس کی پیروی کرتا ہے اور کون عائشہ کی؟

اور جنگ جمل کے بعد علی ع نے ان کو احترام وتکریم کا سلوک کیا.. اور ان سے حسن معاملہ کیا اور ان سے اختلاف کو ان الفاظ سے روکا:

ولها بعد حرمتها الاولي والحساب علي الله

عائشہ کیلئے اس (جمل) کے بعد بھی ان کی وہی پہلے والی حرمت ہے. اور ان کا حساب کتاب اللہ پر ہے'

اور جو باطل دعوے، من گھڑت اقوال ہیں ان کے متعلق تو وہ سب سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اور سیرت اصحاب رضواں اللہ اور اہل بیت علیہ السلام کی سیرت کے خلاف ہے، اللہ نے تو ہمیں اپنی کتاب محکم میں تو غیر خدا کو پکارنے والوں کو سب کرنے سے منع کیا ہے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام:108)

پس تو پھر کیسے ہمارے لیے جائز ہو سکتا ہے ہمارے لئے کہ ہم سب و شتم کریں ان مومن مرد اور عورتوں پر کہ جنھوں نے ہجرت کی، راہ خدا میں جن کو اذیت دی گئی اور بہت سارے مصائب اللہ کے راستے میں انہوں نے برداشت کئے، جن کے متعلق اللہ نے فرمایا

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ (آل عمران : 195)

.پس سیرت صحابہ وآئمہ اہل بیت امہات المؤمنین کی تکریم و تعظیم کا سبق دیتے ہیں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

".جعلنا اللہ من التابعین لھم باحسان الی یوم الدین

آیت اللہ العظمی سید علی الامین لبنانی

مؤتمر کویت کے نام مراسلہ

۳۰: ماں جی کا علمی مقام و مرتبہ

1۔ صحابہ کرام مسائل میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ۔ سنن الترمذی : 3883، صحیح]

2۔ سیدہ عائشہ تمام لوگوں سے بڑی عالمہ تھیں۔ اکابر صحابہ بھی ان سے علم حاصل کیا کرتے تھے۔ سیدنا قبیصہ بن ذویب رحمہ اللہ

[الطبقات الکبری : 2/374]

3۔ میں نے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، شعر اور میراث کے باب میں سیدہ عائشہ سے بڑا عالم کسی کو نہیں دیکھا۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

[مصنف ابن ابی شیبہ: 8/517]

4۔ میں نے عائشہ سے بڑا سنن رسول اللہ کا عالم نہیں دیکھا۔ اور نہ ان سے بڑا کوئی فقیہ دیکھا۔ ابو سلمہ عبد الرحمان رحمہ اللہ

[الطبقات الکبری لابن سعد:2/375]

5۔ اگر تمام زمانے کی خواتین کے علوم جمع کر لئے جائیں اور انہیں سیدہ عائشہ کے علم کے سامنے لایا جائے تو عائشہ کا علم افضل ہو گا۔ امام زہری رحمہ اللہ

[السنۃ للخلال:ص753]

6۔ سیدہ عائشہ اپنے زمانے کے تین علوم میں بے مثال تھیں، علم فقہ، علم طب اور علم الشعر۔ امام ابن عبد البر رحمہ اللہ

[الاجابۃ للزرکشی:ص31]

7۔ مجھے محمد کی امت بلکہ کسی بھی امت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑی عالمہ نظر ہی نہیں آئی۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ

[سیر اعلام النبلاء:2/140]

8۔ صحابہ کے درمیان علمی اختلاف کا فیصلہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کیا کرتی تھیں۔

[صحیح البخاری : 1332]

ہوں کیوں نہ میرے ماں باپ قربان اس مقدس نام پر
عائشہ تیرے لاکھ احسان ہیں اسلام پر

۳۱: خاندان نبوت میں اسم عائشہ رضی اللہ عنہا کا رواج

عائشہ بنت جعفر صادق۔ حوالہ اعلام النساء: عمر کحالہ

عائشہ بنت موسی کاظم بن جفر صادق۔ الارشاد للمفید: ص304

عائشہ بنت جعفر بن موسی کاظم بن جعفر صادق، عمدة المطالب: ص63

عائشہ بنت علی رضا بن موسی کاظم، بحار الانوار: 11/222

عائشہ بنت علی الہادی بن محمد جواد بن علی رضا۔ الارشاد للمفید: ص334

عائشہ بنت محمد بن حسن بن جعفر بن حسن المثنی۔ منتہی الامال: 1/468

نوٹ: یہ شیعہ کتب کے حوالے ہیں، اہل سنت کی کتب سے اس لئے نہیں لائے گئے کہ اہل سنت کے ہاں یہ مسلمہ امر ہے۔

۳۲: ماں جی کا شکوہ

اُم المؤمنین عائشہ رضي اللہ عنها فرماتی ہیں

إنكم لتغفلون أفضل العبادة، التواضع

بیشک تم افضل ترین عبادت تواضع سے غفلت برتتے ہو

[الزھد لوکیع بن الجراح: ۲۱۳، إسناده صحیح]

۳۳: خدیجہ کے علاوہ کوئی عورت تھی ہی نہیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ خدیجہ کا اس کثرت سے ذکر کرتے تھے کہ سیدہ عائشہ کہتی ہیں, بعض اوقات تو میں نبی علیہ السلام سے کہہ دیتی تھی

" گویا کہ دنیا میں خدیجہ کے علاوہ کوئی اور عورت گزری ہی نہیں"

فربما قُلْت له: كأنهُ لم يكُن في الدنيا امرأةٌ إلا خديجةُ

[صحیح البخاري: ۳۸۱۸]

۳۴: تمہارے والد نبی تھے اور تمہارے چچا بھی نبی تھے

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا:

حدثنا إسحاق بن منصور، وعبد بن حميد، قالا: أخبرنا عبد الرزاق قال: أخبرنا معمر، عن ثابت، عن أنس، قال ....، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: «وإنک لابنة نبي، وإن عمک لنبي، وإنک لتحت نبي، ففيم تفخر عليک؟» ثم قال: «اتقي الله يا حفصة» هذا حديث حسن صحيح

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ کسی بات پر سیدہ صفیہ کو دکھ ہوا اور وہ رونے لگیں۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ انکو منانے ان کے پاس آئے اور پوچھا کہ کیوں رو رہی ہیں؟

کہا فلاں نے مجھے یہودی کی بیٹی کہا ہے یعنی ان کے خاندان والے یہودی تھے

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو کیا ہوا؟ تم نبی کی بیٹی ہو (ھارون بن عمران علیہ السلام تمہارے چچا نبی تھے (موسیٰ بن عمران علیہ السلام) اور اب تم نبی کے تحت ہو تو تم اس سے زیادہ فخر والی ہوئی

(سنن الترمذی 3894 واسنادہ صحیح صححہ الترمذی)

۳۵: روزے کی حالت میں وفات

امام ابن سعد رحمہ نے فرمایا

حدثنا جويرية بن أسماء عن نافع قال: ما ماتت حفصة حتى ما تفطر

حضرت نافع کہتے ہیں کہ سیدہ حفصہ روزے کی حالت میں فوت ہوئیں

(الطبقات الکبریٰ 8/ 68, قال الحافظ ابن حجر فی الاصابۃ اسنادہ صحیح)

۳۶: اُم المؤمنین اُم سلمہ حقوق نسواں کی حقیقی علمبردار اور انکے سوالوں پہ وحی کا نزول

مشہور تابعی عبد الرحمٰن بن شیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین سیدۃ ام سلمہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ عزوجل نے ہمارا (خواتین کا) تذکرہ ویسے کیوں نہیں کیا جیسے مردوں کا کیا ہے، اس پہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب کی یہ آیت نازل فرمائی: **إن المسلمين والمسلمات......إلى الآخر**

اسے امام ابن کثیر نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سوال کیا کہ میں نے کوئی ایسی آیت نہیں سنی جس میں عورتوں کی ہجرت کا بھی ذکر ہو اس پہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کی یہ آیت نازل فرمائی:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ

انکے رب انکے (ہجرت کے عمل کو) قبول کر لیا اور میں بالکل بھی کسی نیک عمل کرنیوالے کا عمل ضائع نہیں کروں گا چاہے وہ مرد ہو یا عورت

تفسیر ابن کثیر، 2/190 علامہ احمد شاکر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

مشہور تابعی مفسر مجاہد رحمہ اللہ سیدۃ ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مرد حضرات جہاد میں شریک ہوتے ہیں اور ہم (خواتین) اس سے محروم ہیں اور ہمارے لئے وراثت میں بھی نصف حصہ ہے اس پہ سورۃ النساء کی یہ آیت نازل ہوئی: **وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِن فَضْلِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا**

اور اس بارے زیادہ تمنامت کرو جو اللہ نے تم میں سے بعض لوگوں کو بعض پہ فضیلت دی ہے، مردوں کے لئے اپنی کمائی میں سے حصہ ہے اور عورتوں کو اپنی کمائی میں سے حصہ ہے، اور اللہ تعالیٰ سے اسکے فضل کا سوال کرو بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کے بارے جاننے والا ہے۔

مستدرک الحاکم میں اسے روایت کیا گیا ہے، 3195، اور اسکی اسناد صحیح ہیں۔

۳۷: رزقت حبها

نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے سیدہ خدیجہ علیھا السلام کے بارے میں فرمایا :

إِنِّي قَدْ رُزِقْتُ حُبَّهَا

میرے دل میں اسکی محبت ڈال دی گئی

[صحیح مسلم:2435]

۳۸: بے گناہ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مرض الموت میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا آپ امت میں پہلی خاتون ہیں جن کا بے گناہ ہونا آسمان سے نازل ہوا ہے

[فضائل صحابہ للإمام أحمد: 1639 وسندہ صحیح]

۳۹: حبیبۃ حبیب اللہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا :

حدثنا إسحاق بن يوسف، قال: حدثنا مسعر، عن عمرو بن مرة، عن أبي الضحى، عن مسروق، قال: حدثتني الصديقة بنت الصديق، حبيبة حبيب الله المبرأة

مسروق تابعی نے کہا کہ مجھے صدیقہ بنت صدیق اور حبیبۂ حبیب اللہ نے حدیث بیان کی جن کی براۃ اللہ نے بیان کی

(مسند الامام احمد رقم:26044وسندہ صحیح)

۴۰: جمیع مخلوقات سے بلند

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

"فإنهن – أي أزواج النبي ﷺ – في الجنة، في منازل رسول الله ﷺ في أعلى عليين، فوق منازل جميع الخلائق، في الوسيلة التي هي أقرب منازل الجنة إلى العرش"

اور نبی کریم صلی اللہ وسلم کی ازواج جنت میں رسول اللہ کے مرتبہ و محلات جو کہ اعلی علیین ہے میں ساتھ ہوں گی، وہ تمام مخلوقات سے بلند جگہ ہے جس کو وسیلہ کہتے ہیں، اور یہ جگہ عرش سے قریب ترین جگہ ہے

(تفسیر القرآن العظیم: 6/408)

۴۱: سب سے زیادہ نفع پہچانے والی خاتون۔۔۔

شیخ الاسلام والمسلمین امام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"وأول من آمن به باتفاق أهل الأرض أربعة، أول من آمن به من الرجال أبو بكر، ومن النساء خديجة، ومن الصبيان علي، ومن الموالي زيد.

وكان أنفع الجماعة في الدعوه باتفاق الناس أبو بكر، ثم خديجة"

اور تمام زمین والوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلے چار لوگ مشرف باسلام ہوئے،

مردوں میں سیدنا ابو بکر، عورتوں میں سیدۃ خدیجۃ، بچوں میں سیدنا علی اور غلاموں میں سیدنا زید۔

اور تمام لوگوں کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ سیدنا ابو بکر اور سیدہ خدیجہ سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے تھے

(منھاج السنۃ 7/26)

۴۲: سیدہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا خود کو آل محمد کہنا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مدینہ ہجرت کرنے کے بعد آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی برابر تین دن تک گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

[صحیح البخاری:5416]

اس سے ثابت ہوتا ہے، امہات المومنین ہی حقیقی معنوں میں اہل بیت ہیں۔

۴۳: بنتِ رسول اور زوجہ رسول علیھم السلام

حَدَّثَنَا يُونُسُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ عَنْ عِلْبَاءَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَطَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ خُطُوطٍ قَالَ تَدْرُونَ مَا هَذَا فَقَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَآسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُنَّ أَجْمَعِينَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ لکیریں کیسی ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت کی عورتوں میں سب سے افضل عورتیں چار ہوں گی خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۲) فاطمہ رضی اللہ عنہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۳) مریم بنت عمران علیہا السلام (۴) آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو فرعون کی بیوی تھیں

مسند احمد، جلد دوم، حدیث: 796 حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے: فتح الباري 6/178

۴۴: افضل خواتین

"اس امت کی افضل ترین خواتین سیدہ خدیجہ، سیدہ عائشہ، اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھن ہیں"

[مجموع الفتاوی لشیخ الإسلام ابن تیمیۃ ۴/۳۹۴]

۴۵: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا کو برا بھلا کہنے والا متفقہ طور پر کافر ہے

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔

(النور : 23)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں اس آیت کا سبب نزول اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ ہیں، بلاشبہ سب کے سب علماء کا اس بات پہ اجماع ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کو گالی گلوچ کا نشانہ بنایا یا انکے بارے برے کلمات کہے، یا انکی ذات پہ برائی کا الزام لگایا تو بیشک وہ کافر ہے کیونکہ اس نے قرآن کی مخالفت کی ہے اور اس آیت کی روشنی میں یہی حکم باقی ازواج مطہرات کے بارے میں ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنھما، سعید بن جبیر رحمہ اللہ اور مقاتل بن حیان سے یہی قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے خاص نازل ہوئی تھی۔

[تفسیر ابن کثیر: 6/32]

۴۶: محمد الرسول ﷺ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، محبت کی ایک لازوال داستاں

شیخ عبد الرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ اکثر ایک مثال دیا کرتے ہیں:

فرماتے ہیں کہ محمد الرسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران مبارک پر رکھ کر لیٹے ہوتے،

ایسا محسوس ہوتا ہو گا جیسے قرآن ریل پر رکھا ہے۔۔۔

اور پھر اللہ کے رسول ﷺ قرآن کی تلاوت فرماتے ہوئے روتے اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا تلاوت سنتے ہوئے روتیں۔۔۔

اللہ کتنا رشک کرتا ہو گا اس مبارک جوڑے پر! ایسی محبت کی مثال نہ پہلے کبھی کسی نے سنی نہ دیکھی کہ دونوں محبوبوں کے اعمال اور افعال کو اللہ عزوجل نے مومنوں اور مومنات کے لئے قیامت تک کے لئے شریعت بنادیا

۴۷: اللہ نے سیدہ خدیجتہ الکبری رضی اللہ عنہا کو اپنا سلام بھیجا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَة ﷺ قَالَ : أَتَي جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ صلي الله عليه وآله وسلم فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ الله، هَذِهِ خَدِيْجَة قَد أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْکَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّي، وَ بَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّة مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آکر عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! یہ خدیجہ ہیں جو ایک برتن لے کر آرہی ہیں جس میں سالن اور کھانے پینے کی چیزیں ہیں، جب یہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کا اور میرا سلام کہیے اور انہیں جنت میں موتیوں کے محل کی بشارت دے دیجئے، جس میں نہ کوئی شور ہو گا اور نہ کوئی تکلیف ہو گی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

الحديث رقم : أخرجه البخاري في الصحيح، کتاب : فضائل أصحاب النبي، باب : تزويج النبي صلي الله عليه وآله وسلم خديجة و فضلها، 3 / 1389، الرقم : 3609، و مسلم في الصحيح، کتاب : فضائل الصحابة، باب : فضائل خديجة أم المؤمنين، 4 / 1887، الرقم : 2432، و ابن أبي شيبة في المصنف، 6 / 390، الرقم : 32287.

۴۸: مدح نبی ﷺ بزبان عائشہ رضی اللہ عنہا

مصر کی وہ عورتیں جنھوں نے سیدنا یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اپنی انگلیوں پر چھریاں چلائی تھیں اگر محمد الرسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیتیں تو اپنے دلوں پر چھریاں چلالیتیں۔

مواہب لدنیہ للقسطلانی کی شرح میں امام زرقانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک یہ اشعار پڑھ کر بیان کیا کرتیں:

وَلَوْ سَمِعُوا فِي مِصْرَ أَوْصَافَ خَدِّهِ
لَمَا بَذَلُوا فِي سَوْمِ يُوسُفَ مِنْ نَقْدِ
لَوَّامِيْ زلِيخَا لَوْ رَأَيْنَ جَبِينَهُ
لَآثَرْنَ بِالْقَطْعِ الْقُلُوبَ عَلَى الْأَيْدِي

یعنی: آپ رضی اللہ عنہا کہا کرتیں مصر والے اگر میرے محبوب کے رخسار مبارک کے اوصاف سُن لیتے تو حضرت یوسف علیہ السلام پر سیم وزر کی قیمتیں لگانا بھول جاتے اور زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں اگر میرے محبوب کی جبین مبارک کو دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کے بجائے اپنے دلوں کو کاٹنے کو ترجیح دیتی۔

یعنی اشعار کی تشریح یہ ہے کہ زلیخا کو ملامت کرنے والی اگر میرے محبوب کے جمال کا مشاہدہ کرتیں تو دلوں کو چیر لیتیں

[شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ:4/390]

۴۹: سیدہ عائشہ وہند رضی اللہ عنہما

جس طرح آپ ﷺ کو اہل بیت رضوان یعنی اپنے خاندان سے محبت تھی اسی طرح آپ ﷺ کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے خاندان سے بھی محبت تھی۔ لہذا جس خانوادے سے آپ ﷺ کو محبت ہے اس سے ہمیں بھی والہانہ محبت ہے، سو اہل بیت اطہار کے ساتھ ہم اسکا ذکر بھی نہایت احترام کے ساتھ کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں وارد ہونے والی روایت اس طرح ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ھند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا (سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ) نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ایک وقت تھا کہ مجھے یہ سب سے زیادہ پسند تھا کہ آپ کے ساتھی ذلیل ہوں لیکن آج مجھے یہ سب سے زیادہ پسند ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھی غالب رہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے، مجھے بھی تمہارا خاندان بہت پسند ہے۔

(صحیح البخاری:3825)

امہات پر ہونے والی شاعری

امہات المؤمنین از اسماعیل یوسف

جہانِ عالَم میں عورتوں کا بنا ہے جو اعتبار تم ہو
رسول اکرم کے گھر کی رونق نبی کے گھر کی بہار تم ہو

اُم المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا از اسامہ سرسری

تھے ماں باپ اعلیٰ قبیلوں کے سردار
یوں سارے عرب میں بڑی تھیں صفیہؓ

تھے باپ ان کے ہارون، موسیٰ چچا تھے
حسب اور نسب میں بڑی تھیں صفیہؓ

اطاعت محمد کی کرتی تھیں دن بھر
عباداتِ شب میں بڑی تھیں صفیؓ

غنیمت میں ان کو نبی نے لیا تھا
جو قیدی تھے سب میں بڑی تھیں صفیہؓ

احادیث ان سے بھی مروی ہیں بے حد
کہ علم وادب میں بڑی تھیں صفیہؓ

!قد و قامت ان کا تھا چھوٹا اسامہ
مگر اچھے ڈھب میں بڑی تھیں صفیہؓ

اُم المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا از اسامہ سرسری

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زوجہ تھیں میمونہ حارث
سعادت میں عمدہ تھیں میمونہ حارث

مقام ان کو کیا خوب اونچا ملا تھا
طبیعت کی سادہ تھیں میمونہ حارث

چھیالیس احادیث مروی ہیں ان سے
روایت میں اعلیٰ تھیں میمونہ حارث

ہوئی ان کی شادی مقامِ "سرِف" میں
ہوئی فوت اسی جا تھیں میمونہ حارث

مثالی تھا ان کا صلہ رحمی کرنا
سراپا ہی تقویٰ تھیں میمونہ حارث

مہارت تھی فقہی مسائل میں ان کو
ذہانت میں بالا تھیں میمونہ حارث

یہ زوجِ نبی آخری تھیں اسامہ
کہ قسمت میں یکتا تھیں میمونہ حارث

اُم المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا از اسامہ سرسری

بہت نیک سیرت تھیں امِّ حبیبہ
بڑی خوب صورت تھیں امِّ حبیبہ

تھا نام ان کا رملہ نہیں ہے جو معروف
کہ مشہورِ کُنیت تھیں امِّ حبیبہ

یہ خوش تھیں نبی سے، نبی ان سے خوش تھے
بھلی، خوش طبیعت تھیں امِّ حبیبہ

حدیثیں بھی منقول ان سے ہیں بے حد
امینِ روایت تھیں امِّ حبیبہ

نوافل بھی کثرت سے پڑھتی تھیں ہر روز
سراپا اطاعت تھیں امِّ حبیبہ

ہے امت کی قسمت کہ ماں ایسی پائی
بہت باسعادت تھیں امِّ حبیبہ

اسامہ! ہر اک کا بھلا چاہ تو بھی
بہی خواہ نہایت تھیں امِّ حبیبہ

اُم المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا از اسامہ سرسری

تھانام ان کا زینب، محمد کی بیوی
وہ یعنی کہ جحش اور امیمہ کی بیٹی

نکاح ان کا مذکور قرآن میں ہے
ولیمے میں پردے کی آیت ہے اتری

رکھا کرتیں روزے بھی کثرت سے زینب
شب و روز بے حد نمازیں تھیں پڑھتی

کہا بنتِ صدیق نے ان کی بابت
کہ عادت کی اچھی ہیں، باتوں کی سچی

روایت ہیں ان سے بھی گیارہ حدیثیں
ملی تھیں ہمیں ایسی پیاری سی امی

وہ پہلے ملے گی جو سب سے سخی ہو
کی تھی ان کے لیے پیش گوئی s نبی

اسامہ مگن جن کی یادوں میں ہے آج
تھا سالِ وفات ان کا سن بیس ہجری

اُم المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا از اسامہ سرسری

ہوئے خوب ان کے بھی وارے نیارے
کہ تھے ان کی قسمت کے روشن ستارے

خدا کی محبت، نبی کی اطاعت
رہیں زندگی بھر انھی کے سہارے

نبی کو بھی محبوب تھیں یہ بہت ہی
نبی بھی تھے ان کو دل و جاں سے پیارے

تعلق تھا ان کا بنی مصطلق سے
ہوئے ان کی برکت سے آزاد سارے

نبی سے دعاؤں کو سیکھا انھوں نے
عبادت سے دن رات انھوں نے سنوارے

ہیں یہ بھی وہ امت کی پیاری سی امی
جنھوں نے ہیں افرادِ امت نکھارے

!حدیثیں بھی مروی ہیں ان سے اسامہ
صحابہ سبھی تھے ہدایت کے تارے

ماں جی سیدہ خدیجہ سلام اللہ علیھا کیلیے از نادر صدیقی

محبتوں کے امیں محمد ص، محبتوں کی اماں خدیجہ
ہر ایک مؤمن کے دیں کی حرمت، ہر ایک مؤمن کی ماں خدیجہ
ہے برکتوں کا جہاں خدیجہ تو پاکیوں کا نشاں خدیجہ
رسولِ اکرم کا دل خدیجہ، رسولِ اکرم کی جاں خدیجہ

یہ آبِ حق سے وضو کرے تو طہارتوں کی دلیل ٹھہرے
اوڑھائے چادر نبی کو اپنی تو آیتوں کی سبیل ٹھہرے
اسی کا در ہے جہاں پہ آ کر تمام کثرت قلیل ٹھہرے
یہ اپنی دولت نثار کر دے تو شاہِ دیں کی کفیل ٹھہرے

یہ کس کے آنگن کو رب نے بخشی ہے ماہِ تاباں کی میزبانی
اسی کو پہلے پہل ہے زیبا حرا کے مہماں کی میزبانی
یہ میزبانی ہے پیارے آقا کی جیسے قرآں کی میزبانی
کہ میہمانی ہے جانِ جاں کی تو جانِ جاناں کی میزبانی

ہے ناز جس پر طہارتوں کو وہی طہارت ہے ماں خدیجہ
جو سیّدانِ شبابِ جنت ہیں ان کی جنت ہے ماں خدیجہ
یہی تو حق ہے خدا کے محبوب کی محبت ہے ماں خدیجہ
خدا کی حرمت نبی ہیں لیکن نبی کی حرمت ہے ماں خدیجہ

اللھم صلِ علی محمد و علی خدیجۃ محمد

ازواج اہل بیت ہیں از نادر صدیقی

نور ہیں آنکھوں کا، سر کا تاج اہل البیت ہیں
حُبِ اہلِ بیت کی معراج اہل البیت ہیں

آیہءِ تطہیر کو پڑھئے تعصب کے بغیر
چھوڑیے بغض و حسد، ازواج اہل البیت ہیں

امّاں جی سیدہ صفیّہ سلام اللہ علیھا کی بارگاہِ ناز میں اشعار از نادر صدیقی

تری ہستی بہت پاکیزہ ہستی ہے جہاں بھر میں
مشیّت نے محمد ﷺ لکھ دیا تیرے مقدر میں

صفیّہ ماں! ترے حصے میں عظمت خوب تر آئی
بڑے لوگوں کے گھر سے تھی بڑے لوگوں کے گھر آئی

تو اولادِ نبی میں سے ہے، ازواجِ نبی میں ہے
تری ہستی کے باعث رنگ اُن کی زندگی میں ہے

فرشتوں سے مبارک تر ترے قدموں کی مٹی ہے
مقدر تیرے فرّخ ہیں کہ تو مُرسَل کی بیوی ہے

وہ کیسا خوابِ صالح تھا کہ جنت میں تجھے لایا
عرب کا چاند آغوشِ محبت میں اتر آیا

تری سچی محبت کی گواہی مصطفٰی ص نے دی

تجھے کتنی محبت میری ماں! جانِ وفا نے دی

ترے سائے میں راحت ہے، ترے قدموں میں جنت ہے
مجھے تجھ سے محبت ہے، مجھے تجھ سے عقیدت ہے

تجھے حق نے حیا تصویر کے پیکر میں ڈھالا ہے
خدا نے آیہء تطہیر کے پیکر میں ڈھالا ہے

خلاصی کیلیے کوئی نہیں سامان بخشش کا
میں نالائق بھرم رکھتا ہوں ماں! تیری سفارش کا

اُم المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا از اسامہ سرسری

سعادت سے بھرپور تھیں ام سلمہ
بھلائی سے معمور تھیں ام سلمہ

احادیث کثرت سے مروی ہیں ان سے
فقاہت میں مشہور تھیں ام سلمہ

وطن چھوڑا، حبشہ گئیں اور مدینے
غمِ دیں سے مجبور تھیں ام سلمہ

ابو سلمہ اور سلمہ دونوں جدا تھے
اور ان سے بہت دور تھیں ام سلمہ

رہے ام سلمہ سے راضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
محمد سے مسرور تھیں ام سلمہ

خدا کی تھیں مقبول بے حد، جبھی تو
نبی کی بھی منظور تھیں ام سلمہ

کہیں کیوں نہ ماں ان کو اپنی اسامہ
ارے اُمِّ پُر نور تھیں ام سلمہ

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا از اسامہ سرسری

نصیب ان کا اچھا تھا، اچھی تھیں حفصہ
محمد تھے شوہر تو بیوی تھیں حفصہ

کتب میں روایات ہیں ساٹھ ان کی
احادیث کی ایک راوی تھیں حفصہ

عبادت خدا کی وہ کرتیں مسلسل
تہجد بھی ہر رات پڑھتی تھیں حفصہ

گھڑی آخری آئی جب بھی تھا روزہ
بہت روزے رکھنے کی عادی تھیں حفصہ

سوالات کرتی تھیں پیارے نبی سے
طلب علم بے حد ہی کرتی تھیں حفصہ

ہمارا ہے ایمان از روئے قرآن
کہ ہم میں سے ہر اک کی امی تھیں حفصہ

فضیلت یہ کیا کم ہے ان کی اسامہ
کہ فاروقِ اعظم کی بیٹی تھیں حفصہ

اُم المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا از اسامہ سرسری

خدا کی عبادت میں آگے تھیں سودہ
نبی کی اطاعت میں آگے تھیں سودہ

فقیروں میں تقسیم کرتی تھیں دولت
کہ جود و سخاوت میں آگے تھیں سودہ

دیا اپنا حق عائشہ کو انھوں نے
کہ ایثار و الفت میں آگے تھیں سودہ

ملا ان کو امت کی ماں کا جو رتبہ
تو شفقت، محبت میں آگے تھیں سودہ

کیا رشک ان پر بہت عائشہ نے
کہ ہر اک سعادت میں آگے تھیں سودہ

نبی مسکراتے تھے باتوں پہ ان کی
اسامہ! ظرافت میں آگے تھیں سودہ

اُم المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا از اسامہ سر سری

سخاوت کا مکتب خزیمہ کی بیٹی
ہے نام ان کا زینب، خزیمہ کی بیٹی

کھلا کر غریبوں کو بتلا گئی ہیں
امیروں کا منصب خزیمہ کی بیٹی

کوئی پوچھے گر، کون ہے ماں ہماری؟
تو کہہ دیں گے ہم سب ”خزیمہ کی بیٹی

خدا کو ہوئیں تین ہجری میں پیاری
کہ تھیں رحمتِ رب خزیمہ کی بیٹی

ملا نام ان کو ہے ام المساکین
اسامہ کا مطلب، خزیمہ کی بیٹی

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا از اسامہ سر سری

حامل تھی ان کی زندگی بے حد سرور کی
کیوں کہ ملی تھی ان کو غلامی حضور کی

کس ملک میں تھیں اور کہاں یہ پہنچ گئیں
کیا کیا صعوبتیں ہیں انھوں نے عبور کی

دی شاہِ مصر نے شہِ عالَم کو ماریہ

یعنی کہ ابتدا تھی نبی کے ظہور کی

!مصر و عرب میں آپ کی برکت سے ماریہ
بنتی گئیں فضائیں ہدایت کے نور کی

سیریں بہن تھی، حضرتِ حسان بہنوئی
امت گواہ جن کے ہے شعر و بحور کی

زینب کے انتقال سے غمگیں تھے مصطفیٰ
بیٹے سے ماریہ نے یہ تکلیف دور کی

یہ رتبہ اے اسامہ !کسی کو نہیں ملا
امّ ولد تھیں ماریہ اپنے حضور کی

اُم المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا از اسامہ سرسری

خدیجہ تھا نام اور لقب طاہرہ تھا
تجارت کا ان کی بڑا دائرہ تھا

بڑی شان والی تھیں حضرت خدیجہ
سبھی سے نرالی تھیں حضرت خدیجہ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شانہ بہ شانہ کھڑی تھیں
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پندرہ برس یہ بڑی تھیں

فضیلت یہ حاصل ہوئی ہے انھی کو
کہ ہمت کی کملی اُڑھائی نبی کو

کل امت سے پہلے مسلماں ہوئیں یہ
تو گویا ہماری بڑی ماں ہوئیں یہ

کیا دین پر مال سارا ہی قرباں
نچھاور کیے اپنے روح و دل و جاں

ہیں یہ شعر ان کے لیے سَر سَر آئی سے
جنھوں نے سنا "زَمِّلُونِیْ" نبی سے

میرے محمد کی قبر پر نہ آنا:

يا مبغضي لا تأت قبر مُحَمَّد

فالبيت بيتي والمكان مكاني

اے میرے سے بغض رکھنے والے! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر نہ آنا کہ یہ گھر میرا گھر ہے اور یہ مکان میرا مکان ہے۔

إني خصصت على نساء مُحَمَّد

بصفات بر تحتهن معاني

بیشک میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے خاص ہوں, نیکی کی ایسی صفات کی وجہ سے جن کے اندر معانی پنہاں ہیں۔

وسبقتهن إلى الفضائل كلها

فالسبق سبقي والعنان عناني

اور میں سب بیویوں سے فضائل میں سبقت لے گئی ہوں, پس جیت تو میری جیت ہے اور کمال تو میرا کمال ہے۔

مرض النبي ومات بين ترائبي

فاليوم يومي والزمان زماني

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور فوت ہوئے کہ سر میرے سینے پر رکھا ہوا تھا. پس یہ دن میرا دن ہے اور یہ دور میرا دور ہے

زوجي رسول الله لم أرَ غيره

الله زوجني به و حباني

میرے سر تاج تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ ان کے سوا میں نے کسی کو دیکھا ہی نہیں. پروردگار نے آسمانوں پر میری شادی کی اور مجھے چن لیا۔

وتكلم الله العظيم بحجتي

وبراءتي في محكم القرآن

اور میرا مقدمہ تو عظمتوں والے رب نے لڑا ہے اور میری برات تو قرآنِ محکم میں نازل کی گئی ہے۔

والله في القرآن قد لعن الذي

بعد البراءة بالقبيح رماني

اور اللہ نے قرآن میں ہر اس شخص پر لعنت کی ہے جو میری برات نازل ہو جانے کے بعد بھی میرے بارے میں بری بات کرتا ہے۔

وسمعت وحي الله عند محمد

من جبرئيل ونوره يغشاني

اور میں نے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی وحی کو سنا ہے اور جبریل کا نور مجھے ڈھانپ لیتا تھا۔

وأخذت عن أبويَّ دين محمد

وهما على الإسلام مصطحبان

اور میں نے اپنے والدین سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین لیا ہے جو دونوں اسلام کے جانثار ساتھی تھے۔

والفخر فخري، والخلافة في أبي

حسبي بهذا مفخراً وكفاني

اور فخر تو میرا فخر ہے کہ میرا باپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہے, مجھے فخر کیلیے یہی بہت کافی ہے۔

ويل لعبد خان آل مُحَّمد

بعداوة الأزواج والأختان

تباہی ہے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر خائن کیلیے کہ جو ازواج مطہرات اور ان کے گھر والوں سے عداوت رکھتا ہے۔

والله يكرم من أراد كرامتي

ويهين ربي من أراد هواني

اور اللہ نے اس کی تکریم کی جس نے میری تکریم کی. اور اللہ نے اسے ذلیل ورسوا کیا جس نے مجھے رسوا کرنا چاہا۔

(ابو عمران الاندلسی کے "القصیدۃ الوضاحیۃ فی مدح ام المؤمنین عائشۃ رضي اللہ عنہا" سے بعض اشعار)

عظمت ازواج از نامعلوم

اذا کان جزء الدین کفر وردۃ

فکیف باصل الدین انی لاعجب

خسئتم وتعلو ازواج احمد

کما الشمس تعلو حینما اللیل یھرب

جب کفر وارتداد کو تم نے دین کا جزء قرار دے لیا ہے

!تو پھر حیرت کہ دین کے اصول کیا ہوں گے ؟ ارے تم ذلیل ہو جاؤ

ازواج مصطفیٰ کی عظمت بڑی بلند ہے

ویسے ہی جیسے سورج کی بلند ہے، اور سورج جب طلوع ہوتا ہے اندھیرے بھاگ لیتے ہیں۔

حضرتِ عائشہ (رضی اللہ تعالی عنھا) از حسان اکبر

نطقِ حق باخدا، حضرتِ عائشہ

داستانِ وفا، حضرتِ عائشہ

عرش سے جن کو آتا رہا بارہا

ہاں سلامِ خدا، حضرتِ عائشہ

کیوں نہ ہر دم انہیں امی امی کہوں

حکم رب نے دیا، حضرتِ عائشہ

نام ان کا ادب سے ہی لیتے رہو

دین کی ہیں بقا، حضرتِ عائشہ

عزمِ حسان ہے تیری ناموس پر
جاں کرے گا فدا، حضرتِ عائشہ

اشعار در منقبتِ ام المومنین، صدیقہ کائنات

آپ فی عیشۃٍ راضیہ، عائشہ
آپ فی جنۃٍ عالیہ، عائشہ

مادرِ امتِ مصطفیٰ آپ ہیں
طیّبہ، طاہرہ، سیّدہ عائشہ

آپ ہیں ہادیہ، آپ مستبشرہ
چہرہ ضاحکہ، مُسفِرہ عائشہ

چہرہء اِفک پر خاک ہے، راکھ ہے
سورہء نور کا آئنہ عائشہ

اہل بیتِ نبی ﷺ، آبروئے حرم
ہے جدا آپ کا مرتبہ عائشہ

آپ ہر درجہء بندگی کا نشاں
قائمہ، راکعہ، ساجدہ عائشہ

آپ کے گھر میں قرآن محفوظ ہے
دینِ اسلام کی حافظہ عائشہ

فدا ہو میرے ماں باپ آپ پر
آپ ہے ملکہِ اسلام عائشہ علیھا السلام

منقبت عائشہ رض از نامعلوم

تو ہے خاتونِ جنت کی ماں عائشہ
کوئی دنیا میں تجھ سا کہاں عائشہ
تیری پاکیزگی اور تقدیس کا
ہے گواہ خالقِ دو جہاں عائشہ
سورہ نور میں جس کا ہے تذکرہ
ہے اسی نور کی کہکشاں عائشہ
کتنا آقا اور صدیق میں پیار ہے
ہے اسی پیار کی داستاں عائشہ
رب نے قرآن میں خود بتایا ہمیں
ہم سبھی مؤمنوں کی ہے ماں عائشہ رضی اللہ عنہا

واقعہ افک از نامعلوم

نبوت کا چمن ہے یہ گلستان رسالت ہے
خزاں ہو یا کوئی طوفاں اسے رب کی حفاظت ہے

اے لوگو ہو اگر سینے میں دل بے باکیوں والا
سناتا ہوں تمہیں قصہ بہت غمناکیوں والا

زمینِ درد پر جب چھا رہا تھا آسمانِ غم
یہ امی عائشہ پر ظلم کی ہے داستانِ غم

نبی ﷺ کی پیاری زوجہ کا ہوا نڈھال کاندھا تھا
منافق بن ابی نے ان پہ ایک بہتان باندھا تھا

یہ شعبان المعظم پانچ ہجری کا زمانہ تھا
قریبِ نجد لڑنے کے لیے لوگوں نے جانا تھا

منافق جانتے تھے اس جگہ پر جنگ نہ ہو گی
امن والی جگہ ہے ہم پہ بالکل تنگ نہ ہو گی

لڑائی سے یہ گھبراتے تھے دنیا تھی انہیں مرغوب
روایت ہے کہ اس غزوہ پر ہی سہمے منافق خوب

نکالا مصطفی ﷺ نے قرعہ سب ازواج کا جس دم
تو حضرت عائشہ اپنے محمد ﷺ کے ہوئیں ہم دم

خوشی سے دل مچلنے لگ گیا شائق ہوا تن من
سفر کے واسطے تیاریاں کرنے لگیں فورا

ادھر اسماء کا پہنا ہار اور محمل میں آ بیٹھیں
ادھر خوشیاں ہی خوشیاں عائشہ کے دل میں آ بیٹھیں

سفر سے واپسی پر قافلہ رات اک جگہ ٹھہرا
اسی خاموش منظر میں چھپا تھا اک اثر گہرا

گئی تھیں عائشہ جب رفع حاجت کو مگر آ کر
پریشاں ہو گئیں اپنے گلے میں ہار نہ پا کر

ادھر یہ جستجوئے ہار میں تھیں رنج کے مارے
ادھر وہ قافلے والے روانہ ہو گئے سارے

تلاشِ ہار میں صدیقہ نے وہ ہار تو پایا
مگر جب واپس آئیں تو وہاں سناٹا تھا چھایا

خدا کی شان پیچھے آ رہے تھے حضرتِ صفواں
قریب آ کر جو دیکھا عائشہ کو ہو گئے حیراں

یہ بیٹھیں اونٹ پر ان کے وہ پیدل چل پڑے لے کر
تھے دل بھی صاف اور پاکیزگی کے دونوں تھے پیکر

بہت ہی جلد اپنے قافلے سے جا ملے دونوں
منافق بن ابی کو یہ کھٹکنے لگ گئے دونوں

کیا نہ تھا یہ وحشت ناک نظارہ مدینے نے
دیا الزام اماں عائشہ کو اس کمینے نے

منافق سب مدینے میں یہ پھیلانے لگے قصہ
جو جتنا تھا برا اتنا ہی لینے لگ گیا حصہ

ابھی تک پاک صدیقہ کو کچھ معلوم ہی نہ تھا
یہ تو معصوم تھیں پر دشمنوں کے دل میں کینہ تھا

صحابہ اس خبر پر انگلیاں کانوں میں رکھتے تھے
منافق بد چلن لیکن یہی بہتان بکتے تھے

سنا اک دن یہ قصہ امِ مسطح کی زبانی جب
تو لوٹیں عائشہ گھر الٹے پاؤں کام بھولیں سب

یقیں اب بھی انہیں نہ تھا مگر یہ آ گئیں میکے
سسکتی عائشہ نے ماں کا دامن تھام لیا آ کے

مگر ماں نے فقط تسکین دی کچھ بول نہ پائیں
اچانک ان کے دروازے پہ اک انصاریہ آئیں

جو دیکھا عائشہ کو اس نے سارا قصہ دہرایا
یہ سن کر پاوں لرزے عائشہ کے، سر بھی چکرایا

نہیں نازک کوئی شے عزت و ناموس جیسی ہے
یہ چکنا چور ہو جانے میں اک فانوس جیسی ہے

غموں سے بھر گیا تھا سینہ دل بھی پارہ پارہ تھا
فقط تنہائی کا دامن تھا آنسو کا سہارا تھا

ذکر کرتیں ہیں امی عائشہ یہ المیہ ہم سے
کہ آنکھیں خشک میری ہو گئیں رو رو کے اس غم سے

پھر اک دن آ گئے سرکار دو عالم ﷺ میرے گھر پر
کہا جب مجھ کو دیکھا غمزدہ ہوں اپنے بستر پر

اگر مجرم ہو توبہ کر لو اللہ معاف کر دے گا
اگر مجرم نہیں ہو تم تو پھر قرآن اترے گا

یہ سن کر ہو گیا حاصل مجھے اک اطمینانِ دل
سکون سے ہو گیا لبریز اب میرا امکانِ دل

کہا میں نے کہ میرا حال ہے یعقوب کے جیسا

قرارِ دل مجھے دیتا ہے اب صبر جمیل ایسا

اچانک ہو گئی پیارے نبی پر کیفیت طاری
براءت پر میری ہونے لگا اعلانِ رب جاری

اتار دیں رب نے دس آیات میری پاکبازی پر
غضب رب کا ہو فتین کی دشنام سازی پر

رہی صدیقہ پاکیزہ ہوئے بدنام سب اشرار
ہوا تھا ہار جس کا گم گئے دشمن اسی کے ہار

کوئی اپنے لیے بھی ماں کی گالی سہہ نہیں سکتا
ہو تہمت ام امت پر تو میں چپ رہ نہیں سکتا

ارے کچھ سوچ تو لیتے کہ کرنے جا رہے ہو کیا
کسی معصوم کو تڑپا کے آخر پا رہے ہو کیا

ابھی تو کھیلنے کے دن تھے وہ چودہ برس کی تھیں
شہِ معصوم کے ہمراہ روتیں اور ہنستیں تھیں

بنینِ عائشہ آو، بنات عائشہ آو
جو نارِ دشمنی میں جل رہے ہیں ان کو سمجھاو

اے ام المومنیں کے دشمنو اسلام کے اعداء
ابھی اولادِ اماں عائشہ کی روح ہے زندہ

نہ چھیڑو اپنے ہتھکنڈوں سے اب بھی باز آجاو
یہ بے تحقیق ہے دُشنام سازی اس سے کتراو

جو سمجھتا نہیں شیطاں کی چالوں میں پھنستا ہے
یہ دیکھو کس قدر ابلیس بھی ہم سب پہ ہنستا ہے

ہمیں آپس میں لڑوا کر ہمارا کر دیا نقصاں
اسی کی چال ہے انسان کو تڑپا رہا انساں

درودوں کا ہماری طرف سے ہدیہ محمد ﷺ کو
سلاموں کا ہماری طرف سے تحفہ محمد ﷺ کو

صحابہ پر بھی ہو ان کے خدا کی رحمتیں نازل
ہوں پیاری امہات المومنیں پر برکتیں نازل

مسلمانوں کی ماں میں ہوں اور صدیق کی بیٹی
کبھی صدیق کی آغوش میں لیٹی کبھی بیٹھی

میرے سر تاج ﷺ نے کل زندگی رکھا تھا پاس اس کا
میں بیٹی جس کی ہوں پہنا فرشتوں نے لباس اس کا

محمد ﷺ کے ابو بکر و عمر مجنون ہیں دونوں
میرے گھر میں ابو بکر و عمر مدفون ہیں دونوں

میری پاکیزہ خوئی کو سمجھنا خوب آساں ہے
لگالو اس سے اندازہ میرا داماد عثمان ہے

اے تہمت دینے والو سرورِ کونین ﷺ سے پوچھو
علی اور فاطمہ سے پوچھ لو حسنین سے پوچھو

ابو بکر و عمر، عثمان و حیدر فاطمہ، حسنین
میری عصمت پہ تو شاہد ہے رب شاہ ذوالقرنین

اندھیرا ہی اندھیرا ہے جو باطل کا اجالا ہے
خدا کی طرف سے طے ہے کہ حق کا بول بالا ہے

سلام اے بنتِ صدیق رفیقِ شاہ نورانی ﷺ
سلام اے زوجہ و محبوبہءِ محبوبِ ربانی ﷺ

سلام اے فاطمہ کے پیارے پیارے باپ ﷺ کی رانی
سلام اے مصطفی ﷺ کے لاڈلے حسنین کی نانی

منقبت عائشہ رض... طاہر جھنگوی

صدیق اکبر کی تو ہے بیٹی رسولِ انور ﷺ ہیں تیرے شوہر
اے امی عائشہ تیرے مقدر کا تا قیامت نہیں کوئی ہمسر

تیرے دہن کا چبایا ہوا پسند نبی ﷺ نے سواک کیا
لگے جو پیالے پہ ہونٹ تیرے اسی جگہ سے نبی ﷺ نے پیا

ہے پیار اتنا نبی ﷺ کو تجھ سے حمیراؓ تجھ کو کہا ہے اکثر
صدیق اکبر کی تو ہے بیٹی رسولِ انور ہیں تیرے شوہر

تو جس مکاں میں کبھی مکیں تھی خدا نے جنت بنا دیا ہے
بنا کے جنت خدا نے اس میں حبیب ﷺ اپنا سُلا دیا ہے

سلام لاتے ہیں شام و صبح ہزاروں نوری ترے ہی در پر

اے امی عائشہ تیرے مقدر کا تاقیامت نہیں کوئی ہمسر

معلمہ بن کے نبی کی رحلت کے بعد کی تو نے رہنمائی
تری بدولت جہاں میں اب تک ہے دینِ احمد ﷺ کی روشنائی

پڑی مسائل میں جب بھی مشکل صحابہ دیکھے ہیں تیرے در پر
صدیق اکبر کی تو ہے بیٹی رسولِ انور ﷺ ہیں تیرے شوہر

جنابِ مریم کی بے گناہی پہ ایک بچے نے دی گواہی
مگر تو کتنی عظیم عائشہ خدا نے دی خود تری صفائی

اسی کو طاہر ملے گی جنت رہے گا تیرا جو بیٹا بن کر
اے امی عائشہ تیرے مقدر کا تاقیامت نہیں کوئی ہمسر

الفیۃ العراقی

زوجاته اللاتي بهن قد دخل

ثنتا أو إحدى عشرة خلف نقل

رسول اللہ ﷺ کی بارہ یا گیارہ بیویوں کے بارے میں منقول ہوا ہے۔

خديجة الأولى تليها سودة

ثم تلي عائشة الصديقة

پہلی خدیجہ رضی اللہ عنہا، ان کے بعد سودہ رضی اللہ عنہا اور پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے عقد میں آئیں۔

وقيل قبل سودة فحفصة

فزينب والدها خزيمة

کہا جاتا ہے کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح سودہ رضی اللہ عنہا سے بھی پہلے ہو گیا تھا، پھر ان کے بعد سیدہ زینب بنت خزیمہ سے نکاح ہوا

فبعدها هند أي أم سلمة

فابنة جحش زينب المكرمة

ان کے بعد ہند یعنی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ بنیں۔

پھر معزز خاتون زینب بن جحش رضی اللہ عنہا حضور کی زوجہ ہوئیں۔

تلي ابنة الحارث أي جويرية

فبعدها ريحانة المسبية

ان کے بعد جویریہ بنت حارث ہیں، اور پھر سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

وقيل بل ملك يمين فقط

لم يتزوجها وذاك أضبط

کہا جاتا ہے کہ ریحانہ رضی اللہ عنہا محض لونڈی تھیں، ان سے آپ ﷺ نے نکاح نہیں کیا تھا، یہی بات زیادہ قرین معلوم ہوتی ہے۔

بنت أبي سفيان وهي رملة

أم حبيبة تلي صفية

رملہ بنت ابی سفیان، یعنی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، سے شادی ہوئی، پھر صفیہ سے۔

من بعدها فبعدها ميمونة

حلا وكانت كاسمها ميمونة

ان کے بعد سیدہ میمونہ آتی ہیں۔

وابن المثنى معمر قد أدخلا

في جملة اللاتي بهن دخلا

معمر بن مثنی کی بیٹی بھی ان میں شمار ہوتی ہیں، جن پر آپ ﷺ داخل ہوئے۔

بنت شريح واسمها فاطمة

عرفها بأنها الواهبة

اسی طرح فاطمہ بنت شریح نے خود کو آپ ﷺ کے لئے ہبہ کر دیا تھا۔

ولم أجد من جمع الصحابة

ذكرها ولا بأسد الغابة

لیکن میں نے صحابہ کے متعلق لکھی گئی کتابوں میں ان کا ذکر نہیں پایا، نہ ہی اسد الغابہ میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

وعلها التي استعاذت منه

وهي ابنة الضحاك بانت منه

اور ایک وہ ہیں، جنہوں نے آپ ﷺ سے پناہ مانگی تھی، وہ بنت ضحاک تھیں، جن کو پھر آپ نے چھوڑ دیا۔

وغير من بنى بها أو وهبت

إلى النبي نفسها أو خطبت

ان کے علاوہ وہ خواتین، جن سے منگنی ہوئی، یا انہوں نے خود کو آپ کے لئے ہبہ کیا۔

ولم يقع تزويجها فالعدة

نحو الثلاثين بخلف أثبتوا

مگر ان سے شادی نہ ہو سکی، ان کی تعداد تیس بنتی ہے۔

الحافظ العراقي في ألفيته في سيرة النبي

السيرة الحلبية

توفي رسول الله عن تسعة نسوة

إليهن تعزى المكارم وتنسب

رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی نو بیویاں موجود تھیں۔

وہ بیویاں جن کی نسبت مکرم اور معزز ہے۔

فعائشة ميمونة وصفية

وحفصة تتلوهن هند وزينب

سیدہ عائشہ، سیدہ میمونہ، سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہن

اسی طرح سیدہ حفصہ، اور پھر سیدہ ہند اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہن

جويرية مع رملة ثم سودة

وست ذكرهن مهذب

اسی طرح سیدہ جویریہ، پھر سیدہ رملہ اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہن

صاحب مہذب نے چھ کا ذکر کیا ہے۔

(السيرة الحلبية» (418/3»

منقبتِ امی خدیجہ علیہا السلام

جاری ہے زمانے میں فیضان خدیجہ کا
لاریب ہے امت پر احسان خدیجہ کا

لے جاو مری دولت احمد کو ستاو مت
تھا عام عرب میں یہ اعلان خدیجہ کا

جو عظمت فضہ سے واقف نہ ہوئے اب تک
ہو کیسے بھلا ان کو عرفان خدیجہ کا

وہ پہلی شہادت ہیں سرکار مدینہ کی
ہے اوج پہ کس درجے ایمان خدیجہ کا

ہم ان کو بھلا کر خود پڑ جائینگے ذلت میں
ہو گا نہ ذرا اس سے نقصان خدیجہ کا

افسوس عرب کے کچھ نادان حریصوں نے
ہر عہد میں لوٹا ہے سامان خدیجہ کا

مادر کی طرح ان کو حیدر نے سدا جانا
کرتے تھے ادب دل سے عمران خدیجہ کا

ہے پاس مرے سب کچھ اس گھر کی عنایت سے
ہے آب محمد کا اور نان خدیجہ کا

تبلیغ محمد کا رہ جائے بھرم یارب
تھا زندگی بھر بس یہ ارمان خدیجہ کا

مطلوب ہے جو تجھ کو داور کی رضامندی
دے واسطہ پھر اس کو ہر آن خدیجہ کا
کہتا ہے بلال اپنا دل جوش مودت سے
جنت میں بنوں گا میں مہمان خدیجہ کا

حجرة أم المؤمنين عائشہ رضي الله عنہا از معمر سالک

مکاں نے بھی کیا پایا تیرے مقدر
ابھی تک وہیں پر ہیں کونین کے سرور

حیات نبی اس میں گزری کہ ایسی
ہر اک پل کا شاہد ہے، دیوار اور در

یہ پاکیزگی کی تو حد ہے، فرشتہ

کہ لے آتے تھے وحی، اس گھر کے اندر

یہی گھر ہی مرجع ہے، صدق وصفا کا
پدر تیرا صدیق، صادق ہیں شوہر

مکاں کہ یہ عظمت بتاتی ہے ہم کو
مکیں ہیں جہاں بھر کے لوگوں سے بہتر

میسر ہو کچھ لمحہ چوکھٹ جو اس کی
!مقابل میں دنیا ومافیہا کم تر۔۔۔۔

روا ہوتا رب کے علاوہ کسی کو
تو سالک جھکاتا وہاں جا کے یہ سر

در شانِ اُمّہاتُ المومنین رضی اللہ عنھن از زاہد سعید

جادۂ دینِ مُبین، اُمّہاتُ المومنین
مشعلِ راہِ یقین، اُمّہاتُ المومنین

تاجِ اُمّت کے نگین، اُمہاتُ المومنین
یعنی وہ دُرِّ ثمین، اُمّہاتُ المومنین

اُن کی مدحت کا بھلا، کس طرح ہو حق ادا
آسماں وہ، میں زمین، اُمّہاتُ المومنین

سیرت وکردار میں، خِلقت وگفتار
اِک سے بڑھ کر اِک حسین، اُمّہاتُ المومنین

زینتِ بیتِ نبی، مادرِ ہر اُمّتی
باعثِ نورِ جبین، اُمّہات المومنین

حیثیت میری سعید، اُن کا ہوں اِک زَر خرید
میں انھیں کا خوشہ چین، اُمّہاتُ المومنین

2 اہل بیت {بنات}

۱: پیارے رسول کی پیاری بیٹیاں

شیخ غلام مصطفی ظہیر امن پوری

دنیامیں اس شخص سے بڑھ کر شقی اور بدبخت کون ہو سکتا ہے جو پیغمبر اسلام، محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹیوں کو کسی کالے کافر کی اولاد قرار دے، جو جہالت وضلالت کا سوداگر بن کر یہ نعرہ بلند کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی تھی، جو اپنے غلیظ دامن میں یہ عقیدہ بھی رکھتا ہو کہ اہل بیت کی تحقیر وتصغیر فرضِ عین ہے، جو بصیرتِ قلبی سے محروم ہو کر قرآنی وحدیثی اور اجماعی دلائل کو پس پشت ڈالتے ہوئے یہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم کے بابا نہیں، محض مُرَبِّی تھے؟؟؟

روزِ محشر کا وہ منظر کتنا اندوہناک ہو گا جب ان ناانصافوں کے خلاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹیاں اللہ احکم الحاکمین کی عدالت میں مقدمہ دائر کریں گی کہ انہوں نے ہماری نسبت ہمارے پاک بابا سے توڑنے اور ایک ناپاک کافر سے جوڑنے کی کوشش کی تھی اور اللہ تعالیٰ ان ظالموں اور باغیوں کو گرفتار کر کے عبرت ناک عذاب سے دوچار کرے گا۔ وہ دن بہت جلد آنے والا ہے جس دن ان کے ناپاک ارادے خاک میں مل جائیں گے۔

بناتِ رسول شیعہ کتب سے:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728-661ھ) شیعہ کے بارے میں فرماتے ہیں :

بَلْ مِنْهُمْ مَّنْ يُّنْكِرُ أَنْ تَكُونَ زَيْنَبُ، وَرُقَيَّةُ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، مِنْ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَقُولُونَ: إِنَّهُنَّ لِخَدِيجَةَ، مِنْ زَوْجِهَا الَّذِي كَانَ كَافِرًا، قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ان میں سے بعض تو ایسے بھی ہیں جو سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم کے بناتِ رسول ہونے کے منکر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ تینوں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اس کافر خاوند سے پیدا ہونے والی بیٹیاں ہیں جس سے انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنے سے پہلے نکاح کیا تھا۔" منہاج السّنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ: 4/493

ایک مقام پر فرماتے ہیں: **وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُولُ: إِنَّ رُقَيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ، زَوْجَتَيْ عُثْمَانَ، لَيْسَتَا بِنْتَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ هُمَا بِنْتَا خَدِيجَةَ مِنْ غَيْرِهِ، وَلَهُمْ فِي الْمُكَابَرَاتِ وَجَحْدِ الْمَعْلُومَاتِ بِالضَّرُورَةِ أَعْظَمُ مِمَّا لِأُولٰئِکَ النَّوَاصِبِ الَّذِينَ قَتَلُوا الْحُسَيْنَ، وَهٰذَا مِمَّا يُبَيِّنُ أَنَّهُمْ أَكْذَبُ وَأَظْلَمُ وَأَجْهَلُ مِنْ قَتَلَةِ الْحُسَيْنِ۔** "بعض شیعہ کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی دونوں بیویاں، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں نہیں، بلکہ وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلے خاوند سے ہونے والی بیٹیاں ہیں۔ سینہ زوری اور مسلمات کا انکار کرنے میں شیعہ لوگ ان ناصبیوں سے بھی چار ہاتھ آگے ہیں جنہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ لوگ قاتلین حسین سے بڑھ کر جھوٹے، ظالم اور جاہل ہیں۔"

منهاج السنۃ النبویۃ: 4/368

آیئے اب اس بارے میں شیعہ کے اقوال ملاحظہ فرمائیں

۱: مشہور شیعہ ابو القاسم علی بن احمد بن موسیٰ کوفی (م: 352ھ) نے لکھا ہے

وَصَحّ لَنَا فِيهِمَا مَا رَوَاهُ مَشَايِخُنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَنِ الْـأَئِمَّةِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، وَذٰلِکَ أَنَّ الرِّوَايَةَ صَحَّتْ عِنْدَنَا عَنْهُمْ أَنَّهُ كَانَتْ لِخَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ مِّنْ أُمِّهَا أُخْتٌ، يُقَالُ لَهَا هَالَةُ، قَدْ تَزَوَّجَهَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِي مَخْزُومٍ، فَوَلَدَتْ بِنْتًا اسْمُهَا هَالَةَ، ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَ أَبِي هَالَةَ رَجُلٌ مِّنْ تَمِيمٍ، يُقَالُ لَهُ أَبُو هِنْدٍ، فَأَوْلَدَهَا ابْنًا، كَانَ يُسَمّٰى هِنْدَ ابْنَ أَبِي هِنْدٍ، وَابْنَتَيْنِ، فَكَانَتَا هَاتَانِ الِابْنَتَانِ مَنْسُوبَتَيْنِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ (ص)؛ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ۔۔۔۔۔۔

"ان دونوں (رقیہ اور زینب) کے بارے میں ہم اپنے اہل علم اور ائمہ اہل بیت کی اس روایت کو درست مانتے ہیں کہ ماں کی طرف سے ایک بہن تھی جس کا نام ہالہ تھا۔ اس کی شادی بنو مخزوم کے ایک شخص سے ہوئی۔ اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کا نام بھی ہالہ ہی رکھا گیا۔ ابو ہالہ کی وفات کے بعد خدیجہ کی بہن سے بنو تمیم کے ایک شخص ابو ہند نے شادی کر لی۔ اس سے ایک لڑکا ہند بن ابو ہند اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ یہی دو لڑکیاں زینب اور رقیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوئیں۔۔۔" (الاستغاثۃ في بدع الثلاثۃ: 1/68

۲: مشہور شیعہ ابن شہر آشوب (م: 588ھ) نے لکھا ہے

يُؤَكِّدُ ذٰلِکَ مَا ذُكِرَ فِي كِتَابَيِ الْـأَنْوَارِ وَالْبِدَعِ أَنَّ رُقَيَّةَ وَزَيْنَبَ كَانَتَا ابْنَتَيْ هَالَةَ أُخْتِ خَدِيجَةَ۔

""اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے جو الانوار اور البدع نامی کتابوں میں مذکور ہے کہ رقیہ اور زینب، خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں ہیں۔

(مناقب آل أبي طالب: 1/159)

۳: مشہور شیعہ ملا احمد بن حمد المعروف بہ مقدس اردبیلی (م: 993ھ) نے لکھا ہے:

قِيلَ: هُمَا رُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ كَانَتَا ابْنَتَيْ هَالَةَ أُخْتِ خَدِيجَةَ، وَلَمَّا مَاتَ أَبُوهُمَا رُبِّيَتَا فِي حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا كَانَتْ عَادَةُ الْعَرَبِ فِي نِسْبَةِ الْمُرَبّٰى إِلَى الْمُرَبِّي، وَهُمَا اللَّتَانِ تَزَوَّجَهُمَا عُثْمَانُ بَعْدَ مَوْتِ زَوْجَيْهِمَا۔

"کہا جاتا ہے کہ رقیہ اور زینب دونوں خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ جب ان کا والد فوت ہو گیا تو ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پرورش پائی۔ یوں ان کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو گئی، جیسا کہ عربوں کی عادت تھی کہ پرورش کرنے والے کی طرف نسبت کر دیتے تھے۔ ان دونوں کے خاوند فوت ہونے کے بعد ان سے عثمان نے شادی کر لی تھی۔"

حاشیۃ زبدۃ البیان في أحکام القرآن، ص: 575

۴: مشہور شیعہ محمد مہدی بن صالح موسوی (م:1348ھ) نے لکھا ہے

مَازَعَمَهُ (أَيِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ) مِنْ أَنَّ تَزْوِيجَ بِنْتَيْهِ لِعُثْمَانَ فَضِيلَةٌ لَهُ، مِنْ عَجَائِبِهِ، مِنْ حَيْثُ ثُبُوتِ الْمُنَازَعَةِ أَنَّهُمَا بِنْتَاهُ۔

ابن تیمیہ نے جو کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں سے شادی، عثمان کے لیے فضیلت کا باعث ہے، عجیب بات ہے، کیونکہ ان دونوں کے ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ہونے میں اختلاف ثابت ہے۔“

منہاج الشریعۃ فی الردّ علی ابن تیمیّۃ: 2/289

مزید کہتا ہے: **قَدْ عَرَفْتَ عَدَمَ ثُبُوتِ أَنَّهُمَا بِنْتَا خَيْرِ الرُّسُلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَدَمَ وُجُودِ فَضْلٍ لَّهُمَا، تَسْتَحِقَّانِ بِهِ الشَّرَفَ وَالْقِدَمَ عَلٰى غَيْرِهِمَا۔**

”آپ یہ بات بخوبی جان چکے ہیں کہ ان دونوں کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ہونا ثابت نہیں، نہ ان کے لیے کوئی فضیلت موجود ہے جس کی وجہ سے وہ دوسروں پر شرف و فضل کی مستحق ہوں۔“ منہاج الشریعۃ: 2/291

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹیوں کے بارے میں یہ تو تھا شیعہ کا موقف، اب ملاحظہ فرمائیں

بناتِ رسول کے بارے میں اہل سنت کا موقف:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کے بارے میں اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ ان کے نام بالترتیب سیدہ ہیں۔ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ

اہل حق کے دلائل

دلیل نمبر 1:

اجماع اس بات میں اہل حق کے دو فرد بھی باہم اختلاف نہیں کرتے، جیسا کہ

ا: حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (463-368ھ) فرماتے ہیں

وَوَلَدُهُ ــ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ــ مِنْ خَدِيجَةَ أَرْبَعُ بَنَاتٍ، لَا خِلَافَ فِي ذٰلِكَ۔

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چار بیٹیاں تھیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔“

((الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: 1/50، وفی نسخۃ: 1/89 بحاشیۃ الإصابۃ

۲: حافظ عبد الغنی مقدسی رحمہ اللہ (600-541ھ) فرماتے ہیں

فَالْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ۔ ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں ہیں۔ اس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔“

الدرّة المضيّة على السيرة النبويّة: 8/6 مع التعليق

۳: حافظ صفدی رحمہ اللہ (696-764ھ) فرماتے ہیں

قَالَ الْحَافِظُ عَبْدُ الْغَنِيّ: فَالْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ۔

حافظ عبد الغنی فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔

الوافي بالوفيّات: 1/79

۴: حافظ نووی رحمہ اللہ (631-676ھ) لکھتے ہیں

فَالْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ۔

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بالاتفاق چار بیٹیاں ہیں۔“ (تہذیب الأسماء: 1/26“

۵: حافظ مزی رحمہ اللہ (654-742ھ) فرماتے ہیں

وَ كَانَ لَهُ مِنَ الْبَنَاتِ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ۔

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔“

(تہذیب الکمال في أسماء الرجال: 1/57، وفي نسخة: 1/191)

جو لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا انکار کرتے ہیں اور انہیں کسی کافر کی طرف منسوب کرتے ہیں، وہ مسلمانوں کے اجماع کے منکر ہیں۔ جو شخص اجماعِ مسلمین کی مخالفت کرے، اس کے گمراہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ اجماعِ امت حق ہے۔

دلیل نمبر 2: فرمانِ باری تعالیٰ ہے

{اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ} (الأحزاب 33: 5)

”تم لوگوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو۔ اللہ کے ہاں یہی بات انصاف والی ہے۔“

معلوم ہوا کہ کسی انسان کو اس کے باپ کے علاوہ کسی غیر کی طرف منسوب کرنا ناانصافی ہے۔ احادیث میں واضح طور پر سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں کہا گیا ہے۔ سارے مسلمان بھی ہر دور میں ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں قرار دیتے رہے ہیں۔ اگر یہ آپ کی حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں تو ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا ناانصافی تھی اور یہ ناممکن ہے کہ احادیث اور اجماعِ امتِ مسلمہ ناانصافی پر مبنی

کسی کافر کی بیٹیاں تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پرورش کی، اسی بناپر ان g ہو۔ لہٰذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم کی نسبت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو گئی، اس آیتِ کریمہ کے صریحاً خلاف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ تینوں صاحبات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔ ان کے (معاذ اللہ) کسی کافر کی اولاد ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ پھر اصولِ فقہ کا یہ مسلمہ قاعدہ بھی اس بات کی تائید کرتا ہے کہ جب تک حقیقت متعذر نہ ہو اور مجاز پر کوئی دلیل نہ ہو، مجازی معنیٰ کی طرف انتقال جائز نہیں ہوتا۔ ان تینوں صاحبات کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اولاد ہونے میں کوئی مانع نہیں، نہ ان کے غیر کی اولاد ہونے پر کوئی دلیل ہے۔ لہٰذا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔

دلیل نمبر 3: اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا} (الأحزاب 33: 5)

اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مؤمنوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔ یہ بات اس کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی" "جائیں اور انھیں تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

یہ آیتِ کریمہ واضح دلیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سے زائد بیٹیاں تھیں، کیونکہ اس میں "بنات" کا لفظ مستعمل ہے جو کہ "بنت" کی جمع ہے۔ جمع کے کم سے کم تین افراد ہوتے ہیں۔ کسی خارجی دلیل کے ملنے پر جمع کے اقل افراد دو ہو سکتے ہیں۔ ایک فرد کے جمع ہونے کا دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں۔ ایک تو مفرد حقیقی ہے۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹی صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں تو "بنات" کہنے کا کیا معنیٰ؟

حدیثی دلائل

آیئے اب پیارے رسول کی پیاری بیٹیوں کے بارے بالترتیب میں حدیثی دلائل ملاحظہ فرمائیں

ا: سیدہ زینب: آپ رضی اللہ عنہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ آپ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ ان کی شادی ابو العاص بن ربیع سے ہوئی تھی۔ آپ کے بارے میں

ا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں :

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ، خَرَجَتِ ابْنَتُهُ مِنْ مَكَّةَ مَعَ بَنِي كِنَانَةَ، فَخَرَجُوا فِي أَثَرِهَا، فَأَدْرَكَهَا هَبَّارُ بْنُ الْأَسْوَدِ، فَلَمْ يَزَلْ يَطْعَنُ بَعِيرَهَا حَتَّى صَرَعَهَا، فَأَلْقَتْ مَا فِي بَطْنِهَا، وَأُهْرِيقَتْ دَمًا، فَانْطُلِقَ بِهَا، وَاشْتَجَرَ فِيهَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو أُمَيَّةَ، فَقَالَتْ بَنُو أُمَيَّةَ: نَحْنُ أَحَقُّ بِهَا، وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ عَمِّهِمْ، أَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، فَكَانَتْ عِنْدَ هِنْدِ بِنْتِ

رَبِيعَةَ، وَكَانَتْ تَقُولُ لَهَا هِنْدُ: هٰذَا فِي سَبَبِ أَبِيكِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ: 'أَلَا تَنْطَلِقُ، فَتَجِيئَ بِزَيْنَبَ؟'، قَالَ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: 'فَخُذْ خَاتَمِي هٰذَا، فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ'، قَالَ: فَانْطَلَقَ زَيْدٌ، فَلَمْ يَزَلْ يَلْطُفُ وَتَرَكَ بَعِيرَهُ حَتّٰى أَتٰى رَاعِيًا، فَقَالَ: لِمَنْ تَرْعٰى؟ فَقَالَ: لِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: فَلِمَنْ هٰذِهِ الْغَنَمُ؟ قَالَ: لِزَيْنَبَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَسَارَ مَعَهُ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ لَهُ: هَلْ لَكَ أَنْ أُعْطِيَكَ شَيْئًا تُعْطِيهَا إِيَّاهُ، وَلَا تَذْكُرُهُ لِأَحَدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَعْطَاهُ الْخَاتَمَ، فَانْطَلَقَ الرَّاعِي، فَأَدْخَلَ غَنَمَهُ، وَأَعْطَاهَا الْخَاتَمَ، فَعَرَفَتْهُ، فَقَالَتْ: مَنْ أَعْطَاكَ هٰذَا؟ قَالَ: رَجُلٌ، قَالَتْ: وَأَيْنَ تَرَكْتَهُ؟ قَالَ: مَكَانَ كَذَا وَكَذَا، فَسَكَتَتْ حَتّٰى إِذَا كَانَ اللَّيْلُ خَرَجَتْ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهَا: ارْكَبِي بَيْنَ يَدَيَّ! قَالَتْ: لَا، وَلٰكِنِ ارْكَبْ أَنْتَ، فَرَكِبَ وَرَكِبَتْ وَرَاءَهُ، حَتّٰى أَتَتِ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: 'هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي، أُصِيبَتْ فِيَّ'۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) بھی مکہ سے بنو کنانہ کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ کفار مکہ ان کے پیچھے آئے اور ہبار بن اسود نے ان کو پالیا۔ وہ ان کے اونٹ کو نیزے مار تا رہا حتی کہ ان کو زمین پر گرا دیا۔ ان کے بطن میں بچہ تھا، وہ گر گیا۔ بہت سارا خون بھی ضائع ہوا۔ ان کو واپس لے جایا گیا۔ بنو ہاشم اور بنو امیہ ان کے سلسلے میں جھگڑنے لگے۔ بنو امیہ نے کہا کہ ہم ان کے زیادہ حق دار ہیں۔ دراصل سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ان کے چچازاد ابو العاص بن ربیعہ بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں۔ چنانچہ وہ ہند بنت ربیعہ کے پاس رہیں۔ ہند انہیں کہا کرتی تھی کہ تیرے ساتھ یہ سب تیرے باپ کی وجہ سے ہوا ہے۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم جا کر زینب کو نہیں لے آتے؟ انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں، اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری یہ انگوٹھی لو اور انہیں پہنچاؤ۔ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ وہ چلتے چلتے ایک چرواہے کے پاس پہنچے۔ اس نے پوچھا: کس کی بکریاں چرواتے ہو؟ اس نے جواب دیا: زینب بنت محمد علیہ السلام کی۔ زید رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ کچھ دیر چلے، پھر فرمایا: کیا تمہیں ایک چیز دی جائے تو راز داری سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تک پہنچا دو گے؟ اس نے کہا: ہاں۔ زید رضی اللہ عنہ نے وہ انگوٹھی اسے دے دی۔ چرواہے نے بکریاں گھر میں داخل کیں اور انگوٹھی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو دے دی۔ جب سیدہ نے انگوٹھی دیکھی تو فوراً پہچان لی اور چرواہے سے کہا: یہ انگوٹھی تجھے کس نے دی ہے؟ چرواہے نے کہا: ایک انجان آدمی نے۔ سیدہ نے کہا: تُو اسے کہاں چھوڑ کر آیا ہے؟ اس نے وہ جگہ بتا دی۔ سیدہ رات ہونے تک ٹھہری رہیں، پھر اس جگہ پہنچ گئیں۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے سیدہ سے کہا: آپ اونٹ پر آگے سوار ہو جائیے۔ سیدہ نے فرمایا: نہیں، آگے آپ سوار ہوں۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ آگے سوار ہوئے اور سیدہ پیچھے۔ یوں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئیں۔ اس کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: یہ میری سب سے فضیلت والی بیٹی ہیں، کیونکہ انہوں نے میرے لیے مصائب اٹھائے ہیں۔" (الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم: 2975، المعجم الكبير للطبراني: 432-431/22، شرح مشكل الآثار للطحاوي: 142، والسياق لهٗ، مسند البزّار [كشف الأستار]: 2666، المستدرك على الصحيحين للحاكم: 201-200/2، 44-43/4، دلائل النبوّة للبيهقي: 157-156/3، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر "صحیح" قرار دیا ہے۔

حافظ ہیثمی فرماتے ہیں: رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيحِ۔

اس کے راوی صحیح بخاری والے ہیں۔"(مجمع الزوائد:9/213"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو "جید" قرار دیا ہے۔(فتح الباري:7/109

اس کا راوی یحییٰ بن ایوب غافقی جمہور محدثین کرام کے نزدیک "موثق، حسن الحدیث" ہے۔اس کے بارے میں حافظ نووی رحمہ اللہ (631-676ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ أَدْنٰى كَلَامٍ، وَقَدْ وَثَّقَهُ الْأَكْثَرُونَ۔

"اس میں تھوڑا سا کلام ہے، البتہ اسے جمہور محدثین کرام نے ثقہ قرار دیا ہے۔"

(المجموع شرح المھذّب: 3/447، خلاصۃ الأحکام:1/352، ح:1069)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (673-748ھ) فرماتے ہیں:

لَهُ غَرَائِبُ وَمَنَاكِيْرُ، يَتَجَنَّبُهَا أَرْبَابُ الصِّحَاحِ، وَيُنَقُّوْنَ حَدِيْثَهُ، وَهُوَ حَسَنُ الْحَدِيْثِ۔

اس نے کچھ منکر روایات بیان کی ہیں جس کی وجہ سے وہ محدثین اس کی ان روایات سے اجتناب کرتے تھے جنہوں نے صحت کا التزام کیا ہے۔ایسے محدثین" اس کی صرف صحیح احادیث کا انتخاب کرتے تھے۔اس راوی کی حدیث حسن ہے۔"سیر أعلام النبلاء:8/6

ب۔سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: لَمَّا مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: 'اغْسِلْنَهَا وِتْرًا، ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا، وَاجْعَلْنَ فِي الْخَامِسَةِ كَافُورًا'۔

جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: انہیں طاق تعداد میں یعنی تین یا" پانچ دفعہ غسل دو۔اور پانچویں (یا تیسری) مرتبہ کافور ملاؤ۔"(صحیح البخاري:1/167، ح:1253، صحیح مسلم:1/304، ح:939، واللفظ لہٗ

ج۔سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي، وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ، بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا۔ "بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نواسی امامہ کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھ لیتے تھے جو کہ آپ کی بیٹی زینب اور ابو العاص بن ربیعہ بن عبد شمس کی لختِ جگر تھیں۔"

(صحیح البخاري:1/74، ح:516، صحیح مسلم:1/205، ح:543

د۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کے ذکر میں اپنے داماد ابو العاص کی تعریف فرمائی۔جب سیدنا علی رضی اللہ عنہنے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِمَّا بَعْدُ! أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي۔

''حمد وثنا کے بعد! میں نے ابو العاص بن ربیع سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا۔ انہوں نے مجھ سے جو بات بھی کی، اس میں سچے اُترے۔''

(صحیح البخاري:528/1،ح:3729، صحیح مسلم:290/2،ح:2449)

۲: سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا: آپ رضی اللہ عنہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی تھیں۔ آپ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی پہلی زوجہ محترمہ تھیں۔ آپ بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے پیدا ہوئیں۔ ان کے بارے میں

ا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ، فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: 'إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، وَسَهْمَهُ'۔ ''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں موجود نہ تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ''کہ آپ کے لیے بدر میں حاضر ہونے والوں کی طرح اجر اور حصہ ہے۔

(صحیح البخاري:442/1،ح:3130)

ب۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: إِنِّي تَخَلَّفْتُ يَوْمَ بَدْرٍ، فَإِنِّي كُنْتُ أُمَرِّضُ رُقَيَّةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى مَاتَتْ، وَقَدْ ضَرَبَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمِي، وَمَنْ ضَرَبَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمِهِ، فَقَدْ شَهِدَ۔

''میں بدر والے دن پیچھے رہا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ کی تیمارداری کر رہا تھا، حتی کہ وہ وفات پا گئیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے مالِ غنیمت میں حصہ بھی مقرر کیا تھا۔ جس شخص کا حصہ اللہ کے رسول مقرر فرما دیں، وہ حاضر ہی شمار ہو گا۔''

(مسند الإمام أحمد:68/1،ح:490، وسندہٗ حسنٌ)

۳: سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا: آپ رضی اللہ عنہا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے پیدا ہونے والی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری بیٹی تھیں۔ ان کی شادی ان کی بہن سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں ان کے نکاح میں دیں۔ اسی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کا لقب ملا۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے بارے میں:

ا: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ، قَالَ: فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ، قَالَ: فَقَالَ: 'هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ؟'، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَنَا، قَالَ: 'فَانْزِلْ'، قَالَ: فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا۔ ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی تدفین میں حاضر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کی دونوں آنکھوں سے زار و قطار آنسو

بیٹھے دیکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ہے جس نے رات کو اپنی بیوی سے مباشرت نہ کی ہو؟ ابو طلحہ رضی اللہ عنہنے عرض کی: ہاں، میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر میں اترو۔ وہ قبر میں اترے۔"

(صحیح البخاري:1/171، ح:1285)

یہ روایت ان الفاظ سے بھی مروی ہے: **لَمْ يُقَارِفْ أَهْلَهُ اللَّيْلَةَ۔**

(شرح مشكل الآثار للطحاوي:2514، المستدرک علی الصحیحین للحاکم:4/47، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ ام کلثوم ہی مراد ہیں، کیونکہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی میں ان کی تدفین ہو گئی تھی۔ مسند احمد کی ایک روایت (3/229، ح:13431، 3/270، ح: 13398) میں [إِنَّ رُقَيَّةَ لَمَّا مَاتَتْ] کے الفاظ ہیں۔ ان کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں

وَهِمَ حَمَّادٌ فِي تَسْمِيَتِهَا فَقَطْ۔ "حماد کو صرف نام میں وہم ہوا ہے۔

(فتح الباري في شرح صحيح البخاري:3/158)

ب) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:)

إِنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ، عَلَيْهَا السَّلَامُ، بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ حَرِيرٍ سِيَرَاءَ۔

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ام کلثوم کے اوپر دھاری دار ریشم کی چادر دیکھی۔

(صحيح البخاري:5842، السنن الكبرىٰ للنسائي:9505)

سنن نسائی (5294) اور سنن ابن ماجہ (3588) میں سیدہ زینب کا نام بیان ہوا ہے، یہ روایت شاذ ہے۔ یہ امام زہری رحمہ اللہ کی "تدلیس" کی وجہ سے بھی "ضعیف" ہے۔

فائدہ: عبد اللہ بن عمر بن محمد بن ابان جعفی بیان کرتے ہیں

قَالَ لِي خَالِي حُسَيْنُ (بْنُ عَلِيٍّ) الْجُعْفِيُّ (م: 204هـ): يَا بُنَيَّ! لِمَ يُسَمّٰى عُثْمَانُ ذُو النُّورَيْنِ؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي، قَالَ: لَمْ يَجْمَعْ بَيْنَ ابْنَتَيْ نَبِيٍّ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ إِلٰى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ غَيْرَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ ذُو النُّورَيْنِ۔

میرے ماموں حسین بن علی جعفی (م:204ھ) نے مجھ سے فرمایا: بیٹے! کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہکو ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے؟ میں" نے عرض کی: میں نہیں جانتا۔ فرمایا: سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت تک کسی بھی نبی کی دو بیٹیاں سوائے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہکے کسی شخص کے نکاح میں نہیں آئیں۔ اسی لیے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔"

(الشریعة للآجرّي:1405، معرفة الصحابة لأبي نعیم الأصبهاني:239، السنن الکبرٰی للبیہقي:7/73، واللفظ لہٗ، وسندہٗ حسنٌ)

۴: سیدہ فاطمۃ الزہراء: آپ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کے بطن پاک سے ہیں۔ آپ مولا علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ اور حسنین کریمین کی والدہ ماجدہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بے شمار فضائل و مناقب کتبِ احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔ چونکہ باقی بناتِ رسول کا انکار کرنے والے سیدہ فاطمہ کے بنتِ رسول ہونے کے اقراری ہیں، لہٰذا تفصیل کی ضرورت نہیں۔

بعض شیعہ اہل علم کا اقرار

: بعض شیعہ علماء بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار حقیقی بیٹیوں کو تسلیم کرتے ہیں، جیسا کہ

۱: بعض شیعہ نے امام جعفر باقر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے

وُلِدَ لِرَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِیجَۃَ: اَلْقَاسِمُ، وَالطَّاہِرُ، وَأُمُّ کُلْثُومٍ، وَرُقَیَّۃُ، وَفَاطِمَۃُ، وَزَیْنَبُ۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد یہ تھی: قاسم، طاہر، ام کلثوم، رقیہ، فاطمہ اور زینب۔

(قرب الإسناد للحمیري:9/3، بحار الأنوار للمجلسي:22/151)

اگرچہ اصولِ محدثین کے مطابق اس قول کی سند سخت ترین "ضعیف" ہے، لیکن اسے نقل کرنے والے شیعہ کے اصولوں کے مطابق یہ قول بالکل صحیح اور ثابت ہے۔

۲: ایک شیعہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے

وُلِدَ لِرَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِیجَۃَ: اَلْقَاسِمُ، وَالطَّاہِرُ، وَہُوَ عَبْدُ اللّٰہِ، وَأُمُّ کُلْثُومٍ، وَرُقَیَّۃُ، وَزَیْنَبُ، وَفَاطِمَۃُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے اولاد یہ تھی: قاسم، عبد اللہ طاہر، ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ"

(الخصال لابن بابویہ القمّي، ص:404)

۳: شیخ الشیعہ، محمد باقر مجلسی رافضی (م:1111ھ) نے رمضان المبارک میں پڑھی جانے والی تسبیح یوں ذکر کی ہے: **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی أُمِّ کُلْثُومٍ ابْنَۃِ نَبِیِّکَ، وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰی نَبِیَّکَ فِیھَا، اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُقَیَّۃَ ابْنَۃِ نَبِیِّکَ، وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰی نَبِیَّکَ فِیھَا۔** "اے اللہ! تو اپنے نبی کی بیٹی ام کلثوم پر رحمتیں نازل فرما اور اس شخص پر لعنت فرما جس نے تیرے نبی کو ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تکلیف دی۔ اے اللہ! تُو اپنے نبی کی بیٹی رقیہ پر رحمتیں نازل فرما اور اس شخص پر لعنت فرما جس نے تیرے نبی کو رقیہ کے حوالے سے تکلیف پہنچائی۔"

(بحار الأنوار:95/110)

۴: ابن ابی الحدید رافضی شیعہ (م:656ھ) نے لکھا ہے

ثُمَّ وَلَدَتْ خَدِيجَةُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْقَاسِمَ، وَالطَّاهِرَ، وَزَيْنَبَ، وَرُقَيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ، وَفَاطِمَةَ۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹے، قاسم وطاہر رضی اللہ عنہما اور چار بیٹیاں، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ تھیں۔ شرح نہج البلاغۃ: 5/132

۲: مگر قتل کر ڈالنا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا تو فرمایا: اگر تمہیں ھبار بن الأسود اور نافع بن عبد عمرو ملیں تو انہیں جلا دینا

(راوی کہتے ہیں کہ یہ دونوں وہ تھے جنہوں نے آپ کی بیٹی سیدۃ زینب رضي الله عنها کو ہجرت کے وقت ایذا پہنچائی)

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جلانا مت کہ یہ اللہ کا عذاب ہے, مگر قتل کر ڈالنا

[مسند البزار: ۳/۲۴۲، صحيح البخاري: ۳۰۱۶]

فائدة: ھبار بن الأسود نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کر لیا تھا. فرضي الله عنه وأرضاه

۳: سب سے افضل بیٹی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صاحبزادی سیدۃ زینب رضي الله عنها نے ہجرت کا ارادہ کیا تو ھبار بن الأسود نے آپ کے اونٹ پر تیر چلایا جس سے آپ گر گئیں اور حمل ضائع ہو گیا اور خون بہ نکلا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس پیاری بیٹی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے: یہ میری بیٹیوں میں سب سے افضل ہے کہ اس نے میرے لیے تکلیف اٹھائی ہے۔ (المستدرک للحاکم: ۲/۲۱۹، السلسلة الصحيحة: ۳۰۷۱)

۴: دو ہجرتیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدۃ رقیہ رضي الله عنها نے اللہ کے دین کی خاطر پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر مدینہ کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں میں سے یہ اعزاز صرف آپ کو حاصل ہے

[المستدرک للحاکم: ۴/۴۶]

۵: نبی علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے

سیدنا انس رضي اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کے جنازے میں شریک تھے. میں نے دیکھا کہ اللہ کے حبیب اپنی محبوب صاحبزادی کی قبر پر بیٹھے ہیں اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں

[صحیح البخاري:١٢٨٥]

یہ جنازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی سیدۃ ام کلثوم رضي اللہ عنہا کا تھا

[الطبقات الکبری:٨/٣٨،المستدرک للحاکم:٥١/٤]

١٤: بیٹیاں بھی کبھی کبھی نا بہت رلاتی ہیں

ابو بکر قدوسی

لکھنا بھی بسا اوقات ایسا مشکل ہو جاتا ہے کہ دل و دماغ، قلم و قرطاس کچھ بھی تو بس میں نہیں رہتا-اب بھلا بھیگی برسات آنکھوں سے بندہ کیا لکھے اور کیسے لکھے ؟

لیکن سوچئے جن کی اپنی بیٹی تھی ان کی کیا حالت ہوئی ہو گی-تنہائی میں کیا کیا نہ یاد کیا ہو گا،اکھیاں کیسے کیسے نہ برس گئی ہوں گی ؟؟؟

.... مکے والے جنگ کرنے چلے آئے-جنگ ہوئی،کچھ قید ہوئے کچھ مقتول

- محبت "ختم ہوئی،اب زخم شمار کرنے کا وقت آیا "

مکے والوں نے اپنے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیہ بھجوایا تھا.. قیدی رہا کیے جا رہے تھے،رحمتیں بٹ رہیں تھیں-روشنی کی ایک کرن سی ابھری اور سب ماحول روشن ہو گیا... سامان میں ایک کونے میں اک ہار تھا-ہمارے رقیق القلب نبی کی نظر اس ہار پر پڑی تو آنکھیں ساون بھادوں ہو گئیں - یہ تو خدیجہ کا ہار ... ہے،ہاں اس دکھ سکھ کی ساتھی کا کہ جو مشکلوں کے سفر میں سایہ بن کے ساتھ رہی

جنگی قیدی کہ ان میں خود نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اپنے داماد بھی تھے-ابو العاص کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیاری بیٹی زینب کے خاوند- کفار کی طرف سے لڑنے آئے،کہتے ہیں کہ جنگ میں سرگرم حصہ تو نہ لیا لیکن قبیلے کا ساتھ بھی مجبوری تھی - تب یہ مسلمان نہ ہوے تھے-آج ان کی رہائی کے لیے فدیے میں ان کی اہلیہ سیدہ زینب نے اپنا ہار بھجوا دیا تھا،جو کبھی ان کی اماں کا تھا،اب ان کے پاس تھا

بیٹیاں تو باپوں کی جان ہوتی ہیں، لیکن کبھی کبھی بہت رلاتی ہیں-لیکن آج تو آسمان بھی رو دیا-آنسوؤں کے بیچ آپ نے بس اتنا کہا کہ

- لوگو!یہ برا داماد نہیں،ہاں یہ برا داماد نہیں

دوستو!اگر آپ اجازت دیں تو میں اس قیدی کو رخصت دے دوں اور ہاں یارو.... اس کا ہار بھی.........واپس کر دوں ؟؟؟

لکھنے والے سے جب بھیگی برسات آنکھوں سے لکھا نہیں جا رہا تو وہ آنکھیں کیسے برسی ہوں گی جنھوں نے اپنی خدیجہ کا ہار تھامے، بیٹی کی ملتجائی آنکھوں کا تصور ... کیا ہو گا... زینب نے تصور ہی تصور میں کہا تو ہو گا کہ بابا ہار لے لیجئے کہ اس اک متاع عزیز کے سوا دامن میں کچھ بھی نہیں

ہم خستہ تنوں سے محتسبو کیا مال منال کا پوچھتے ہو

جو عمر سے ہم نے بھر پایا سب سامنے لائے دیتے ہیں

دامن میں ہے مشت خاک جگر ساغر میں ہے خون حسرت مے

لو ہم نے دامن جھاڑ دیا لو جام الٹائے دیتے ہیں

ہاں بابا! ہار لے لیجئے اور ابو العاص کو واپس کر دیجئے

بس یہ بیٹیاں نا کبھی کبھی بہت رلاتی ہیں

....

ہاں آج پہلی بار ایسا ہوا کہ مجھ سے مکمل لکھا ہی نہیں گیا... سو آپ بھی ادھورا ہی پڑھیں

۱۵: آپ کیلئے بھی بدریوں جتنا اجر ہے

سیدنا زید بن حارثہ رضي الله عنہ غزوہ بدر کی فتح کی عظیم خوشخبری لے کر مدینہ پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ اہلِ مدینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی سیدۃ رقیہ رضي الله عنھا کی قبر پر مٹی ڈال رہے ہیں۔ !

[البداية والنهاية:۵/۲۵۶]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدۃ کی تیمارداری کیلیے پیچھے رہ جانے والے جلیل القدر داماد سیدنا عثمان رضي الله عنہ سے کہا: آپ کیلیے اجر بھی بدریوں جتنا ہے اور مالِ غنیمت بھی۔

[صحيح البخاري:۳۱۳۰]

۱۶: بیٹیوں کی تعداد

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (368-463ھ) فرماتے ہیں

وولده –صلى الله عليه وسلم– من خديجة أربع بنات، لا خلاف في ذلك

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چار بیٹیاں تھیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

[الاستيعاب في معرفة الأصحاب:1/50، وفي نسخة:1/89 بحاشية الإصابة]

۱۷: بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر

ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے اور ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے ام عطیہ انصاری رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (زینب یا ام کلثوم رضی اللہ عنہما) کی وفات ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ تین یا پانچ مرتبہ غسل دے دو اور اگر مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ دے سکتی ہو۔ غسل کے پانی میں بیری کے پتے ملالو اور آخر میں کافوریا (یہ کہا کہ) کچھ کافور کا استعمال کرلینا اور غسل سے فارغ ہونے پر مجھے خبر دے دینا۔ چنانچہ ہم نے جب غسل دے لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دیدی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنا ازار دیا اور فرمایا کہ اسے ان کی قمیص بنادو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اپنے ازار سے تھی۔

بنات رسول ﷺ پر شاعری

1: سیدہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا از اسامہ سرسری

محمد کی نورِ نظر تھیں رقیہ
محمد کی لختِ جگر تھیں رقیہ

بہت قابل و معتبر تھیں رقیہ
بہادر تھیں، بے حد نڈر تھیں رقیہ

عدوِّ خدا عتبہ نے ان کو چھوڑا
ضعیف اور بے بال و پر تھیں رقیہ

ہوئے ان پہ قربان عثمان دل سے
فدا اپنے عثمان پر تھیں رقیہ

کی خاوند کے ساتھ ہجرت انھوں نے
خدا کے لیے دربدر تھیں رقیہ

تھے عثمان ہی سب سے پہلے مہاجر
تو ان کی رفیقِ سفر تھیں رقیہ

اسامہ! نہ کیوں ہوتی یہ نظم اعلیٰ
کہ جب رونقِ ہر سطر تھیں رقیہ

2: سیدہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا از اسامہ سرسری

جو تھیں شافعِ روزِ محشر کی بیٹی
جو تھیں ساقیٔ حوضِ کوثر کی بیٹی

بہن بھائیوں میں وہ سب سے بڑی تھیں
وہ سارے رسولوں کے سرور کی بیٹی

مصائب سہے خوب ہجرت کے دوراں
تھیں حالاں کہ وہ سب سے بہتر کی بیٹی

نبی نے نمازِ جنازہ پڑھائی
قلندر تھیں شاہِ قلندر کی بیٹی

بہت پیار کرتی تھیں والد سے اپنے
وہ رحمت کے گہرے سمندر کی بیٹی

قدم ان کے چومے نہ کیوں کام یابی
وہ شاہوں کے شاہِ مظفر کی بیٹی

یہ اعزاز کتنا بڑا ہے اسامہ
تھیں زینب خدا کے پیمبر کی بیٹ

اہل بیت (آل علی)

(1)نوجوانانِ جنت کے سردار صحابی

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے نواسے ، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ نواسے اپنے نانا کی اولاد میں شمار نہیں ہوتے کیونکہ اولاد ہمیشہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے تو یہ محض مغالطہ اور فریب ہے۔

حجاج بن یوسف نے جب یہی بات مشہور تابعی ، فقیہ ، نحوی اور محدث یحییٰ بن یعمر سے پوچھی اور بڑے تحدید آمیز انداز میں کہ اس کا ثبوت پیش کرو کہ حسنین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہے ورنہ میں تمہاری تکہ بوٹی کر دوں گا۔

تو انہوں نے فرمایا ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَقَ وَيَعْقُوبَ كُلاًّ هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد قرار دیا گیا ہے۔بتلاؤ عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون تھا؟

یہ سن کر حجاج ششدر رہ گیا۔

(تفسیر ابن کثیر:298/3)

اور امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ، تفسیر قرطبی میں لکھتے ہیں:

وعدّ عيسى من ذريّة إبراهيم وإنما هو ابن البنت. فأولاد فاطمة ﵄ ذريّة النبيّ ﷺ. وبهذا تمسّك من رأى أن ولد البنات يدخلون في اسم الولد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں شمار کیا گیا ہے حالانکہ وہ بیٹی کے بیٹے ہیں۔پس سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت ہے۔اور اسی آیت سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے جو نواسوں کو بھی بیٹا قرار دیتے ہیں۔

(تفسیر قرطبی:31/7)

حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) کی پیدائش اکثر مورخین کے نزدیک ماہِ رمضان سن 3 ھجری ہے۔

فتح الباری میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

كان مولد الحسن في رمضان سنة ثلاث من الهجرة عند الأكثر

(فتح الباری : 95/7)

اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کی پیدائش اکثر مورخین کے نزدیک ماہِ شعبان سن 4 ھجری ہے۔

فتح الباری میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

وكان مولد الحسين في شعبان سنة أربع في قول الأكثر

(فتح الباری : 95/7)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا

هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا

یہ (حسن اور حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

(صحیح البخاری:3753)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا ہے:

أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اور حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔

(سنن الترمذی:3768)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ أَحَبَّنِي،وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي

جو شخص حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرے گا ، پس تحقیق اس نے مجھ سے محبت کی اور جو ان سے بغض رکھے گا ، وہ مجھ سے بغض رکھے گا۔(سنن ابن ماجہ:143)

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اس دوران حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) نمودار ہوئے جنھوں نے سرخ رنگ کی قمیصیں پہنی ہوئی تھیں اور بار بار پھسل رہے تھے چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اترے ، اپنا خطبہ روک دیا ، انہیں اٹھایا اور اپنی گود میں بٹھا لیا ، پھر آپ انہیں اٹھائے ہوئے منبر پر چڑھے اور فرمایا :

صَدَقَ اللّٰہُ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (التغابن : 15) رَأَيْتُ هَذَيْنِ فَلَمْ أَصْبِرْ

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ (بے شک تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں) میں نے انہیں دیکھا تو مجھ سے رہا نہ جا سکا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خطبہ مکمل فرمایا۔

(سنن ابی داود:1109)

بالا احادیث سیدین کریمین کی محبت و عظمت اور مقام و منقبت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔لہذا ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ دونوں شہزادوں سے محبت کرے۔ان کے لیے عقیدت و محبت کے جذبات اپنے اندر پیدا کرے اور ہر قسم کے بغض و نفرت سے اپنا آئینہ دل صاف کرے۔کیونکہ یہ کامیابی و کامرانی کے لیے ضروری ہے۔

ہم اللہ رب العزت کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہمیں نوجوانان جنت کے سردار حسنین کریمین سے شدید محبت ہے اور ان سے بغض رکھنے والے سے ہم شدید بغض رکھتے ہیں۔

نوٹ: یہ بات قابل غور ہے اور جو بے وقوف بات بات پہ اہلسنت کو تفضیلی وغیرہ کہتے ہیں ان کو حیا کرنی چاہئے۔اور شیخ الاسلام کے مؤقف کو سمجھے بغیر برائے مہربانی کوئی پروپیگنڈہ نا کیا جائے۔

(2) دعائے قنوت کے راوی

جب سیدنا حسن ابن علی رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ سے یہ دعائے قنوت روایت کی تب آپکی عمر صرف پانچ سال تھی

آپ ﷺ نے ان خوبصورت الفاظ کے ساتھ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو دعا کرنے کی وصیت فرمائی

اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

یعنی: اے اللہ! مجھے ہدایت عطا فرما ہدایت یافتہ لوگوں کی طرح اور مجھے عافیت دے عافیت یافتہ لوگوں کی طرح اور مجھے دوست بنالے اپنے دوستوں کی طرح اور برکت عطا فرما اس میں جو تو نے مجھے عطا کیا اور مجھے اس شر سے بچا جو تو نے میرے لیے مقدر کیا ہے، بے شک فیصلہ تیرے ہی اختیار میں ہے اور کوئی تیرے حکم سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ بے شک جنہیں تو دوست بنالے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتے اور جن سے تیری دشمنی ہے وہ کبھی عزت نہیں پاسکتے۔ اے رب، تو برکت والا اور بلند تر ہے۔

(سنن ابی داود:1425، وسندہ صحیح)

(3) حسن رض کے بارے میں معاویہ رض کی گواہی

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

حدثنا هاشم بن القاسم، حدثنا حريز، عن عبد الرحمن بن أبي عوف الجرشي، عن معاوية، قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم " يمص لسانه - أو قال: شفته، يعني الحسن بن علي صلوات الله عليه - وإنه لن يعذب لسان أو شفتان مصهما رسول الله صلى الله عليه وسلم

سیدنا معاویہ کہتے ہیں میں عینی شاہد ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی کی زبان یا ہونٹ چوسے اور یہ تو ممکن ہی نہیں کہ جن ہونٹوں کو اللہ کے رسول چوسیں اللہ انکو عذاب دے

(مسند الامام احمد، رقم:16848, اسنادہ صحیح)

(4) علی رض خوارج کے خلاف جنگ میں حق پر تھے

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے فرمایا:

أخبرنا أحمد بن علي بن المثنى، حدثنا عثمان بن أبي شيبة، حدثنا جرير، عن الأعمش، عن إسماعيل بن رجاء، عن ٦٩٣٧- أبيه عن أبي سعيد الخدري قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "إن منكم من يقاتل على تأويل القرآن كما قاتلت على تنزيله"، قال أبو بكر: أنا هو يا رسول الله؟ قال: "لا" قال عمر: أنا هو يا رسول الله؟ قال: "لا ولكن خاصف النعل"، قال: وكان أعطى عليا نعله يخصفه

ابو سعید الخدری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

تم میں سے ایک قرآن کی تاویل میں لڑے گا جیسے کہ میں قرآن کے نزول پر لڑتا ہوں، ابو بکر کہنے لگے کہ میں ہوں وہ؟ فرمایا نہیں، عمر کہنے لگے میں ہوں یا رسول اللہ؟ فرمایا نہیں، بلکہ وہ جو جوتیاں گانٹھ رہا ہے، اور وہ علی تھے

صحیح ابن حبان، رقم: 6937 اسنادہ صحیح وقال الامام الذھبی حدیث جید السند (تلخیص العلل المتناہیۃ)

(5) فضائل سیدنا ومحبوبنا حسن بن علي (رضي الله عنهما) بزبان نبي الأمي صلى الله عليه وسلم

قال سمعت البراء رضي الله عنه قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم والحسن بن علي على عاتقه يقول". ١

"اللهم إني أحبه فأحبه

سیدنا براء بن عازب رضي الله عنه سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ سیدنا حسن بن علي رضي الله عنه آپ کے کندھوں پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: "

".اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔"

[صحیح البخاري: 3749۳، طبع دار السلام]

نیز سیدنا حسن بن علي رضي الله عنهما کے بارے مزید فرمایا:

2۔ "اللهم إني أحبه فأحبه وأحب من يحبه".

".اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر"

[صحیح البخاري: 2122۲]

3۔"إن ابني هذا سيد و لعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين" .

". میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعے سے مسلمان کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا"

[صحیح البخاري:2704]

یہ پیشین گوئی اس وقت پوری ہوئی جب سیدنا و محبوبنا حسن بن علي رضي اللہ عنھمانے عظیم الشان وسیع القلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور محض مسلمانوں کے مقدس خون کی حفاظت و کتاب و سنت کے نفاذ کی خاطر خلافت المسلمین سیدنا معاویۃ بن أبي سفیان رضي اللہ عنھما کے سپرد کرتے ہوئے ان سے صلح کرلی.

سیدنا و محبوبنا حسن بن علي رضي اللہ عنہ اُمتِ مسلمہ میں اختلافات و خون ریزی کو شدید ناپسند فرماتے تھے، چنانچہ مدائن میں خطبہ دیتے ہوئے آپ رضي اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

إلا أن أمر الله واقع إذ لا له دافع وان كره الناس أني ما احببت أن الي من أمة محمد مثقال حبة من خردل يهراق فيه محجمة من قد دم علمت ما ينفعني مما يضرني فالحقوا بطيتكم"

خبر دار! اللہ کا فیصلہ واقع ہونے والا ہے، اسے کوئی بھی ہٹا نہیں سکتا اگرچہ لوگ اسے ناپسند کریں. مجھے اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رائی کے دانے کے برابر بھی ایسی حکومت پسند نہیں ہے جس میں (مسلمانوں کا) تھوڑا سا بھی خون بہایا جائے. مجھے اپنا نفع و نقصان معلوم ہے، تم اپنے اپنے راستوں پر گامزن ہو جاؤ یعنی اپنی فکر کرو".

[تاریخ دمشق لإبن عساکر رحمہ اللہ:14/ 1894، وسندہ صحیح]

جلیل القدر تابعي سیدنا أبو سعید حسن بن یسار البصري رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فو الله و الله بعد أن ولي لم يهرق في خلافته ملء محجمة من دم"

پس اللہ کی قسم! (سیدنا حسن بن علي رضي اللہ عنہ) کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد آپ رضي اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں سینگی لگوانے جتنا (یعنی بہت تھوڑا) خون بھی نہیں بہایا گیا".

[مسند الإمام أحمد بن حنبل:20447، وسندہ حسن لغیرہ]

(6) شیخ الاسلام ابو العباس احمد تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، ابن عم رسول، زوج دختر رسول، مبشر بالجنۃ، فاتح خیبر، ابو الحسنین، ابو تراب، حیدر کرار، سیدنا علی رضی اللہ عنہ وارضاہ کو خراج عقیدت

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فضیلت اور قدر و منزلت اہل ایمان پہ اسی طرح ثابت ہے جیسے سورج کا روزانہ طلوع ہونا ہے۔

بلاشبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت مومنوں کے دلوں میں ڈال دی گئی ہے اور ان پہ واجب ہے کہ آپ سے محبت کریں۔

اس میں کوئی شک ہی نہیں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ شجاع ترین صحابہ میں سے تھے، اللہ تعالیٰ نے انکے ذریعے اسلام اور جہاد کو قوت دی، وہ مہاجرین و انصار کے اس عظیم ترین قبیل میں سے تھے جنھوں نے اسلام لانے میں پہل کی، ان قابل احترام ہستیوں میں سے تھے جو اللہ اور یوم آخرت پہ ایمان لائے اور پھر اللہ کی راہ میں اپناسب کچھ قربان کر دیا جن کے تلوار سے کافروں کے جری اور زور آور لوگ قتل ہوئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ مال و دولت سے بالکل بے نیاز تھے اور اس معاملے میں وہ شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بھی بڑھ کر زاہد تھے۔

اللہ عزو جل نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جھوٹ اور دغابازی سے ایسے ہی محفوظ رکھا جیسے انکے پیش رو سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم اس سے محفوظ تھے۔

(منهاج السنة لابن تيمية: 8/197)

(7)سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اہل سنت کی محبت، ایک شیعہ محقق کا اعتراف

ابتداء میں میرا موقف تھا کہ اہل سنت ماخذ میں مرویات مولا علی علیہ السلام نہ ہونے کے برابر ہیں اور اہل سنت فقہاء اور محدثین نے اس امر کی طرف توجہ نہیں کی مگر تقریباً ایک سال سے کتب ستہ، سنن دارمی اور موطاامام مالک میں مروی مرویات مولا علی علیہ السلام اور خلفاء ثلاثہ رض پر تحقیق کر رہا تھا۔ چنانچہ تحقیق کے دوران یہ امر مجھ پر روز روشن کی مانند واضح ہو گیا کہ مصادر اھل سنت میں مرویات مولا علی علیہ السلام کثرت کے ساتھ نقل ہوئی ہیں خلفاء ثلاثہ کی نسبت، حتی کہ امامیہ مصادر میں مرویات مولا علی علیہ السلام اُس تعداد میں نہیں ہیں جس تعداد میں ہونی چاہیے تھیں کیونکہ شیعہ امامیہ کا دعوی ہے کہ انھوں نے دین سب کا سب اھل بیت ع سے لیا ہے لیکن اھل بیت ع کے اھم اور بعد از رسول اللہ ع افضل شخصیت مولا علی ع سے مروی مرویات کی تعداد بہت ہی کم۔

ذیل میں خلفاء ثلاثہ اور مرویات مولا علی ع کی تعداد نقل کر رہا ہوں یاد رہے یہ مرویات کی تعداد کتب ستہ، سنن دارمی اور موطاامام مالک میں مروی مرویات کے مطابق ہے اور پچھلے ایک سال کی تحقیق پر مشتمل

مرویات امیر المومنین امام مولا علی علیہ السلام:643

مرویات خلیفہ اوّل حضرت ابی بکر رض:140

مرویات خلیفہ ثانی حضرت عمر رض:586

مرویات خلیفہ ثالث حضرت عثمان رض:143

سید حسنی

(8)اصحاب رسول اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ، کتب شیعہ کی گواہی

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عراق میں لوگوں کے ساتھ نماز صبح ادا کی اور نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو موعظہ فرمایا پھر رونے لگے اور سب کو خوف خدا سے رُلایا ۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے اپنے خلیل رسول اللہ کے زمانہ میں ایک گروہ کو دیکھا جو صبح وشام اس حال میں گزارتے تھے کہ ان کے بال بکھرے ہوئے گرد آلُود، غذا سے ان کے پیٹ خالی، ان کی پیشانیاں زیادہ سجدے کرنے سے مانند بکریوں کے زانو کے، وہ راتیں عبادت میں بسر کرتے تھے۔ کبھی قیام میں ہوتے، کبھی رکوع میں، کبھی سجود میں اور اپنے پیروں اور پیشانیوں کو تعب میں مبتلا کرتے اور ہمیشہ اپنے پرودگار سے مناجات کرتے رہتے اور رورو کر اس سے التجا کرتے تھے کہ ان کے بدنوں کو آتش جہنم سے آزاد فرمائے اور اللہ کی قسم ہمیشہ اُن کو اسی حال میں عذاب الہٰی سے خوفزدہ پاتا تھا۔

الکافی //ج4//ص173//بَابُ الْمُؤْمِنِ وَعَلامَاتِهِ وَصِفَاتِهِ //حدیث:21وسندہ صحیح

(9)عمر بن عبد العزیز اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

عمر بن عبد العزیز نے سیدہ فاطمہ بنت علی بن ابی طالب سے فرمایا:

"یا ابنة علي والله ما على ظهر الأرض أهلُ بيت أحبُ إليَّ منكم، ولأَنتم أحبُ إليَّ مِن أهل بيتي "

"او علی کی بیٹی! بخدا! روئے زمین پر میری نظروں میں آپ سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ہے، تم اس کائنات رنگ وبو میں میرے لئے سب سے زیادہ محبوب ہو۔ "

طبقات ابن سعد(5/333)

(10) صحیح ترین سند

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

."وهذا من أصحِّ الأسانيد، ومن أشرف التراجم الواردةِ فيمَن روى عن أبيه، عن جدِّه

"علی بن حسین، عن ابیہ عن علی والی سند صحیح ترین سند ہے، اور ان تمام اسناد سے محترم سند ہے، جن میں عن ابیہ عن جدہ آتا ہے۔ "

فتح الباري(3/11)

(11)مرویاتِ فضائلِ علی رضی اللہ عنہ

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل اور اسماعیل قاضی کی طرف منسوب کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا:

لَمْ يُرْوَ في فضائل أحدٍ من الصحابةِ بالأسانيد الحسان ما رُوي في فضائل عليِّ بن أبي طالب، وكذلك أحمد بن شعيب بن علي النسائي رحمه الله ' ."

'سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل میں جو اور جتنی صحیح روایات بیان ہوئی ہیں، کسی کے فضائل میں نہیں ہوئیں۔"امام نسائی نے بھی یہی بات کہی ہے۔ "

الاستیعاب(51/3حاشیۃ الإصابۃ)

(12)علی رض رب ذوالجلال کی کمانوں کے صائب تیر

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وسُئل الحسن بن أبي الحسن البصري عن علي بن أبي طالب ﷺ؟ فقال: كان عليٌّ والله سَهماً صائباً من مرامي الله على عدوِّه، وربَّانِيَّ هذه الأمَّة، وذا فضلها وذا سابقتها وذا قرابتِها من رسول الله ﷺ، لَم يكن بالنومة عن أمر الله، ولا بالملومة في دين الله، ولا بالسروقة لمال الله، أعطى القرآن عزائمَه، ففاز منه برياضٍ مونِقة، ذلك عليُّ بن أبي طالب يا لُكَع"

حسن بصری رحمہ اللہ سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا :

"علی رضی اللہ عنہ رب کریم کے دشمنوں پر اس کی کمانوں سے نکلنے والا وہ تیر ہیں، جو نشانے پر جا لگتا ہے۔ علی اس امت کے ربانی ہیں، ان کے سابق اور ان میں فضیلت والے، آپ رسول اللہ ﷺ کے قرابت دار ہیں۔ جو اللہ کے امر سے غافل نہیں ہوئے، ان پر دین کے معاملے میں ملامت نہیں کی جا سکتی، انہوں نے اللہ کا مال نہیں چرایا، بلکہ قرآن پر عزیمت کے ساتھ عمل کیا"۔

(الاستیعاب:51/3)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

"وأجمعوا على أنَّه صلَّى القبلتين وهاجر، وشهد بدراً والحديبية وسائر المشاهد، وأنَّه أبلى ببدرٍ وبأُحدٍ وبالخندق وبخيبر بلاءً عظيماً، وأنَّه أغنى في تلك المشاهد، وقام فيها المقامَ الكريم، وكان لواءُ رسول الله ﷺ بيده في

مواطن كثيرة، وكان يوم بدر بيده على اختلاف في ذلك، ولَمَّا قُتل مصعب بن عُمير يوم أُحُد وكان اللِّواءُ بيده دفعه رسولُ الله ﷺ إلى عليٍّ رضي الله عنه"

"مسلم امۃ کا اجماع ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قبلتین کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے اور ہجرت کرنے کا شرف پایا ہے، آپ بدر حدیبیہ اور تمام غزوات میں حاضر رہے، ان غزوات میں آپ نے بہت سی تکلیفیں جھیلیں، آپ کا کردار اب میں کفایت کر جانے والا تھا، انہیں میں آپ رتبہ کرامت پر فائز رہے، حتی کہ کئی غزووں میں آپ رسول اللہ ﷺ کے علم بردار بھی تھے، بعض مختلف فیہ اقوال کے مطابق جنگ بدر میں یہ جھنڈا آپ کے پاس تھا، پھر جنگ احد کے دن جب سیدنا مصعب بن عمیر شہید ہو گئے تھے تو سیدنا مصعب کا جھنڈا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو عطا کر دیا تھا۔"

(الاستیعاب:3/47)

(13) شیخین صدیق وفاروق اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا باہمی تعامل

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وعليٌّ رضي الله عنه ما زالاَ أي أبو بكر وعمر مُكرِمَين له غايةَ الإكرام بكلِّ طريق، مُقدِّمَيْن له بل ولسائر بَنِي هاشِم على غيرهم في العَطاءِ، مُقدِّمَيْن له في المرتبةِ والحرمةِ والمَحبَّةِ والموالاة والثناءِ والتعظيمِ، كما يفعلان بنُظرائه، ويُفضِّلانه بما فضَّله الله عزَّ وجلَّ به على مَن ليس مثله، ولَم يُعرَف عنهما كلمةُ سوءٍ في عليٍّ قطُّ، بل ولا في أحد من بَنِي هاشِم " إلى أن قال: " وكذلك عليٌّ رضي الله عنه قد تواتر عنه مِن مَحبَّتِهما وموالاتِهما وتعظيمِهما وتقديمِهما على سائر الأمَّة ما يُعلم به حالُه في ذلك، ولَم يُعرف عنه قطُّ كلمةُ سوءٍ في حقِّهما، ولا أنَّه كان أحقَّ بالأمر منهما، وهذا معروفٌ عند مَن عرف الأخبارَ الثابتةَ المتواترةَ"

"جناب ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما جب تلک زندہ رہے، سیدنا علی رضی اللہ کی عزت واحترام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے تھے، ہر جاپہ آپ کو مقدم رکھتے، آپ ہی کیا وہ تو تمام بنی ہاشم کو عطاوں می اول درجے پر رکھا کرتے تھے۔ ان کے مرتبے، حرمت، محبت وموالات کا خیال رکھتے اور ان کی ثناء و تعظیم بجا لاتے رہتے۔ اسی طرح احترام کے لائق دیگر اصحاب کے ساتھ بھی یہی سلوک روا رکھتے، اللہ کے ان کو عطا کردہ فضل کے مطابق دیگر لوگوں پر ان کو فضیلت دیتے تھے۔ انہوں نے کبھی سیدنا علی کے متعلق کلمہ سوء اپنے منہ سے نہیں نکالا، بلکہ کسی بھی بنی ہاشم کے فرد کے متعلق برا رویہ اختیار نہیں کیا۔ اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی بالتواتر ثابت ہے کہ وہ شیخین ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما سے حب داری اور دوستی کے تقاضے نبھاتے، ان کی تعظیم کرتے اور ان کو تمام امت پر فضیلت دیا کرتے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کبھی شیخین کے حق میں برا بول نہیں بولا، خود کو ان سے خلافت کا زیادہ حق دار نہیں سمجھا، یہی بات متواتر اور ثقہ اخبار سے ان کے احوال میں معلوم ہوئی ہے"۔ (منہاج السنہ:6/171)

(14)سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل، ان کے معاون اور قتل پر خوش ہونے والے ذلیل لوگ ہوئے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"والحسين ﷺ أكرمه اللهُ تعالى بالشهادةِ في هذا اليوم (أي يوم عاشوراء) ، وأهان بذلك مَن قتله أو أعان على قتلِه أو رضيَ بقتلِه، وله أسوةٌ حسنةٌ بمَن سبقه من الشهداء؛ فإنَّه (هو) وأخوه سيِّدَا شباب أهل الجنَّة، وكانا قد تربَّيَا في عزِّ الإسلامِ، لَم ينالاَ من الهجرة والجهاد والصَّبر على الأذى في الله ما ناله أهلُ بيتِه، فأكرمهما اللهُ تعالى بالشَّهادةِ تكميلاً لكرامتِهما، ورَفعاً لدرجاتِهما، وقتلُه مصيبةٌ عظيمةٌ "۔

"عاشوراء کے دن اللہ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہادت کے لازوال اعزاز سے سرفراز کیا تھا، ان کے قاتل، قاتلوں کے معاونین اور ان کے قتل سے راضی ہونے والے لوگ ذلیل وخوار ہوگئے، آپ بعد میں آنے والے شہیدوں کے لئے اسوہ حسنہ قرار پائے، کہ حسن و حسین دونوں بھائی نوجوانان جنت کے سردار ہیں، آپ کی تربیت اسلام کے پر شکوہ زمانے میں ہوئی، آپ نے اپنے بڑوں کی طرح ہجرت اور جہاد کے دکھ نہیں جھیلے، نہ آپ پر ان کی طرف مصائب آئے، تو اللہ نے ان کو شہادت کی نعمت عطا کر کے ان کی کرامت کی تکمیل اور ان کے درجات کو بلند کر دیا۔ آپ کو قتل کیا جانا ایک عظیم مصیبت ہے"۔

(مجموع الفتاوی:11/5)

(15)امام ابن کثیر حسین رض کے بارے میں لکھتے ہیں

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"والمقصودُ أنَّ الحسين عاصَر رسولَ الله صلى الله عليه وسلموصَحِبَه إلى أن توفي وهو عنه راضٍ، ولكنَّه كان صغيراً، ثم كان الصِّدِّيقُ يُكرمُه ويُعظِّمه، وكذلك عمر وعثمان، وصحب أباه وروى عنه، وكان معه في مغازيه كلِّها، في الجَمَل وصِفِّين، وكان معظَّماً مُوَقَّراً "

"الغرض سیدنا حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زندہ رہے، آپ کی صحبت پائی اور جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تب ان سے راضی تھے، پیغمبر علیہ السلام آپ کے بچپن ہی میں فوت ہوگئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کی عزت و تکریم کیا کرتے، اسی طرح سیدنا عمر و عثمان رضی اللہ عنہما بھی آپ سے عزت اور تکریم کا معاملہ کرتے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ساتھ بھی رہے، ان سے روایات بھی بیان کی ہیں، آپ جمل و صفین تمام جنگوں میں اپنے والد کے ساتھ رہے، بلاشبہ آپ معظیم اور باوقار شخصیت تھے۔"(البدایہ والنہایہ : 112/3)

(16)ایک غیر ثابت روایت کی وضاحت

اہل سنت کے علماء کی کتب میں فضائل اہل بیت کو خاص مقام حاصل ہے اور بعض محدثین نے خاص کتب بھی اس پر مرتب کی ہیں جیسے:

مناقب علي رضي اللہ عنہ - امام أحمد النسائی (وفات 303ہجری)

فضائل فاطمۃ رضي اللہ عنھا - امام عمر بن شاھین (وفات 385ہجری)

حدیث میں اہل بیت کی کسی فضیلت ثابت ہونے کے لیے اس کا صحیح ہونا ضروری ہے۔

ایک حدیث "**أنا مدينة العلم وعلي بابها**" یا "**انا دار الحكمة وعلي بابها** " مشہور ہے مگر یہ روایت نہ ہی سند کے اعتبار سے اور نہ ہی متن کے اعتبار سے صحیح ہے اس لیے متقدمین علماء نے اس پر کلام کیا ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے کہا "وهذا شيء لا أصل له......" (المجروحین)

امام العقیلي رحمہ اللہ نے کہا "ولا يصح في هذا المتن حديث " (الضعفاء)

امام الدارقطني رحمہ اللہ نے کھا "الحديث مضطرب غير ثابت (العلل)

امام ترمذي رحمہ اللہ نے کہا "حديث غريب منكر " (الجامع الکبیر)

ابن الجوزي, الذھبي اور شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمھم اللہ نے اس پر وضع کا حکم لگایا

اس لیے بعض متاخرین کا اس کی تصحیح یا تحسین محل نظر ہے اور اس کی تصحیح اور تحسین سے اھل سنت کو کوئی فرق نہیں کیوں کہ وہ پہلے ہی حضرت علي رضي اللہ عنہ کی فضیلت کے قائل ہیں اور اس متعلق صحیح احادیث ہیں۔

(17) پہلے سیدہ رو دیں، پھر ہنسنے لگیں

اُم المؤمنین عائشۃ رضي اللہ عنھا فرماتی ہیں:

سیدۃ فاطمۃ رضي اللہ عنھا تشریف لائیں اور آپ کی چال اپنے ابا جان کی مانند تھی. نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کو خوش آمدید کہا اور انہیں پہلو میں بٹھالیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ کو راز کی کوئی بات بتلائی تو وہ رو دیں. پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور بات بتلائی تو وہ ہنس دیں

اُم المؤمنین عائشۃ رضي اللہ عنھا کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہوا؟! سیدۃ بولیں: میں اپنے ابا جان کا راز ہر گز نہیں کھولوں گی!! ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خالق کے پاس چلے گئے تو میں نے دوبارہ پوچھا

سیدہ نے کہا: ابا جان نے پہلے مجھے بتلایا کہ جبریل ہر سال میرے ساتھ ایک دفعہ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے. اس سال دو دفعہ کیا ہے، پس میرا وقت قریب آ چکا ہے! اور پیاری بیٹی تم میرے بعد میرے اہلِ بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملو گی. یہ سن کر میں رو دی!

پھر ابا جان نے کہا کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو؟! تو اس بات پر میں ہنس دی۔!

[صحیح البخاري:٣٦٢٣ 3623]

(18) وہ مجھے اذیت پہنچاتا ہے!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بیشک فاطمة (رضي الله عنها) میرے جگر کا ٹکڑا ہے. جو اسے اذیت پہنچاتا ہے وہ مجھے اذیت پہنچاتا ہے. جو اسے تھکاتا ہے وہ مجھے تھکاتا ہے!

[سنن الترمذي:٢٨2869٦٩، مسند أحمد:١٦٨١٦٢1161681]

(19) باپ اور بیٹی کی محبت

جب سیدة فاطمة رضي الله عنها اپنے ابا جان کے ہاں جاتیں تو وہ اپنی پیاری بیٹی کیلیے کھڑے ہو جاتے, انہیں بوسہ دیتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے!

اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیاری بیٹی کے ہاں جاتے تو وہ بھی اپنے ابا جان کیلیے کھڑی ہو جاتیں, انہیں بوسہ دیتیں اور انہیں اپنی جگہ بٹھاتیں!

[صحيح البخاري:٦٢ے3762٣]

(20) یہ فرشتہ پہلے کبھی نہیں اترا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آسمان سے ایک ایسا فرشتہ اترا جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترا تھا. اس نے اللہ کی اجازت سے مجھے سلام کہا اور پھر خوشخبری سنائی کہ فاطمہ (رضي الله عنها) جنت میں عورتوں کی سردار ہوں گی!

[صحيح الجامع:79]

(21) جب علی رض فوت ہوئے تو روئے زمین پہ افضل ترین انسان تھے

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"عليُّ بن أبي طالب بن عبد المطلب بن هاشم الهاشمي، حَيْدَرَة، أبو تُراب، وأبو الحَسَنَيْن، ابنُ عمِّ رسول الله ﷺ وزوجُ ابنته، من السابقين الأوَّلين، ورجَّح جمعٌ أنَّه أوَّلُ مَن أَسلَم، فهو سابقُ العرب، وهو أحدُ العشرة، مات في رمضان سنة أربعين، وهو يومئذٍ أفضلُ الأحياء مِن بَنِي آدَم بالأرض، بإجماع أهل السُّنَّة، وله ثلاثٌ وستون سنة على الأرجح"

"رسول اللہ ﷺ کے چچازاد، سیدہ فاطمہ کے شوہر، حسنین کے بابا، حیدر کرار جناب ابوتراب سیدنا علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم ہاشمی رضی اللہ عنہ، آپ سابقین اولین میں سے ہیں، اور ایک گروہ کے مطابق سب سے پہلے اسلام آپ نے قبول کیا، آپ سابق العرب ہیں، اسی طرح عشرہ مبشرہ میں سے

ایک ہیں، چالیس ہجری رمضان میں 63 برس کی عمر میں دنیائے فانی سے کوچ کر گئے، جب آپ کی وفات ہوئی اس وقت آپ پوری روئے زمین پر موجود تمام بنو آدم سے افضل تھے، اس عقیدے پر اہل سنت کا اجماع ہے"۔

(تقریب التہذیب لابن حجر: ص، 402)

(22) بخدا! محمد ﷺ کا خاندان ایسا نہیں تھا

اللہ کے پیغمبروں کو ایک امتیازی شان ملا کرتی ہے، انبیاء سے گناہ نہیں ہوتا، وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے، ان سے غیر اخلاقی حرکات صادر نہیں ہوتیں، حتی کہ انبیاء ادنی اخلاقی برائیوں سے بھی دور ہوتے ہیں، دشمن سامنے کھڑا ہے، موقع ہے سر قلم کر دیا جائے، جانثاروں نے عرض کیا کہ حضور ہمیں اشارہ کیا ہوتا اور ہم اس کا سر تن سے جدا کر دیتے، فرمایا: نہیں، ایک نبی کو یہ بات زیبا نہیں۔

اور یہی اخلاقیات رسول اللہ ﷺ کے خاندان کو بھی عطا کی گئی ہیں، آپ کے پیارے اور آپ کے لاڈلے میدان کے شہسوار ہیں، اخلاق کے ہیرو ہیں، سچ کے آسمان ہیں، جسے حق سمجھا اس پر ڈٹ گئے، بیٹا باپ کے سامنے ڈٹ گیا کہ بابا جان! آپ کی مانوں یا رسول اللہ ﷺ کی مانوں ؟ علی رضی اللہ عنہ نے جسے حق سمجھا اس کی خاطر لڑنے لگے، حتی کہ اپنی ماں سے لڑ گئے، حسن نے جب حق سمجھا بیعت کر لی، حسین نے غلط جانا مقابلے میں آگئے، یہ پیغمبرانہ صفات ان کو ورثے میں ملی تھیں، لیکن کچھ لوگ میرے نبی کے خاندان کا ایک عجیب تصور پیش کرتے ہیں، وہ ان کو ایک نارمل اور باحیا انسان تک نہیں مانتے، مگر دن رات ان کو معصوم عن الخطا بھی باور کرواتے ہیں اور اسی پر عقائد قائم کرتے ہیں، یہ لوگ ہم کو بتاتے ہیں کہ امام معصوم کے مقابلے میں امامت کا دعوی کرنے والا جھوٹا ہے، لعنتی ہے، جہنمی ہے اور پھر یہ بھی بتاتے ہیں کہ علی کے بیٹے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے زین العابدین کی امامت کا انکار کر دیا تھا، ایک جگہ اس کو جہنمی کہتے ہیں، پھر علی کا لاڈلا اور علی کا بازو بھی قرار دیتے ہیں۔

یہ ایک جگہ سمجھاتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ اللہ کی نافرمانی کر ہی نہیں سکتے، لیکن دوسرے ہی لمحے میں کہتے ہیں کہ محمد نے امامت کا انکار کرے روسیاہی مول لی تھی۔

ان کے نام پر ایک پورا فرقہ وجود میں آتا ہے، جسے لوگ کیسانیہ فرقہ کے نام سے جانتے ہیں، وہ لوگ امام زین العابدین کو نہیں، محمد بن حنفیہ کو امام مانتے ہیں۔

یہ لوگ امام کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ مختار کو گالی نہ دیا کرو، پھر دوسرے ہی لمحے اسے کیسانیہ کا بانی بتلا کر اس کو نص کا منکر اور اللہ کے ہاں کا رو سیاہ اور جہنمی ثابت کرتے ہیں۔

یہ لکھتے ہیں کہ زین العابدین کا بیٹا زید امام منصوص نہیں تھا، لیکن پھر زید امامت کا دعوی کرتا

نظر آتا ہے اور زید امامت کا مدعی ہو کر جہنمی بن جاتا ہے، یہ اور بات کہ زید کے بارے میں

معصوم امام یہ بھی کہتا ہے کہ زید ان لوگوں کی طرح ہے جنہوں سے رسول اللہ ﷺ کے

ساتھ جہاد میں شہادت پائی تھی۔کیا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شہادت پائی ہو جہنمی ہوتے ہیں؟

خود امام معصوم باقر ہی زید کو جہنم کا ڈراوایا دیتے ہیں، اور زید ان کی امامت کو رد کر دیتے ہیں۔ پھر

نفس ذکیہ کا زمانہ آتا ہے، یہ امام جعفر صادق کے چچا زاد بھائی ہیں ، بطور فائدہ بتاتا چلوں کہ نفس ذکیہ کے گھر والے ان کو مہدی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

ان کو ذوالفقار حیدری کا مالک کہا جاتا ہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی ان کے متعلق بشارتیں بھی سنائی جاتی ہیں، ان کو علم و شجاعت و تقوے کا امام کہا جاتا ہے، لیکن وہ بیچارے بھی جہنمی رہتے ہیں، کیوں کہ انہوں نے امام کے مقابلے میں امامت کا دعوی کر دیا تھا۔یہیں پر بس نہیں بلکہ تمام اولاد علی ، سبھی اولاد جعفر ، زبیر بن عوام کی آل اور سب قریشی نفس ذکیہ کی بیعت کرتے ہیں ، مولا! سبھی جہنمی! تو جنت میں کون جائے گا؟

یہ بتاتے ہیں کہ خلافت آل رسول کا حق ہے، لیکن امام خود جعفر صادق خلافت لینے سے انکار کر دیتے ہیں۔

پھر رسول اللہ ﷺ ہی کے خانوادے سے حسین بن علی مثلث جس کو حسین بن علی ثانی کہا جاتا ہے، یہ امام کاظم کا چچا زاد ہے اور شیعہ ہی کی روایتوں کے مطابق اس کا جنازہ رسول اللہ ﷺ نے خود پڑھا دیا تھا۔پھر امام ان کو جنتی بھی کہتا ہے، ہائے امام تو ان کو جنتی کہتا ہے، مگر پھر امام ہی ان کو جہنمی قرار دیتا ہے کہ اس نے امام کے مقابلے میں امامت کا دعوی رکھ دیا تھا۔

قرآن منافقوں کی صفت بتاتا ہے کہ یہ لوگ مومنوں کے ہاں آکر ایمان کا دعوی کرتے ہیں اور اپنے شیطانوں کے پاس جا کر ان کی ہمنوائی کرتے ہیں۔

اور محمد رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے فرزند امام کاظم کو یہ لوگ نعوذ باللہ منافق باور کروانے سے باز نہیں آتے، بھلا اس کے بارے میں کیا خیال ہو گا، جو حسین بن علی مثلث کو جنتی بھی قرار دے، پھر اس کا ساتھ دینے بھی نہ جائے، بلکہ حکومت وقت کا ساتھ دے؟ صرف خود نہیں، اپنے ساتھیوں کو بھی اس کا ساتھ دینے سے منع کر دے، ہاں یہ لوگ امام کاظم کے منہ سے کہلواتے ہیں کہ حکومت وقت کی مخالفت کرنے والا جہنمی ہے۔

پھر علی رضا کا زمانہ آتا ہے، سوچا تھا کہ شاید یہاں کوئی جہنمی نہ ہو گا، مگر ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ پیغمبر پر جھوٹ باندھنے والے پیغمبر ہی کے خانوادے کو ہر دور میں جہنمی نہ کہا کریں،جی جناب ! علی رضا کے مقابلے میں محمد بن جعفر نے دعوی امامت کیا تھا۔

بلکہ علی رضا کے مقابلے میں چھ لوگوں نے امامت کا دعوی رکھا، محمد بن ابراہیم نے کوفہ، مدینہ میں محمد بن سلیمان نے، بصرہ میں علی بن محمد نے، پھر اسی بصرہ ہی میں زید بن موسی نے، یمن میں ابراہیم بن موسی نے، مکہ اور حجاز میں محمد بن جعفر نے، دعوی امامت کیاہے ، کیایہ سب جہنمی ہیں، نعوذ باللہ روسیاہ ہیں۔؟

ابھی اسی پر بس نہیں، ہر امام کے دور میں بغاوتیں ہوتی رہیں اوررسول اللہ ﷺ کے خاندان کے لوگ کرتے رہے اور جہنمی قرار پاتے رہے،یہ حیرت اپنی جگہ رہی کہ ہر ہر دور میں کچھ اہل بیت کو دین کے لئے کٹ جائیں اور دیگر کچھ تقیہ کئے بیٹھے رہیں؟ نہ حضور ! ہم نہیں مان سکتے، یہ پیغمبر کے خاندان پر الزام ہے۔

ابھی حیرت کے جہان مزید کھلے ہیں، میں شاک کی کیفیت میں ہوں، دھچکا لگا ہے، جب دیکھا ہے کہ یہ اپنے ائمہ کو انبیاء کے تقریبا ہم پلہ باور کرواتے ہیں،بلکہ جو ائمہ کی امامت نہ مانے اس نبی کو بھی اللہ کے عذاب کا حقدار سمجھتے ہیں، نبی نوح علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں لے جانے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے امامت سے انکار کردیا تھا

یہ حیدر کرار کے نام پر فرقہ کھڑا کرتے ہیں، لیکن پھر حیدر کرار کو مچھر سے تشبیہ دیتے ہیں، کوئے سے تشبیہ دیتے ہیں، ان کو ووٹوں کا بھوکا قرار دیتے ہیں، یہ بتاتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا داماد محض حکومت کے لئے کوئی بھی حربہ اختیار کرلیتا ہے۔نعوذ باللہ بلکہ ان کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ خود کو گالیاں دینے کا حکم بھی دے لیتے ہیں، نعوذ باللہ ، یہ نبی کی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نام پر دن رات روتے ہیں، لیکن اس کا نقشہ کچھ یوں بٹھاتے ہیں کہ وہ اپنے خاوند سے لڑتی رہا کرتی تھیں، وہ اپنے باپ کی پسند سے ناخوش تھیں، وہ اپنے خاوند کو نعوذ باللہ ذلیل بھی کہہ لیا کرتی تھیں۔وہ محض دولت کی خاطر غیر مرد کا گریبان پکڑ کر کھینچ لیا کرتی تھیں، حتی کہ اپنے شوہر کو مار لیا کرتی تھیں، اس سے بڑا جھوٹ پیغمبر کی بیٹی پر کیا ہوگا، ؟ یہ بات بات پر ناراض ہوجاتی تھیں، میں پوچھتا ہوں کیا تم

لوگ رسول اللہ ﷺ کی شہزادی کو ایک شریف خاتون بھی سمجھنے کو تیار نہیں؟

یہ محمد ﷺ کی آل بارے لکھتے ہیں کہ وہ ننگے بدن محض شرمگاہ پر چونا لگا کر بازار میں آجایا

کرتے تھے، دو معصوم امام ایک ہی حمام میں ننگے نہا لیا کرتے تھے۔

یہ رسول اللہ ﷺ کے حسن کو مذل المومنین کہنے سے باز نہیں آتے، بلکہ کافر تک قرار دے دیتے ہیں۔بلکہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ جس کو پیارے رسول ﷺ نے سردار کہا تھا، اس کی زبان ایک فحاش اور جگت باز کی سی باور کرواتے ہیں۔حسن کو خائن کہتے ہیں، نعوذ باللہ۔یہ نبی کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو ذلیل کہتے ہیں، نعوذ باللہ

یہ باتیں میں نے اپنی طرف سے نہیں لکھی ہیں، ان ہی کی کتب سے اٹھا کر لایا ہوں اور حیران ہو کہ کہاں کہاں کا ماتم کروں، کس کس بات کا رونا روؤں ، تن ہمہ داغ داغ شد ، پنبہ کجا کجا نہم

نہ میرے یار، میں نہیں مان سکتا کہ آل رسول کو جیسا تم نے بتلایا ہے وہ ویسے تھے، میرا دل نہیں مانتا، وہ چیخ چیخ کر گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے یہ جھوٹ ہے یہ جھوٹ، سچ نہیں ہوسکتا،میرے نبی کی عترت مومن تھی، وہ باحیا تھے، وہ بہادر تھے، وہ فصیح و بلیغ اور شرم وغیرت کے نشان کے تھے، وہ فحاش نہیں تھے، البتہ تم جھوٹے ہوجو ان پر الزام رکھتے ہو ، ہاں تم جھوٹے ہو

کتابیات:

اصول کافی، تاریخ الائمہ، رجال کشی، مناقب شہر بن آشوب، جلاء العیون، انوار نعمانیہ، تفسیر قمی، احتجاج طبرسی، مروج الذہب للمسعودی، نہج البلاغہ، فروع کافی، روضہ کافی، کشف الغمہ، مناقب آل ابی طالب ، الارشاد للشیخ مفید

(23) صحابہ کے درمیان تفضیل کے بارے میں اہم نکتہ

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

جہاں تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دنیاوی مال ومتاع سے بے رغبتی اور زہد کا معاملہ ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ جناب علی رضی اللہ عنہ اس معاملے میں بھی سب سے آگے تھے۔ حتیٰ کہ زہد کے میدان میں آپ کو سادات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم پر بھی سبقت حاصل تھی۔

(منہاج السنہ:8/489)

(24)سیدنا علی کے علم کا اعتراف بزبان ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

شریح بن ہانی کہتے ہیں:

میں نے ماں جی سے موزوں کے مسح کی بابت ہو چھا تو انہوں نے فرمایا: شریح! علی رضی اللہ عنہ سے پوچھ لیجئے، وہ اس مسئلہ میں مجھ سے بہتر علم رکھتے ہیں۔

(صحیح مسلم:276)

(25)عائشہ رضی اللہ عنہا کی علی رضی اللہ عنہ سے ہمدردی

بحار الانوار للمجلسی کے مطابق جب سیدہ عائشہ کو خبر ملی کہ خوارج اور سیدنا علی کا باہم تصادم شروع ہو رہا ہے تو فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ یہ میری امت کے بدترین لوگ ہیں، جن کو میری امت کے بہترین لوگ قتل کریں گے۔

(33/232

(26)بنت صدیق اور بنت رسول

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عادات وخصائل اٹھک بیٹھک اپنے والد گرامی ﷺ سے اس حد تک مشابہہ تھیں کہ اتنی مشابہت کسی دوسرے کی میں نے دیکھی ہی نہیں، فاطمہ جب گھر تشریف لاتیں تو اللہ کے محبوب ان کے استقبال کو کھڑے ہو جاتے، ان کو بوسہ دیتے اور پھر اپنے ساتھ بٹھا لیتے۔

یہی معاملہ دوسری جانب سے ہوا کرتا، رسول اللہ ﷺ فاطمہ کے گھر جاتے تو لاڈ کی ماری کھڑی ہو جاتی، بابا کا ماتھا چومتیں اور آپ کے ساتھ بیٹھ جاتیں۔

جب اللہ کے رسول موت وحیات کی کشمکش میں تھے، فاطمہ تشریف لائیں، اور بابا کو بوسہ دیا۔۔۔

(سنن ابی داود:5217، وسندہ حسن)

میں یہ پڑھ رہا ہوں اور آنکھوں کے سامنے اس زمانے کی تصویر کھنچ گئی ہے، یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کی پدرانہ شفقتوں پر بے شرکت احدے وبے مزاحمت غیرے قابض ومتصرف تھیں۔ اور ایسا ہی تھا کہ دوسری اولاد پہلے ہی فوت ہو چکی تھی۔

!میں یہاں آپ کو ایک اور بات بتاتا ہوں، یہ روایت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا نے بیان کی ہے، کچھ سمجھے آپ

انسانی نفسیات کو سمجھنے والے اس حقیقت سے آشنا ہیں کہ اتنی محبت سے تعلق واسطوں کے بیان کے پیچھے انتہائی عقیدت اور احترام کے جذبات کا سیل رواں بہا کرتا ہے، یعنی زبان دل کی ترجمان ہوا کرتی ہے، محض لہجوں اور الفاظ کا چناؤ حب داروں اور بغض داروں کے درمیان لکیر کھینچ دیتا ہے، اور اماں جی عائشہ کے یہ الفاظ، یہ لہجہ، یہ انداز بیان اور یہ چناؤ واضح طور پر چغلی کھاتا ہے کہ ماں بیٹی کی محبت بے مثال تھی، ان کے دلوں میں ایک دوسرے کا احترام تھا۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ امہات المومنین نے سیدہ عائشہ کی شکایت دے کر سیدہ فاطمہ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا، فاطمہ آپ کے پاس تشریف لائیں، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: میری شہزادی فاطمہ،

أَلَسْتِ تُحِبِّينَ مَا أُحِبُّ؟

تو کیا آپ اس سے محبت نہیں کرو گی، جس سے آپ کا بابا محبت کرتا ہو؟

:فاطمہ نے عرض کیا: بلی، کیوں نہیں بابا! تو فرمایا

فَأَحِبِّي هَذِهِ

تو فاطمہ عائشہ کے ساتھ محبت کرو

فاطمہ کو تم لوگوں نے کیا سمجھا ہے، کیا وہ اپنے بابا کی محبت سے محبت نہ کریں گی؟

جھوٹا ہے وہ شخص جو ان ماں بیٹی کے رشتے کو اپنی زبان درازیوں اور اتہام تراشیوں سے گدلانا چاہتا ہے، پیغمبر کا اہل بیت ویسا نہیں تھا جیسا تم بتاتے ہو، بلکہ ویسا تھا کہ زمانے کے سامنے فخر وانبساط کے ساتھ ان کے کردار کو نمونہ تقلید بنا کر پیش کیا جا سکے، یقینا پیغمبر کا اہل بیت پیغمبر کی بیویاں اور پیغمبر کی بیٹیاں دنیا کی مثالی خواتین تھیں اور ان کے تعلقات مثالی تھے۔

(27) اللہ رب العزت اس سے محبت رکھے جو حسین رضی اللہ عنہ سے محبت رکھے ۔ رسول اللہ ﷺ کی اپنے پیارے بیٹے کی محبت میں دعا

دَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ، أَنَّ يَعْلَى بْنَ مُرَّةَ، حَدَّثَهُمْ أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى طَعَامٍ دُعُوا لَهُ، فَإِذَا حُسَيْنٌ يَلْعَبُ فِي السِّكَّةِ، قَالَ: فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَامَ الْقَوْمِ وَبَسَطَ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَفِرُّ هَهُنَا وَهَهُنَا وَيُضَاحِكُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى أَخَذَهُ فَجَعَلَ إِحْدَى يَدَيْهِ تَحْتَ ذَقْنِهِ، وَالْأُخْرَى فِي فَأْسِ رَأْسِهِ فَقَبَّلَهُ، وَقَالَ: حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ .

ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے کی ایک دعوت میں نکلے، دیکھا تو حسین رضی اللہ عنہ) گلی میں کھیل رہے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے آگے نکل گئے، اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلا لیے، حسین رضی اللہ عنہ بچے تھے، ادھر ادھر بھاگنے لگے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہنسانے لگے، یہاں تک کہ ان کو پکڑ لیا، اور اپنا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا سر پر رکھ کر بوسہ لیا، اور فرمایا: حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں، اللہ اس سے محبت رکھے جو حسین سے محبت رکھے، اور حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہیں۔

(سنن ابن ماجہ:144 وسندہ حسن)

(28)امام محمد بن حسین الآجری اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہما

امام محمد بن الحسین الآجری رحمہ اللہ (وفات 360 ہجری) اھل سنت کے علماء میں سے ہیں جن کی متعدد موضوعات پر مفید کتب ہیں

ان کی کتاب "الشریعہ" عظیم اور ضخیم کتاب ہے جس میں اھل سنت کے عقائد کا ذکر ہے

امام محمد بن حسین الآجری رحمہ اللہ نے اس میں صحابہ رضی اللہ عنھم کے فضائل ذکر کیے ہیں اور ایک فصل حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنھما کے فضائل کی بھی ہے.

اس کے شروع میں امام الآجری رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں:

" جان لو- اللہ مجھ پر اور آپ پر رحم کرے- کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنھما کی منزلت عظیم ہے. خَلق اور خُلق کے اعتبار سے ان کی مشابھت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ ہے.

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور مبارک ذریت میں سے ہیں. وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹکڑا ہیں. ان کی والدہ فاطمہ الزھراء رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹکڑا اور روح ہیں. ان کے والد امیر المومنین علی بن ابي طالب رضی اللہ عنہ رسول رب العالمین کے بھائی اور چچا کے بیٹے اور داماد اور نصرت کرنے والے اور مصیبت میں دفاع کرنے والے ہیں اور ان سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں.

حسن اور حسین رضی اللہ عنھما کی منزلت ہر طرح سے بلند ہے. اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں. ہم ان کے فضائل ذکر کریں گے جس سے ہر مومن جو ان سے محبت کرتا ہے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اس سے اللہ تعالی ہر ناصبی خبیث کی آنکھیں جلائے گا جو ان سے بغض رکھتا ہے اللہ کا ان پر غضب ہو جو ان سے بغض رکھتا ہے "

(29)فضائل سیدنا و محبوبنا حسین بن علي (رضي اللہ عنھما) بزبان نبي الأمي (صلی اللہ علیہ وسلم)

"1...عن يعلى بن مرة، قال: قال رسول الله ﷺ: حسين مني وانا من حسين، احب الله من احب حسينا". ١

سیدنا یعلیٰ بن مرۃ رضي اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"... حُسین مجھ سے ہیں اور میں حُسین سے ہوں، اللہ اس سے محبت کرے جو حُسین سے محبت کرتا ہے

[سنن الترمذي:3775٣٧٧٥، وسندہ حسن لذاتہ]

2: سیدنا حسن و حُسین رضي اللہ عنھما، دونوں کے بارے میں سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: .

"من أحبهما فقد أحبني , ومن أبغضهما فقد أبغضني"

". جس نے ان دونوں سے محبت کی تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض رکھا"

[مسند الإمام أحمد بن حنبل رحمہ اللہ: ۹۹۶۷۳/۲۷۳، وسندہ حسن لذاتہ]

3: سیدنا حُسین بن علي رضي اللہ عنہما مسجد میں داخل ہوئے تو سیدنا جابر بن عبد اللہ الأنصاري رضي اللہ عنہما نے فرمایا:

"من أحب أن ينظر إلى سيد شباب الجنة فلينظر إلى هذا، سمعته من رسول الله صلى الله عليه"

جو چاہتا ہے کہ وہ جنت کے نوجوانوں کے سردار کو دیکھے، تو وہ اس شخص (یعنی حُسین بن علي رضي اللہ عنہما) کو دیکھ لے، (کیونکہ) میں نے یہ بات رسول اللہ "
". صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے

[أخرجہ أحمد في الفضائل الصحابة: ۲/۷۷۳، 1372، وسندہ حسن لذاتہ، حدیث الصحیح بالشواھد]

4: سیدنا أبو عبد اللہ عمرو بن العاص السھمي رضي اللہ عنہ کعبة اللہ کے سائے تلے بیٹھے ہوئے تھے کہ سیدنا حُسین بن علي رضي اللہ عنہما کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

"هٰذا أحب أهل الأرض إلىٰ أهل السماء اليوم"

" یہ شخص آج آسمان والوں کو زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے"

[تاریخ دمشق لاِبنِ عساکر رحمہ اللہ، رقم: 14/179، وسندہ: حسن، یونس بن أبي إسحاق برئ من التدلیس]

سیدنا حُسین بن علي رضي اللہ عنہما کو بحالتِ مظلومیت، اللہ کے دین کے دشمنوں اور ظالموں نے اپنی آخرت برباد کرتے ہوئے مقامِ کربلا میں شہید کر دیا:

.انا لله وانا اليه راجعون

اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے، آمین

شیخ الإسلام إمام إبنِ تیمیة الحراني رحمہ اللہ نے فرمایا:

وأما من قتل الحسين أو أعان على قتله أو رضي بذلك فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين ؛ لا يقبل الله "
" منه صرفاً ولا عدلاً

جس کسی نے حُسین بن علي رضي اللہ عنہما کو قتل کیا یا ان کے قتل میں تعاون کیا یا اس پر خوش ہوا تو اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت "
". ہو، اللہ اس کے فرض و نفل قبول نہ کرے

[مجموع الفتاوی: ۴۸۴/4۸۴]

5: اُم المؤمنین سیدۃ اُم سلمۃ رضي اللہ عنھا فرماتی ہیں:

"سمعت الجن تنوح على الحسين بن علي ؓ"

".میں نے جِنّات کو، (بھی) سیدنا حُسین بن علي رضي اللہ عنھما کی شہادت پر آہ وبکا کرتے سُنا ہے"

[معجم الکبیر للطبراني: ۲۸۶۲/۲۸۶۲، وسندہ حسن لذاتہ]

6: تابعیِ صغیر اِمام اَبو عمران اِبراھیم بن یزید النخعي رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لو كنت فيمن قتل الحسين بن علي، ثم غفرلي، ثم أدخلت الجنة، استحييت أن أمر على النبي ﷺ فينظر في " "وجهي

اگر میں ان لوگوں میں سے ہوتا جنھوں نے سیدنا حُسین بن علي رضي اللہ عنھما کو شہید کیا تھا، پھر میری مغفرت کر دی جاتی، پھر میں جنت میں داخل ہو جاتا تو" ".مجھے نبي کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرنے میں شرم آتی کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ نہ لیں

[معجم الکبیر للطبراني: ۲۸۶۲/۲۸۲۹، وسندہ حسن لذاتہ]

(30) ہر مومن کے محبوب

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے فرمایا:

أخبرنا أبو يعلى، حدثنا الحسن بن عمر بن شقيق، حدثنا جعفر بن سليمان، عن يزيد الرشك، عن مطرف بن عبد الله بن الشخيرعن عمران بن حصين، قال: بعث رسول الله ﷺ سرية، واستعمل عليهم عليا----------- ثم قام آخر، فقال: يا رسول الله، ألم تر أن علي صنع كذا وكذا، فأقبل إليه رسول الله ﷺ والغضب يعرف في وجهه فقال: "ما تريدون من علي –ثلاثا– إن عليا مني وأنا منه، وهو ولي كل مؤمن بعدي

حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر سیدنا علی کو امیر مقرر کیا۔۔

واپسی پر کچھ لوگوں کو سیدنا علی سے شکایت ہوئی تو ان میں سے ایک شخص نے نبی کریم علیہ السلام سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ علی نے یہ یہ کیا، آپ نے سنی ان سنی کر دی، پھر کچھ نے شکایت کی تو آپ نے انکی طرف دیکھا اور غصہ آپ کے چہرے پر نمایاں تھا، فرمایا: آپ علی سے چاہتے کیا ہیں؟ تین دفعہ فرمایا، اور فرمایا: علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا محبوب ہے۔

(صحیح ابن حبان، رقم 6929 اسنادہ قوی)

(31) صحابہ کا اہل بیت کو ہدیہ دینا

"حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک چادر کثرت سے پہنتے جب ان سے اس کے متعلق کہا گیا کہ یہ چادر آپ کثرت سے پہنتے ہیں تو کہا: یہ مجھے میرے دوست, میرے خلیل, میرے خاص عمر نے پہنائی ہے. عمر کا اخلاص اللہ کے لیے تھا اور اللہ نے انہیں اپنے خاص میں شامل کر دیا اور پھر آنکھیں اشک بار ہو گئیں"

(مصنف ابن ابي شيبة: 6/356، فضائل الصحابة للدار قطني: 5، شیخ عصام موسی ھادی نے الشريعة للآجري کی تحقیق میں اسے صحیح لغیرہ کہا ہے)

(32) امیر المومنین مولا علی رضی اللہ عنہ

سرور کائنات علیہ السلام کی زبان مبارک سے جہاد کا حکم صادر ہوتا ہے۔

مجاہدین اپنے کمانڈو کے اشارے پر مر مٹنے کا عھد لیے سفر کی تیاری میں مصروف ھیں۔

اچانک ایک شیر جواں اداسی کے عالم میں سپاہ سالار اعظم علیہ السلام کے سامنے چہرہ جھکائے عرض گزار ھے:

اتخلفنی فی الصبیان والنساء

حضور متاع دل وجان مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ جائیں گے؟

آواز آتی ھے - کائنات کے امام زبان مبارک کو حرکت دیتے ھیں

علی رضی اللہ عنہ پریشان کیوں ہو؟

الا ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی

الا انه لا نبی بعدی

کیا تو اس بات پہ راضی نہیں ھے کہ تجھے میری طرف وہی نسبت ھو جو ھارون کو موسی سے تھی۔ علیہما السلام

(صحیح البخاری:3607، صحیح مسلم:2404)

(33)منافق ہی بغض رکھے گا

عن زر بن حبيش قال : قال علي ﷺ : والذي فلق الحبة وبرأ النسمة إنه لعهد النبي الأمي صلى الله عليه و سلم إلي : أن لا يحبني إلا مؤمن ولا يبغضني إلا منافق .

اور حضرت زر بن حبیش (تابعی) کہتے ہیں کہ سیدنا علی نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا (یعنی اگایا) اور ذی روح کو پیدا کیا در حقیقت نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یقین دلایا تھا کہ جو (کامل) مؤمن ہو گا وہ مجھ سے (یعنی علی سے) محبت رکھے گا اور جو منافق ہو گا وہ مجھ سے عداوت رکھے گا۔"

(صحیح مسلم: 78)

(34) سیدنا ابو بکر کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کی عیادت کرنا اور اہلبیت سے انکا حسن سلوک

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مرضِ موت لاحق ہوا تو خلیفۃ المسلمین سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی اور وہ سیدۃ النساء کی تیمارداری کے لئے تشریف لائے اور گھر آنے کی اجازت چاہی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ کو بتلایا کہ ابو بکر عیادت کے لئے اجازت طلب کر رہے ہیں، بیماری کی شدت کے باوجود آپ نے آنے کی اجازت دی، سیدنا ابو بکر تشریف لائے اور بنت الرسول کی تیمارداری کی اور باغ فدک اور میراث رسول کے بارے میں وضاحت بھی کر دی اور کہنے لگے کہ اے بنت الرسول اور ابن عم رسول! اللہ کی قسم میں نے اپنا گھر بار، مال، اولاد اور خاندان سب کچھ اللہ عزوجل، اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اے اہل بیت آپ کی خوشنودی کے لئے قربان کر دیا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اس طرح کی گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ سیدہ فاطمہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئیں۔

(سنن الکبری للبیہقی:6/491، وسندہ جید)

(35)اللہ تعالٰی نے غزوہ خیبر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے دن فرمایا:

میں کل ضرور اسلامی جھنڈا ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔

اب سب اس انتظار میں تھے کہ دیکھئیے جھنڈا کسے ملتا ہے، جب صبح ہوئی تو لوگ سویرے سویرے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے ہر آدمی یہ چاہتا تھا کہ کاش! جھنڈا اسی کو مل جائے،

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: علی کہاں ہیں؟

عرض کیا گیا کہ وہ آنکھوں کے درد میں مبتلا ہیں، آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انہیں بلایا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور فوراً ہی وہ اچھے ہو گئے۔ جیسے پہلے کوئی تکلیف ہی نہ رہی ہو۔

علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ان (یہودیوں سے) اس وقت تک جنگ کریں گے جب تک یہ ہمارے جیسے (مسلمان) نہ ہو جائیں۔

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی ٹھہر و پہلے ان کے میدان میں اتر کر انہیں تم اسلام کی دعوت دے لو اور ان کے لیے جو چیز ضروری ہیں ان کی خبر کر دو پھر وہ نہ مانیں تو لڑنا

اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(صحیح البخاری: 2942)

اسی غزوہ کے موقع پر مرحب یہودی کی للکار کا جواب دیتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"أنا الذي سمتني أمي حيدره"

میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے، میں وہ(حیدر / شیر)ہوں۔

(صحیح مسلم:1807)

پھر آپ نے مرحب یہودی کو قتل کر دیا اور فتح خیبر آپ کے ہاتھ پر ہوئی۔

(36)عقبہ بن ابی معیط کا واقعہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے، ابو جہل اور اس کے ساتھی وہاں موجود تھے، اتنے میں ابو جہل کے دماغ میں ایک شیطانی تدبیر آئی اور اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا" کون ہے جو بنی فلاں کے محلے سے ذبح شدہ اونٹوں کی او جھڑی لائے اور جس وقت آپ ﷺ سجدے میں جائیں تو اسے آپ ﷺ کی پشت پر رکھ دے۔ قوم کا سب سے بدبخت شخص عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے او جھڑی لایا اور جس وقت آپ ﷺ سجدے میں گئے تو اس نے آپ کی پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود کا بیان ہے "میں یہ کریہہ منظر دیکھ رہا تھا لیکن اپنی بے بسی اور کمزوری کی وجہ سے آپ ﷺ کی کچھ مدد نہیں کر سکتا تھا اور ابو جہل اور اس کے ہمنشین اس المناک منظر دیکھ کر قہقہے مار مار کر ہنس رہے تھے۔ ان کی خوشی سنبھالے نہیں جا رہی تھی۔ وہ ایک دوسرے پر لوٹ پوٹ ہو کر ہنس رہے تھے اور اس دوران آپ ﷺ حالت سجدہ میں رب رحیم سے مناجات میں مشغول تھے اور سر مبارک کو اٹھا نہیں رہے تھے۔ میں دوڑتا ہوا حضرت ابو بکر کے پاس گیا اور آپ ﷺ کی نور نظر لخت جگر حضرت فاطمہ کو اس کی اطلاع دی۔

ادھر سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور ادھر سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی ہوئی آئیں اور ان دونوں نے مل کر اس اوجھڑی کو ہٹایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز سے فراغت کے بعد ہاتھ اٹھائے، پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور پھر فرمایا: "اے اللہ! ابو جہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو اپنی پکڑ میں لے لے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں شخص کا بھی نام لیا جو مجھے یاد نہیں رہا، ان لوگوں نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بد دعا کے یہ الفاظ سنے تو ان کی ہنسی ہوا ہو گئی، چہروں پر خوف اتر آیا اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب وہ کسی بھی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا کی زد سے بچ نہیں سکتے۔ راوی حدیث کہتے ہیں "اللہ کی قسم! جن جن کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا تھا ان کی مسخ شدہ لاشوں کو میں نے بدر کے اندھے کنویں میں پھینکا ہوا پایا" (صحیح البخاری:240)

(37)سیدہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا از اسامہ سرسری

مساکینِ امت کی غمخوار زہراء

خواتینِ جنت کی سردار زہراء

حبیبِ خدا کی تھیں لختِ جگر وہ

تھے خوش مصطفی اور سرشار زہراء

بھلے نام والے، بڑی شان والے

علی، فاطمہ یعنی کرار، زہراء

بہن بھائیوں میں تھیں سب ہی سے کمسن

مگر تھیں بہت ہی سمجھ دار زہراء

علی نے دکھائیں تصوف کی راہیں

گئیں دے کے تسبیح واذکار زہراء

کیا جس نے زیر وزبر سارا باطل

گئیں پیش کر کے وہ کردار زہراء

نبی علم کے شہر اور باب حیدر

اسامہ !ہے پُرنور دیوار زہراء

اسامہ سرسری

(38) مدح حسین رض از عابی مکھنوی

حسین ابنِ علی کی بات کرتے ہیں

نواسہِ نبی ﷺ کی بات کرتے ہیں

شہادت موت کو بھی مار دیتی ہے

مجسم زندگی کی بات کرتے ہیں

عجب دل کو سکوں ہوتا ہے جب بھی ہم

خدا کے اُس ولی کی بات کرتے ہیں

حُسین کا ذکر جب بھی ہم کریں عابیؔ

سَراپا روشنی کی بات کرتے ہیں

عابیؔ مکھنوی

(39) مدحِ حسن رض از اسماعیل یوسف

شرافت کی, نجابت کی کوئی تجسیم کرتا تو

میرا وجدان ہے کہ وہ حسن ابن علی ہوتا

محمد اسماعیل یوسُف

(40)

ومضيت حسين الى سفر

والأمة أرقها السفر

وقفت تثنيك بلا جدوى

ودموع الصحبة تنحدر

ساروا في ركبك أياماً

أملاً والحب له صور

وإذا أجرى الله قضاءاً

مفعولا لا ينفع حذر

وخرجت لتحيي أمتنا

وهناك يسابقها القدر

ومشيت تلاحظك الدنيا

وفؤاد الأمة يستعر

في ركبك سار أبو بكر

والزينب فيهم والعمر

زمر كالصبح جلالتها

هم نور الأرض المنتشر

لم تدرِ بأنك محصور

ورعاع الكوفة قد غدروا

أعطوك عهوداً ودماراً

وحبال الخائن منبتر

باعوكم من ثمن بخس

ممحوقٍ والعقبى سقر

ومضيت حسين إلى سفر

والأمة أرقها السفر

وقفت تثنيك بلا جدوى

ودموع الصحبة تنحدر

(41)

اک بات کہہ رہاہوں بڑے حوصلے کے ساتھ

زہرا اگر علی کی تو جنت علی کی ہے

نادر صدیقی

اہل بیت بنو ہاشم

1: ابو بکر اور آل جعفر رضوان اللہ علیہم اجمعین

سیدنا عبد اللہ بن جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہما ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ابھی چھوٹے ہی تھے انکے والد جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت عزیز تھے جب سنہ 8 ہجری میں جنگ موتہ میں سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر جاتے اور بچوں کے ساتھ وقت گزارتے آپ کے بعد سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے بھی یہ معمول جاری رکھا۔

سیدنا عبد اللہ بن جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اکثر ہمارے گھر آیا کرتے، ہم سے پیار و محبت کرتے اور ہمیں تحائف دیتے ایک دن آپ ہمارے گھر تشریف فرما تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بعض اصحاب رسول کے ساتھ آپ کو تلاش کرتے آپہنچے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نا دیا تھوڑی مدت کے بعد پھر عمر رضی اللہ عنہ نے پھر اجازت طلب کی لیکن جواب نہیں ملا حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تیسری مرتبہ اجازت طلب کی تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اجازت دی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شکایت والے لہجے میں پوچھا کہ خلیفۃ الرسول آپ نے ہمیں اتنا انتظار کیوں کروایا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

إن بني جعفر كان بين أيديهم طعام يأكلونه؛ فخفت أن تدخلوا فتشركوهم في طعامهم

"جعفر کے بچے کھانا کھانے میں مشغول تھے اور مجھے یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ تم لوگ انکے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ گے"

(فضائل الصحابہ للدارقطنی:20)

2: نبی کریم ﷺ کی رضائی بہن

سیدہ شیماء بنت الحارث السعدیہ رضی اللہ عنہا کی نبی ﷺ سے محبت

بچپن میں جب نبی کریم ﷺ سیدہ حلیمہ سعدیہ کے ہاں تھے تو انکے بچوں کے ساتھ چراگاہ کی جانب نکل جایا کرتے۔ انکی نگرانی کیلئے سیدہ شیماء بھی ساتھ جاتیں۔ جب گرمی سخت ہوتی تو وہ رسول اللہ ﷺ کو گود میں اٹھا کر سایہ فراہم کرتیں، پھر سینے سے لگا لیتیں اور کسی درخت کے سائے کے نیچے بیٹھ کر یہ لوری سناتیں:

حتي ا راہ یافعا و امردا

ثم ا راہ سیدا مسودا

و اکبت اعادیہ معا و الحسدا

و اعطیہ عزا یدوم ابدا

یعنی: اے ہمارے رب! محمد ﷺ کو ہمارے لئے باقی رکھیے، یہاں تک کہ میں اسے گبرو جوان دیکھوں، پھر میں اسے معزز سردار کے روپ میں دیکھوں اور اس کے دشمن اور حاسدین تمام منہ کے بل گر پڑیں، اور اسے ہمیشہ رہنے والی عزت عطا کرنا۔

محمد بن معلی الأزدی کہتے ہیں، کہ ابو عروۃ الأزدی جب یہ اشعار پڑھتے تو یہ کہا کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے سیدہ شیماء رضی اللہ عنہا کی دعا کو شرف قبول بخشا

(الاصابہ في تمیز الصحابہ: ۴/۳۴۴)

3: شہیدوں کے سردار

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حمزۃ (رضي اللہ عنہ) تمام شہیدوں کے سردار ہیں

[سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: ۳۷۴]

4: پادریوں کے مصاحف بھیگ گئے

ام المؤمنین ام سلمۃ رضي اللہ عنھا بیان کرتی ہیں

جب جعفر بن ابي طالب (رضي اللہ عنہ) نے نجاشی کے دربار میں سورہ مریم کی تلاوت کی تو اللہ کی قسم! وہ اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور ! اس کے پادری اتنا روئے کہ ان کے مصاحف بھیگ گئے۔

[مسند أحمد: ۱/۲۰۱، السلسلۃ الصحیحۃ: ۷/۵۷۸]

5:مشابہ

5: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضي اللہ عنہ سے فرمایا: آپ صورت و کردار میں میرے مشابہ ہیں.

(صحیح البخاري:۲۵۵۲)

6: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ

میں آج ہی پڑھ رہا تھا کہ: کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا جعفر طیار، سیدنا حسن بن علی، سیدنا قثم بن عباس، اور سیدنا ابوسفیان بن الحارث مشابہت رکھتے تھے۔ رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین

وقيل : كان الذين يشبهون بالنبي – ﷺ – جعفر ، والحسن بن علي ، وقثم بن العباس ، وأبو سفيان بن الحارث

(سیر أعلام النبلاء:1/203)

7: ایک بھی پیٹھ پر نہ تھا

نافع کہتے ہیں: مجھے عبد اللہ بن عمر رضي اللہ عنھما نے بتایا کہ وہ سیدنا جعفر بن أبي طالب رضي اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی لاش کے پاس گئے. ان کے جسم پر پچاس کے قریب زخم شمار کیے مگر ایک بھی پیٹھ پر نہ تھا

[صحیح البخاري:۴۲۶۰]

8: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل

سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نا کسی نے جوتا پہنا یا پہنا یا ہو نا سواری پر چڑھا ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جعفر بن **ابی طالب** سے **افضل** ہو۔(فضائل الصحابہ للنسائی:54، وسندہ صحیح)

9: ذوالجناحین

امام بخاری رحمۃ اللہ نے فرمایا

٣٧٠٩ حدثني عمرو بن علي، حدثنا يزيد بن هارون، أخبرنا إسماعيل بن أبي خالد، عن الشعبي، أن ابن عمر "رضي الله عنهما، كان إذا سلم على ابن جعفر، قال: «السلام عليك يا ابن ذي الجناحين

سیدنا ابن عمر جب بھی حضرت جعفر کے بیٹوں سے ملتے تو ان پر یوں سلام کہتے

السلام علیک یا ابن ذی الجناحین

اے ذوالجناحین کے بیٹے آپ پر سلام ہو۔ (صحیح البخاری رقم:3809)

ذوالجناحین کا معنی ہے دو پروں والا

جب حضرت جعفر کے جنگ موتہ میں دنوں بازو کٹ گئے اور وہ شہید ہو گئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جعفر کے دونوں بازوؤں کی جگہ اللہ نے دو پر عطا کیے ہیں اور وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔

10: ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم

امام احمد رحمۃ اللہ نے فرمایا

حدثنا عبد الرحمن بن مهدي، حدثنا سفيان، عن السدي قال: سمعت أنس بن مالك يقول: " لو عاش - إبراهيم ابن النبي ﷺ، لكان صديقا نبيا -

سیدنا انس بن مالک کہتے ہیں کہ اگر ابراہیم بن نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہتے تو وہ سچے نبی ہوتے۔

(مسند الامام احمد: 12358، سندہ حسن)

اہل بیت (عمومی)

(1) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور اہل بیت

شیخ الاسلام رحمہ اللہ اپنا ایک منگولی کے ساتھ پیش آیا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ لوگ جب دمشق آئے اور ہمارے ان سے بعض مناظرے وغیرہ ہوہئے تو ایک منگولی نے مجھ سے پوچھا:

آپ کا یزید کے متعلق کیا موقف ہے؟

میں نے اس سے کہا کہ ہم نہ اس سے محبت کرتے ہیں، نہ اس پر لعن طعن کرتے ہیں۔ کیوں کہ وہ رجل صالح تو تھا نہیں کہ ہم اس سے محبت کریں اور برا ہم کسی مسلمان کو تعیین کے ساتھ کہتے نہیں ہیں۔

تو وہ کہنے لگا کہ: کیا تم اس پر لعنت نہیں کرتے ؟ بھلے وہ ظالم ہو؟ بھلے وہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل ہی کیوں نہ ہو؟

میں نے کہا کہ جب حجاج اور اس کے امثال ظالموں کا ذکر آئے تو ہم اللہ کے قرآن کے مطابق یہی کہتے ہیں کہ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین، لیکن ہم تعیین کے ساتھ کسی پر لعنت کرنا پسند نہیں کرتے، یہ ایک اجتہادی معاملہ ہے، بعض علماء نے حجاج پر لعنت کی ہے، ہمارے نزدیک مگر احسن قول یہ ہے کہ ہم تعیین کے ساتھ لعنت نہ کرنے کو احسن فعل گردانتے ہیں۔

البتہ جس نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، یا ان کے قتل پر معاونت کی یا ان کے قتل پر راضی ہوا، تو اس پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو، لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔

کہنے لگا: کیا تم اہل بیت سے محبت نہیں کرتے ہو؟

عرض کیا: اہل بیت کی محبت کو ہم فرض و واجب سمجھتے ہیں حضور! اس پر اجر ملے گا، ہمارے نزدیک صحیح مسلم میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم میں خطبہ دیتے ہوئے کہا تھا، لوگو!میں آپ کے پاس اپنے اہل بیت کو چھوڑے جاتا ہوں اور اہل بیت کے سلسلے میں اللہ سے ڈر جایئے گا۔

ارے منگول! ہم تو ہر نماز میں کہتے ہیں کہ اللہم صل علی محمد، اللہ محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت کا نزول فرما، جیسے ابراہیم اور ان کی آل پر فرمایا تھا۔

تب وہ مجھ سے کہنے لگا کہ جو لوگ اہل بیت سے بغض رکھتے ہیں، ان کے متعلق جناب کے خیالات کیا ہیں؟

عرض کیا: جو ان سے بغض رکھتا ہے، اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی پھٹکار پڑے۔

پھر میں نے اس سے پوچھا کہ آخر کو یہ سوالات کرنے کی نوبت جناب کیوں آئی؟

وہ کہنے لگا کہ سنتے تھے، اہل دمشق ناصبی ہوتے ہیں، تب میں نے ایک دم بلند آواز سے کہا : جھوٹ بولا ہے کسی نے، اللہ کی لعنت اس جھوٹے پر، رب ذوالجلال کی قسم! دمشق میں کوئی ناصبی میں نے نہیں دیکھا، اگر دمشق میں سیدنا علی کی شان میں کوئی گستاخی کا ارتکاب کرتا تو مسلمان اس کا گریبان پکڑ لیتے، البتہ پرانے زمانوں میں بنو امیہ کے بعض لوگ سیدنا علی سے عداوت رکھتے تھے، مگر آج تو ایسا یہاں کوئی نہ ہے۔

(مجموع الفتاوی: 4/488)

اس واقعہ میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی اہل بیت سے محبت روز روزشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے، اور اہل ایمان کے دلوں میں ٹھنڈ پڑجاتی ہے، یقینا شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے انسانیت کو محبت اہل بیت کا درس بڑی جراء ت کے ساتھ دیا ہے، نہ کہیں مداہنت کا شکار ہوئے اور نہ مصلحت بیان حق میں آڑے آئی، بلکہ وہ تو محبت اہلبیت کا واحد سزاوار مسلک اہل سنت کو سمجھتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ ناصبی اگر سیدنا علی کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے ان کے خلاف قرآن و حدیث سے استدلال لے آئے تو رافضی اس کا جواب تک نہیں دے پائیں گے، یہ شرف اللہ نے اہل سنت کو بخشا ہے کہ وہ ان کا جواب بھی دیں گے اور ان کو لاجواب بھی کردیں گے۔فرماتے ہیں :

اگر ایک ناصبی ایک رافضی سے سوال کردے کہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو نعوذ باللہ کافر و فاسق تھے، انہوں نے ریاست کے لئے قتال کیا تھا، دین کے لئے قتال نہیں کیا تھا، انہوں نے اہل ملت کو قتل کیا اور جمل و صفین اور حروراء میں امت محمد ﷺ کا قتل عام کیا، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا علی نے کسی ایک کافر سے بھی قتال نہیں کیا، مسلمانوں ہی سے لڑتے رہے، یا اس جیسا کوئی دوسرا نواصب والا سوال کردے۔

تو کسی کے لئے ممکن ہی نہیں ہے کہ ان باتوں کا جواب دے سکے، البتہ اہل سنت کو یہ اعزاز مولائے کریم نے بخشا ہے کہ وہ ان نواصب کو جواب دے سکیں گے، کیوں کہ اہل سنت تمام سابقین الاولین سے محبت کرتے ہیں۔

(مجموع الفتاوی :468/ 4)

اللہ، کیا فراست بھرا تجزیہ کیا ہے، بعض اساتذہ فرمایا کرتے ہیں کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو پڑھنے والا کبھی گمراہ نہیں ہوسکتا، اور یہ بات ہم نے واقعتا آزمالی ہے، ابن تیمیہ ہر باطل کے سامنے ننگی تلوار تھے، ابن تیمیہ حق کا پرچم، ابن تیمیہ اہل سنت کی آواز اور ابن تیمیہ سلف کے فہم کے پہریدار تھے، شاید یہی وجہ ہے کہ تمام باطل گروہوں کے ہاں مبغوض آپ ہیں، اہل بدعت کو ابن تیمیہ ایک آنکھ نہیں بھائیں گے، کیوں کہ انہوں نے باطل کے استدلال کا قلع قمع کر دیا ہے۔اور ان کو دفاع پر مجبور کر دیا ہے۔

تیری قامت کی درازی کا گلہ ہے سب کو

ورنہ شہر میں لوگوں سے تیرا جھگڑا کیا ہ

امام رحمہ اللہ کے اکثر تجزیات کی طرح مذکورہ بالا تجزیہ بھی سو فیصد نشانے پر پڑا ہے، بخدا! ہم نے اپنی زندگی میں یہ بات آزما لی ہے کہ اہل بیت یا صحابہ سے محبت کا دعوی صرف اہل سنت کا سچا ہے، رافضی نہ اہل سنت سے محبت رکھتا ہے نا صحابہ سے، اسی طرح ناصبی نہ اہل سنت سے محبت رکھتا ہے، نہ صحابہ سے۔

(2) اہل بیت اور صحابہ، از کتب شیعہ

سیدنا علی رضی اللہ نے فرمایا:

میں تم کو صحابہ کرام کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ ان پر سب نہ کیا کیجئے گا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی بدعت ایجاد " "نہیں کی، اور نہ کسی بدعتی کو پناہ دی، ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی وصیت بھی خیر و بھلائی کی تھی۔

(بحار الانوار للمجلسی : 22/305)

امام جعفر صادق کہتے ہیں:

اصحاب رسول کی تعداد بارہ ہزار تھی، جن میں سے آٹھ ہزار مدنی، دوہزار مکی اور دو ہزار آزاد شدگان تھے، ان میں کوئی بھی قدری، " مرجی۔ حروری یا معتزلی نہیں تھا اور نہ کوئی صاحب رائے تھا، وہ تو دن رات اللہ کے حضور آہ و زاریاں کیا کرتے تھے۔

(الخصال لابن بابویہ قمی : ص، 639)

: بحار الانوار 22/305 ہی میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے

جس نے مجھ کو دیکھا اس کے لئے خوش خبری ہے، اور جس نے مجھ کو دیکھنے والا کو دیکھا اس کے لئے بھی خوش خبری ہے، اور جس نے مجھ کو دیکھا، پھر اس کو جس نے دیکھا اور پھر جس نے اس کو دیکھا، سبھوں کے لئے خوش خبری ہے۔

امام جعفر صادق سے کسی نے پوچھا کہ

کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ پر سچ بولا یا جھوٹ؟ تو انہوں نے کہا کہ صحابہ نے سچ بولا۔

امام موسی بن جعفر کا بیان:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے صحابہ کے لئے امان ہوں، جب میری روح قبض ہوجائے گی، تو وہ چیز میرے صحابہ کے قریب ہوجائے گی، جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے، میرے صحابہ میری امت کے لئے امان ہیں، جب وہ دنیا سے کوچ کرجائیں گے تو میری امت پر وہ چیز قریب ہوجائے گی، جس کا ان سے وعدہ ہے، یہ دین اس وقت تک تمام ادیان پر غالب رہے گا، جب تک تم میں ایسا شخص موجود رہے گا، جس نے مجھے دیکھا ہو گا۔

(بحار الانوار للمجلسی : 22/309)

ابن ابی طالب اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہما

نہج البلاغہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف ایک خطبہ منسوب ہے:

" فلاں نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا م ٹیڑھ کو سیدھا کیا، بیماریوں کا علاج فرمایا، سنت قائم کی اور فتنوں سے محفوظ رہے۔اور دنیا سے اس عالم میں گئے کہ ان کا دامن پاک تھا، اس میں عیب نہ ہونے کے برابر تھے۔انہوں نے دنیا کی خیر کو حاصل کیا اور شر آنے سے پہلے ہی دنیا سے چلے گئے، اور انہوں نے اللہ کی اطاعت کی اور تقوی کا یوں حق ادا کردیا، جیسا اس کا حق ہے۔

(نہج البلاغہ : ص 230)

شیعہ کتب کی ان روایات سے چندباتیں ثابت ہوئیں:

1-صحابہ میں سے کوئی بھی بدعتی نہیں تھا۔

2-فتح مکہ کے بعد والے بھی صحابہ ہیں

3-رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے والے کے لئے خوش خبری ہے۔

4-جب تک ایک صحابی بھی دنیا میں موجود دین غالب رہے گا۔

5-صرف صحابہ ہی نہیں، صحابہ کو دیکھنے والے بھی خوش نصیب لوگ ہیں۔

6-صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیان روایت میں سچے تھے اور یہی مراد الصحابۃ کلہ عدول سے ہے۔

اپنے ہی ،من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی

میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

(3) اہل بیت کے بارے میں اہل سنت کا مسلک

شیخ الإسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" **ويُحبُّون (يعني أهل السُّنَّة والجماعة) أهلَ بيت رسول الله ﷺ ويتوَلَّوْنَهم، ويحفظون فيهم وصيَّة رسول الله ﷺ حيث قال يوم غدير خُمّ: "أُذكِّرُكم الله في أهل بيتِي"**

اہل السنۃ اہل بیت رسول سے محبت کرتے ہیں، ان سے دوست داری کرتے ہیں، اور ان کے تئیں رسول کریم ﷺ کی وصیت کو یاد " " رکھتے ہیں، وصیت جو رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم کے روز کی تھی، " لوگو! میں آپ کو اپنے اہل بیت کے متعلق نصیحت کرتا ہوں۔

(عقیدہ واسطیہ:ص،118)

(4) امام ذہبي رحمہ اللہ اور اہلِ بیت کا تذکرہ

امام ذہبي رحمہ اللہ کی عظیم الشان کتاب "سیر أعلام النبلاء" میں سے اہلِ بیت کی بعض ہستیوں کا محبت سے سرشار مختصر تذکرہ ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا حمزۃ بن عبد المطلب [السیر : ١/ ١٧٢]

الإمام البطل الضرغام، أسد الله أبو عمارة وأبو يعلى القرشي الهاشمي المكي ثم المدني البدري الشهيد، عم رسول الله – ﷺ – وأخوه من الرضاعة

"امام بطل، بہادر، اللہ کے شیر، ابو عمارہ اور ابو یعلی، قرشی، ہاشمی، مکی، ثم مدنی، بدری، رسول اللہ ﷺ کے چچا سیدنا حمزہ بن عبد المطلب شہید رضی اللہ عنہ۔"

سیدنا جعفر بن ابی طالب [السیر : ١/ ٢٠٦]

السيد الشهيد الكبير الشأن، علم المجاهدين، أبو عبد الله ابن عم رسول الله – ﷺ

ابو عبد اللہ، مجاہدین کی نشانی، رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی، عظیم الشان شخصیت جناب سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔"

سیدہ فاطمۃ بنت النبي علیہ السلام [السیر : ٢/ ١١٨]

سيدة نساء العالمين في زمانها، البضعة النبوية، والجهة المصطفوية، أم أبيها، بنت سيد الخلق رسول الله – صلى الله عليه وسلم ... القرشية الهاشمية، وأم الحسنين،

وقد كان النبي ﷺ يحبها ويكرمها، ويُسر إليها، ومناقبها غزيرة، وكانت صابرة، ديّنة، خيّرة، صيّنة، قانعة، شاكرة لله

"رسول اللہ ﷺ کا جگر گوشہ، اپنے زمانے میں تمام خواتین کی سردار، ام الحسنین، دو جہانوں کے سردار کی بیٹی، سیدہ فاطمہ قرشیہ ہاشمیہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ ان سے محبت کرتے اور ان کی تکریم کیا کرتے تھے اور ان سے راز نیاز کی باتیں کرتے تھے۔ بے پایاں مناقب کی سزاوار، صابرہ، دین دار، مخیر، قانعہ اور اللہ کے ہاں شکر گزار خاتون۔"

سيدنا حسن بن علي [السير : ٣/٢٥٣،٢٤٥]

الإمام السيد، ريحانة رسول الله – ﷺ – وسبطه، وسيد شباب أهل الجنة، أبو مُحَّد القرشي الهاشمي المدني الشهيد،

وقد كان هذا الإمام سيدا، وسيما، جميلا، عاقلا، رزينا، جوادا، ممدحا، خيرا، دينا، ورعا، محتشما، كبير الشأن

الامام، سید رسول اللہ ﷺ کے نواسے، اور پھول، نوجوانان جنت کے سردار، ابو محمد حسن بن علی قرشی، ہاشمی مدنی، شہید رضی اللہ عنہ، یہ امام سردار تھے، خوب صورت بھی تھے، عاقل اور سخی، مخیر، دین دار ورع و تقوی کا نمونہ کبیر الشان۔"

سيدنا حسين بن علي [السير : ٣/٢٨٠]

الإمام الشريف الكامل، سبط رسول الله – ﷺ – وريحانته من الدنيا ومحبوبه، أبو عبد الله الحسين بن أمير المؤمنين أبي الحسن علي بن أبي طالب بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف القرشي الهاشمي

"کامل شرف وعزت والے امام، نواسیہ رسول ﷺ، محبوب رسول اور آپ کے پھول، ابو عبد اللہ حسین بن امیر المومنین ابو الحسن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی۔"

سيدنا عبد الله بن جعفر [السير : ٣/٤٥٦]

السيد العالم، أبو جعفر القرشي الهاشمي، الحبشي المولد، المدني الدار، الجواد بن الجواد ذي الجناحين، له » صحبة ورواية ... وكان كبير الشأن، كريما جوادا، يصلح للإمامة

"زمانے کے سردار، ابوجعفر قرشی ہاشمی، ان کی پیدائش حبشہ میں ہوئی اور مدینہ میں سکونت پزیر ہوئے، سخی ابن سخی، جعفر کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی ہے اور انہون نے آپ سے روایت حدیث بھی کی ہے، آپ کبیر الشان، معزز اور سخی انسان تھے، امامت کے بجاطور سزاوار ہوسکتے تھے۔"

(رضي الله عنهم أجمعين)

(5) ہم فقیروں کا مسلک سن لو؛

جو کسی صحابی سے پلہ جھاڑے، وہ رافضی، جو کسی اہل بیت سے بری ہو، وہ ناصبی اور جو صحابہ واہل بیت دونوں کا ساتھی وحامی ہو، وہ اہل حدیث۔

(6)شیطان کی چالوں سے خبر دار ہوں

سب سے پہلے تو ہفتہ مدح اہل بیت کے پہلے دن کو کامیابی سے تکمیل پہنچانے والے احباب کرام کے لئے بہت ساری محبتیں اور ڈھیروں دعائیں کہ آج سارا دن سوشل میڈیا پر امہات المومنین کی عظمت کے قصیدے سنائے جاتے رہے، اب باقی چھ دن بھی اسی طرح تندہی سے کام کیا جائے گا ان شاء اللہ

یاد رہے کہ ہفتہ مدح اہل بیت کسی کی ضد وغیرہ میں آکر نہیں رکھا گیا، بلکہ اس کا مقصد محض دلائل و فضائل کا جمع کرنا اور سوشل میڈیا پر متحرک بعض تشکیک زدہ نوجوانوں کے سامنے اہل سنت کے اصل مسلک کا بیان تھا۔

لیکن برائے افسوس کہنا پڑتا ہے کہ جیسے ہی یہ ہفتہ شروع ہوا ہے ایک دوسرا عنصر بھی متحرک نظر آنے لگا ہے، اس عنصر نے اپنے ذہن میں ہمارے متعلق کافی ساری غلط فہمیاں پال رکھی ہیں، اللہ ان کی غلط فہمی دور کرے، یہاں ہم اسی سلسلے میں چند گزارشات رکھنا چاہیں گے، تاکہ کوئی کسی قسم کی غلط فہمی میں نہ رہے:

ہمارے بعض دوستوں کے بعض کمنٹس کا سیاق و سباق بدل کر یہ باور کروایا جارہا ہے کہ ہم شاید سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دشمن ہیں، تو ان کے تیئں ہمارا عقیدہ سن لیجئے:

خال المومنین، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور آپ کی بشارت کے مطابق جنتی صحابی ہیں، جو جنت میں بادشاہوں کی طرح ہوں گے۔ان کے متعلق زبان درازی کرنے والا ہمارے نزدیک گمراہ رافضی یا نیم رافضی ہے۔

یزید کے متعلق ہم بالکل خاموشی اختیار کرتے ہیں، اس کو برا کہنے والا یا اس کو اچھا کہنے والا اپنے کہے کی بنا پر رافضی یا ناصبی نہیں بنتا۔

بعض معروف شخصیات جن کو ایک فریق ناصبی یا رافضی اور دوسرا فریق اہل سنت سمجھتا ہے، ان شخصیات کے دفاع یا عدم دفاع کی وجہ سے ہم کسی پر کوئی حکم نہیں لگاتے۔اس کی مثال میں ہم ایک مشہور شخصیت کو رکھنا چاہیں گے، پچھلے دنوں ان کا کافی سے زیادہ تذکرہ رہا، ان کے متعلق بعض علماء مثلا شیخ زبیر رحمہ اللہ وغیرہ نصب کا فتوی لگاتے ہیں، بعض علماء ان کو اہل سنت قرار دیتے ہیں اور بعض علماء ان کے متعلق خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

ہم طلباء اولا بعض اکابرین کی جرح دیکھ کر اور ان کی کتب دیکھ کر ان کے متعلق ایک موقف رکھتے تھے، پھر جب ہم کو بتایا گیا کہ انہوں نے اپنی باتوں سے رجوع کرلیا تھا تو ہم نے اس وقت تک خاموشی کا وعدہ کر لیا ہے، جب تک کہ ان کے رجوع یا عدم رجوع وغیرہ کا معاملہ کھل نہیں جاتا۔

اب اگر کوئی ان شخصیت کو اہل سنت قرار دیتا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے نزدیک یا تو رجوع ثابت ہے، یا اگر رجوع ثابت نہیں تو پھر وہ شاید ان کے نظریات سے واقف نہیں ہے یا اس کی کوئی دوسری وجہ ہوسکتی ہے، المختصر ہمارے نزدیک یہ حکم لگانے والے یا نہ لگانے والے کا اور اللہ کا معاملہ ہے۔ حکم لگانے والے کے ذاتی مسلک پر قدغن نہیں لگائی جاسکتی۔

موجودہ علماء میں بعض بڑوں کے باہمی اختلافات کے سلسلے میں ہمارا مسلک مکمل غیر جانبداری کا ہے، ان کے مسائل میں زبان کھولنا گویا چھوٹا منہ بڑی بات کی قبیل سے ہے۔لہذا ہم کسی ایک فریق کے ساتھ نہیں ہیں، ہم صرف اپنے ساتھ ہیں اور بس!

آخر میں ہفتہ مدح اہل بیت کے معزز شرکاء اور احباب سے گزارش کہ کسی دوست کے سکرین شارٹس وغیرہ اگر آپ کو انباکس کئے جائیں یا کوئی غلط فہمی پھیلائی جائے تو اس کو اگنور کردیجئے۔

ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کو کسی پوسٹ پر مینشن کر کے آپ کی پسندیدہ شخصیات کے نام کچھ گالیوں کا نذرانہ پیش کردیا گیا ہو اور آپ غصے میں آکر اس عنصر سے بھڑ جائیں، تو طالب جان! یاد رکھئے کہ یہ آپ کو کام سے روکنے کا ایک شیطانی حربہ ہے، اور فریق مخالف بھی شاید اس بات کو سمجھ نہیں پارہا ہے، لہذا اس کو معذور سمجھیں اور معاملے کو اللہ پر چھوڑ کر اپنے کام میں لگے رہیں، مولائے کریم آپ کی محنتوں کا ثمر عطا کرے گا۔

اہل بیت کی عظمت کا بیان محض مسلک اہل سنت ہی نہیں سنت رسول خدا بھی ہے، تو اس سنت کو زندہ کیجئے اور کرتے رہیئے، ہم آپ کے نوکر ہم آپ کے خادم۔

الداعیان الی الخیر

محمد شاہ رخ خان، محسن ممتاز، نوید عامر، محمد حماد اثری،فیضان فیصل،عمارسعیدی

(7) اهلِ بیت ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی نظر میں

حافظ محمد طاہر بن محمد

أمیر المؤمنین خلیفہ أول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صلي الله عليه وَسَلَّمَ فِي اهل بيتهِ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اہل بیت سے محبت میں تلاش کرو۔

[صحيح البخاري : 3751]

عقبہ بن حارث بیان کرتے ہیں میں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھایا ہوا تھا اور فرمارہے تھے

بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ، لَيْسَ شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ

"یہ یعنی حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں ، علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں۔"

یہ بات سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسکرنے لگے۔

[صحيح البخاري : 3750]

امیر المومنین خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کا

امیر المومنین خلیفہ رابع الفاروق بین أهل السنة والنواصب الظاهرة والباطنة سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر رشک

سیدنا ابن عمر رضی اللہ بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَقَدْ أُوتِيَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ثَلَاثَ خِصَالٍ لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ: زَوَّجَهُ ابْنَتَهُ فَوَلَدَتْ لَهُ وَسَدَّ الْأَبْوَابَ إِلَّا بَابَهُ وَأَعْطَاهُ الْحَرْبَةَ يَوْمَ خَيْبَرَ -

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین ایسے مقام دیئے گئے اگر مجھے ان میں سے ایک مقام بھی مل جاتا تو مجھے سرخ اونٹ سے زیادہ پسند ہوتا :

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنی بیٹی کی شادی کی اور ان کی اولاد انہیں سے پیدا ہوئی۔

۲۔مسجد میں ان کے دروازے کے علاوہ سب دروازے بند کروا دیئے۔

۳۔خیبر کے دن انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔

[مصنف ابن ابی شیبہ : 6/369 ح : 32099 وسندہ حسن]

ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بہت زیادہ مال غنیمت آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین (ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم) کا حصہ بارہ بارہ ہزار مقرر فرمایا۔

[مصنف ابن ابی شیبہ :6/452 ح : 32864 ، السنن الکبری للبیہقی : 6/569 وسندہ، حسنٌ]

امیر المومنین خلیفہ ثالث سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

أما أول الْقِصَّة فَلَا أذكرها فَمَا صليت الظّهْر حَتَّى دخلا أَحدهمَا آخذ بيد صَاحبه كَأَنَّهُمَا أَخَوان لأم وَأب يَعْنِي عُثْمَان وعليًا -

ابتدائے قصہ تو مجھے یاد نہیں البتہ (یہ ضرور یاد ہے کہ) میرے ادائیگی ظہر سے قبل عثمان و علی رضی اللہ عنہما ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے مسجد میں یوں داخل ہوئے گویا ایک ہی ماں باپ سے سگے بھائی ہیں۔

(العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد : 2/214 رقم : 2054, السنۃ للخلال : 716 سندہ صحیح)

امیر المومنین الفاروق بین اَھل السنۃ والروافض الظاھرۃ والباطنۃ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

عبد الرحمن بن ابی عوف بیان کرتے ہیں کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " يَمُصُّ لِسَانَهُ – أَوْ قَالَ: شَفَتَهُ، يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ – " وَإِنَّهُ لَنْ يُعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی زبان یا ہونٹ چوستے دیکھا اور اس زبان اور ہونٹوں کو کبھی " "بھی عذاب نہیں ہوسکتا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوسا ہو۔

[مسند احمد : 4/93،ح : 16847، و سندہ صحیحٌ]

امیر المومنین فی الفقہ والحدیث الفاروق بین اَھل السنۃ و اَھل الرأي قدیما وحدیثا سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ

سعید بن ابی سعید المقبری بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَسَلَّمَ فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ، وَلَمْ يَعْلَمْ أَبُو هُرَيْرَةَ، فَمَضَى فَقُلْنَا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَذَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ سَلَّمَ عَلَيْنَا، قَالَ: فَتَبِعَهُ فَلَحِقَهُ قَالَ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا سَيِّدِي، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ «صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّهُ سَيِّدٌ

ہم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ جب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے انہوں نے سلام کہا توہم نے جواب " دیا لیکن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ ہو سکا ، جب وہ چلے گئے تو ہم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ یہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے تھے اور آپ کو سلام کہا تھا ، راوی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے گئے یہاں تک کہ انہیں جا لیا اور فرمایا : اے میرے آقا ! وعلیک السلام۔

پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا

"یہ (یعنی سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ)سردار ہیں۔

[مسند ابی یعلی الموصلی : 6561، السنن الکبری للنسائی : 10008 صحیح الحاکم (3/185)و وافقہ الذھبی وسندہ حسن]

(8) اہل بیت کون ہیں

عبدالوہاب سلیم، مدینہ منورہ

رسول اللہ ﷺ کی تمام بیویاں، آپ کی بیٹیاں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ, سیدۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا, سیدا حسنین کریمین رضی اللہ عنھما, بنو ہاشم اور بنو مطلب (جس میں آل علی ، وآل عباس ، وآل جعفر ، وآل عقیل ، وآل الحارث بن عبد المطلب شامل ہیں) میں سے جو اسلام لے آئے وہ اہل بیت میں سے ہیں۔

ان سب کا اہل بیت میں شامل ہونے پہ قرآن و سنت کی صحیح نصوص موجود ہیں

امہات المؤمنین اہل بیت میں سے ہیں

اللہ عزوجل نے سورۃ الاحزاب میں امہات المؤمنین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے :

"إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ"

"اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے اس(نبی کے) گھر والو تم سے ناپاکی دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح سے پاک کر دے۔"

اہل السنّۃ والجماعۃ کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ ان آیات میں مخاطب امہات المؤمنین یعنی نبی کریم ﷺ کی بیویاں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انکے لئے اہل بیت کا لفظ استعمال کیا ہے۔اس بات کی ایک اور دلیل قرآن مجید کی ہی ایک مزید آیت ہے کہ جب اللہ کے فرشتے خلیل اللہ "جناب ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سیدہ سارہ علیہا السلام کو مخاطب کرتے ہیں تو کہتے ہیں: "رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت

"اللہ کی رحمت اور برکت ہو آپ پہ اے اس نبی کے گھر والو"

سیدنا علی، سیدنا حسن، سیدنا حسین سیدہ فاطمہ اہل بیت میں سے ہیں

اس لئے اہل بیت میں نبی کریم ﷺ کی بیویاں تو بلاشبہ شامل ہیں انکے علاوہ کون کون شامل ہے، سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کو نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کے جسم مبارک پر اونٹ کے کجاوں جیسی دھاریوں والی ایک اونی چادر تھی تو حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) تشریف لائے، آپ نے انھیں چادر میں داخل کرلیا۔پھر حسین (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے، وہ چادر کے اندر داخل

ہوگئے۔ پھر فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تشریف لائیں تو انھیں آپ نے چادر کے اندر داخل کرلیا، پھر (علی رضی اللہ عنہ) تشریف لائے تو انھیں (بھی) آپ نے چادر کے اندر داخل کرلیا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

اے اہلِ بیت اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دور کردے اور تمہیں خوب پاک صاف کردے۔ الاحزاب 33

اس روایت کو امام مسلم نے روایت کیا ہے حدیث نمبر 2424 ہے۔

سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ جب یہ (مباہلے والی) آیت نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ اور (مباہلے کے لئے) اپنے بیٹے بلاؤ۔

(آلِ عمران: 14)

نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے علی ، فاطمہ ، حسن اور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کو بلایا اور فرمایا: (اَللّٰهُمَّ هؤلاء أهلي))اے اللہ .! یہ میرے اہل (بیت) ہیں

(. صحیح مسلم :2404)

بنو مطلب اور بنو ہاشم اہل بیت میں سے ہیں:

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول آپ نے بنو مطلب کو (اہل بیت میں شامل ہونے کا اعزاز) عطا کر دیا ہے اور ہمیں اس سے محروم کر دیا ہے جبکہ ہم اور وہ یعنی کے بنو عبدالمطلب آپ کے لئے ایک سا ہی مقام و مرتبہ رکھتے ہیں تو رسول ﷺ فرمانے لگے: "بنو مطلب اور بنو ہاشم ایک ہی قدر و منزلت رکھتے ہیں"

(صحيح البخاري : 2907)

سیدنا عثمان اور سیدنا جبیر کا سلسلہ نسب پانچویں پشت یعنی کہ عبد مناف پہ نبی کریم ﷺ سے جا ملتا تھا اور اسی بابت وہ آپ ﷺ سے مطالبہ کرنے آئے تھے لیکن آپ نے معاملے کی وضاحت کر دی۔

آل علی، آل جعفر، آل عقیل، آل عباس اور آل حارثین بن عبدالمطلب اہل بیت میں سے ہیں۔

جناب زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ ﷺ نے تین بار فرمایا میں تمھیں اہل بیت کے بارے نیکی کی وصیت کرتا ہوں، جناب حصین جناب زید سے پوچھنے لگے کہ اے زید مجھے بتایئے اہل بیت سے کون مراد ہے؟ کیا آپ ﷺ کی بیویاں اہل بیت میں سے نہیں ہیں؟ جناب زید فرمانے لگے:

آپ ﷺ کی بیویاں اہل بیت میں سے ہیں لیکن اہل بیت وہ ہیں جن پہ ہمیشہ کے لئے صدقہ حرام کر دی گیا ہے" جناب حصین کہنے لگے " صدیقہ کن پہ حرام کر دیا گیا ہے تو زید بن ارقم نے فرمایا: وہ سیدنا علی، سیدنا عقیل، سیدنا جعفر اور سیدنا عباس رضی اللہ عنھم اور انکی آل اولاد ہے۔

(مسند الامام احمد:18464)

(9) "محدثین اہل بیت کی خدمت کو سرمایہ آخرت و اعزاز جانتے ہیں اور صحابہ کرام کو اپنا سرتاج مانتے ہیں۔ہر ایک بزرگان کا مرتبہ ملحوظ رکھنا چاہیے، افراط تفریط بہت بری بات ہے"

شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(10) اہل بیت کی تعلیمات سے انحراف اور اہل بیت و صحابہ کی تکفیر

رسول اللہ ﷺ کی آل اور آپ کے اصحاب کے درمیان باہم رشتہ داریاں، محبتیں، تعلق داریاں ، اخوتیں اور جنبہ داریاں کسی کور چشم سے پوشیدہ ہوں تو ہوں، اہل فکر و نظر سے چھپی ہوئی نہیں ہیں۔

کبھی علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی شادی خطاب کے بیٹے سے ہوتی ہے، تو کبھی حسن و حسین و دیگر اہل بیت کے بچوں کے ناموں میں وعمر صدیق و عائشہ کے اسمائے گرامی دیکھنے کو ملتے ہیں۔

گویا یہ محبتیں لازوال اور بے مثال ہیں، جن کا عشر عشیر بھی دیگر لوگوں میں نہیں ملتا، لیکن اس کائنات کا ایک بدبخت گروہ ان مقدس ہستیوں کو باہم دشمن باور کروانے سے کسی دور میں باز نہیں آیا، وہ ان پر جھوٹ باندھتے سمے کچھ خوف خدا نہیں کرتا۔

وہ لوگ اس عقیدے کی تبلیغ میں لگے رہتے ہیں کہ اہم اہل بیت سے محبت کرنے والے لوگ ہیں، ہم تو بس اہل بیت کے دشمن سے عداوت رکھتے ہیں، اور اسی نعرے پر انہوں نے تمام صحابہ کو کافر قرار دے رکھا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا انکار کر کے تمام صحابہ مرتد ہوگئے تھے، یہاں ایک منٹ کے لئے رک جئے ! جب موجودہ دور میں آپ کسی شیعہ سے کہتے ہو کہ تمہارے نزدیک صحیح روایات میں تمام صحابہ کو کافر لکھا ہوا ہے؟ تو وہ فورا آپ کی بات کو جھٹلا دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ ہماری روایات میں ارتداد سے مراد اسلام سے پھرنا نہیں ہے، بلکہ امام سے پھرنا ہے۔

تب ایک عامی آدمی پریشان ہوجاتا ہے، اور بعض دفعہ اپنے محققین اور ائمہ سے بد ظن ہوجاتا ہے کہ دیکھئے ہمارے ائمہ اور محققین ، شیعہ سے وضاحت مانگے بغیر ان کی طرف ایک عقیدہ منسوب کئے جاتے ہیں، یہ ایک غیر تحقیقی رویہ ہے۔

ہمارے ساتھ بھی ابتداء ایسا ہی ہوا اور ہم حیران رہ گئے کہ آخر ہمارے ائمہ نے شیعہ کی طرف ایسی بات منسوب کرتے وقت ان سے وضاحت کیوں نہ مانگ لی؟ کہ کسی کی طرف کوئی عقیدہ منسوب کرتے ہوئے اس کی اپنی وضاحت ہی اصل قرار پاتی ہے۔

لیکن جب شیعہ کی کتابوں کو مزید دیکھا اور مطالعے کے پنچھی کو کتابی فضاؤں میں گھومنے بھیجاتو حیرانی کا رخ اہل سنت سے ہٹ کر دوسری جانب جا پڑا، کیوں کہ شیعہ جب کہتے ہیں کہ فلاں نے امام سے انحراف کیا، یا امام کی امامت کو نہیں مانا تومراد ان کی یہی ہوتی ہے کہ وہ کافر ہوگیا، مخلد فی النار ہوگیا اور جب مرے گا تو جاہلیت کی موت مرے گا۔

صحیح اصول کافی للباقر بہبودی کی حدیث 128 کو دیکھئے تو صاف لکھا ہے کہ جو امام کو پہچانے بغیر مر گیا، وہ نفاق یا کفر کی موت مرا، اسی طرح 129 نمبر حدیث کے مطابق وہ کفر و نفاق کی موت مرے گا۔ان دونوں روایات کی سند شیعہ کے ہاں صحیح ہے۔

تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک تمام صحابہ مرتد تھے، نعوذ باللہ

اور مرتد سے مراد اسلام کو چھوڑ دینا اور کفر و نفاق کی موت مرنا ہے۔ یہاں میں احباب کی نظر میں ایک دوسرا زاویہ فکر لانا چاہوں گا، وہ یہ کہ بسا اوقات روایات کا سامنے نظر آنے والا معنی ان روایات کے ماننے والوں کے ہاں معتبر نہیں ہوتا، بلکہ ان کے ہاں اس معنی میں کوئی تخصیص یا کوئی تاویل وغیرہ ہوتی ہے، ایسی صورت میں بھی ایک محقق کو چاہیئے کہ انہیں کے بیان کردہ معنی کو تسلیم کرے، تو اس سلسلے ہم شیعہ علماء و ائمہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، ذیل میں شیعہ کے بعض محدثین و ائمہ کے خیالات سامنے لائے گئے ہیں، ان کو پڑھ کر خود فیصلہ کیجئے کہ صحابہ کے متعلق ان لوگوں کا عقیدہ کیا ہے؟

: شیعہ کی چار کتابوں میں سے ایک کے مصنف محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي الملقب بالصدوق کا بیان یہ ہے

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد والے ائمہ کے منکر کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ ویسا ہی ہے، جیسے کوئی تمام " انبیاء کی نبوت کا انکار کردیتا ہے۔اور جو شخص باقی تمام ائمہ کو تو مانتا ہے، مگر کسی ایک امام کا انکار کردیتا ہے، اس کا حکم ایسے شخص کی طرح ہے، جو تمام انبیاء کو تو مانتاہے، محمد رسول اللہ ﷺ کو مگر نہیں مانتا۔

الاعتقادات : ص 103

اسی طرح شیخ مفید نے لکھا:

اتفقت الامامية على أن من أنكر إمامة احد من الأئمة وجحد ما اوجبه الله تعالى له من فرض الطاعة فهو كافر ضال مستحق للخلود في النار"

"امامیہ کا اس عقیدے پر اتفاق ہے کہ جو کسی ایک امام کی امامت کا انکار کرتا ہے، اور اللہ کے فرض کی اطاعت سے منکر ہوتا ہے، وہ کافر ہے، گمراہ ہے اور ہمیشہ تک کے لئے جہنم کا مستحق ہے"۔

(المسائل نقلا عن بحار الانوار، ج23 ،ص391)

شیخ طوسی لکھتا ہے:

أن المخالف لاهل الحق كافر فيجب ان يكون حكمه حكم الكافر إلا ماخرج بالدليل -

اہل حق کا مخالف کافر ہے، تو ضروری ہے کہ اس کو بھی کفار کے حکم میں رکھا جائے، الا یہ کہ کوئی دلیل کے ساتھ اس حکم سے خارج " ہو جائے۔"

(تھذیب الاحکام : ج1، 335)

جمال الدین حسن بن یوسف بن مطہر حلی اپنا عقیدہ یوں بیان کرتا ہے:

الإمامة لطف عام والنبوة لطف خاص لإمكان خلو الزمان من نبي حي، بخلاف الإمام لما سيأتي. وإنكار " اللطف العام شر من إنكار اللطف الخاص، وإلى هذا أشار الصادق عليه السلام بقوله عن منكر الإمامة أصلاً ورأسًا وهو شرهم

امامت لطف عام ہے اور نبوت لطف خاص ہے، کیوں کہ زمانہ کسی زندہ نبی سے خالی تو ہوسکتا ہے، زندہ امام سے خالی مگر نہیں ہوسکتا۔ " "لطف عام کا انکار لطف خاص کے انکار سے زیادہ برا ہے، امام صادق نے منکر امامت کو زیادہ برا کہہ کر اس طرف اشارہ کیا ہے۔

(کتاب الألفين في إمامة أمير المؤمنين علي بن أبي طالب ص13 ط)

اسی طرح یوسف بحرانی جس کو الشیخ المحدث کا لقب ملاہے، کہتا ہے:

وليت شعري أي فرق بين من كفر بالله سبحانه وتعالى ورسوله، وبين من كفر بالأئمة عليهم السلام مع ثبوت كون الإمامة من أصول الدين

مجھے نہیں معلوم کہ آخر اللہ و رسول کے منکر اور ائمہ کے منکر میں آخر فرق کیا ہے، حالاں کہ ائمہ کا اصول دین میں سے ہونا ثابت "ہوچکا۔

الحدائق الناضرة في أحكام العترة الطاهرة (18/ 153) دار الأضواء

یہی عقیدہ باقر مجلسی نے لکھا ہے:

اعلم أن إطلاق لفظ الشرك والكفر على من لم يعتقد إمامة أمير المؤمنين والأئمة من ولده عليهم السلام " وفضَّل عليهم غيرهم يدل أنهم مخلدون في النار

جان لیجئے کہ کفر اور شرک کے لفظ کا اطلاق ان پر ہوگا جو امیر المومنین اور ان کی آل کے ائمہ کے منکر ہوں، یا ان پر ان کے غیر کو " "فضیلت دے دیں، ان کے یہ افعال ان کے مخلد فی النار ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

6-بحار الأنوار : 390/23

محمد حسین نجفی بھی اسی نتیجے پر پہنچے ہیں:

والمخالف لأهل الحق كافر بلا خلاف بيننا.. كالمحكي عن الفاضل محمد صالح في شرح أصول (الكافي) بل والشريف القاضي نور الله في إحقاق الحق من الحكم بكفر منكري الولاية لأنها أصل من أصول الدين

اہل حق کا مخالف بلا اختلاف کافر ہے،یہ بات اصول کافی کی شرح میں فاضل محمد صالح سے بھی بیان کی گئی ہے، بلکہ شریف قاضی نور اللہ " "نے احقاق الحق من الحکم بکفر منکری الولایہ میں بھی کہی ہے، اور ان کا کہنا بجا ہے، کیوں کہ امامت دین کا ایک اصول ہے۔

(جواہر الکلام 6/62)

محسن طباطبائی نے لکھا:

كفر من خالفهم بلا خلاف بينهم

"ائمہ کا مخالف کافر ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ "

(مستمسک العروۃ الوثقی 1/ 392)

عبد اللہ مامقانی ملقب بالعلامہ ثانی کہتے ہیں:

وغاية ما يستفاد من الأخبار جريان حكم الكافر والمشرك في الآخرة على من لم يكن اثني عشريا

روایات سے جو عقیدہ مستنبط ہوتا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اثناء عشریہ میں سے نہیں ہے، اس پر کافر یا مشرک کا حکم لگایا " "جائے گا۔

(تنقیح المقال 1/208باب الفوائد – ط النجف 1952)

ابوالقاسم خوئی کہتا ہے:

بل لا شبهة في كفرهم – أي المخالفين – لأن إنكار الولاية والأئمة حتى الواحد منهم والاعتقاد بخلافة غيرهم وبالعقائد الخرافية كالجبر ونحوه يوجب الكفر والزندقة وتدل عليه الأخبار المتواترة الظاهرة في كفر منكر الولاية.. أنه لا أخوة ولا عصمة بيننا وبين المخالفين

"مخالفین کے کفر میں کوئی شبہ ہی نہیں ہے، کیوں کہ ولایت کا اور ائمہ کا انکار حتی کہ کسی ایک امام کا بھی انکار اور ان کے سوا کسی دوسرے کی خلافت کا اعتقاد رکھنا اور جبر وغیرہ جیسے خرافی عقائد کا حامل ہونا کفر اور زندیقیت ہے۔ولایت کے منکرین کے کفر پر متواتر اخبار دلالت کرتی ہیں، ہمارے اور مخالفین کے درمیان کوئی بھائی چارگی اور عصمت ہےہی نہیں"۔

(مصباح الفقاهة) في المعاملات 2/11

محمد حسن النجفي کہتا ہے:

"ومعلوم أن الله تعالى عقد الأخوة بين المؤمنين بقوله تعالى: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ [الحجرات: 10]، دون غيرهم، وكيف يُتَصَوَّر الأخوة بين المؤمن وبين المخالف بعد تواتر الروايات وتضافر الآيات في وجوب معاداتهم والبراءة منهم"

"یہ بات معلوم ہے کہ اللہ نے مومن کو مومن کا بھائی قرار دیا ہے، دوسروں کو نہیں ، تو ایسی صورت میں ایک مخالف کے ساتھ اخوت کیسے قائم کی جاسکتی ہے، جب کہ متواتر روایات اور بہتی آیات ان سے براءت اور ان سے دشمنی کو واجب بتلاتی ہیں"۔

(جواهر الكلام في شرائع الإسلام 22/ 62)

سیدعبد اللہ شبر ، اس کو سید اعظم کہا جاتا ہے ، لکھتا ہے:

وأما سائر المخالفين ممن لم ينصب ولم يعاند ولم يتعصب فالذي عليه جملة من الأئمة كالسيد المرتضى أنهم كفار في الدنيا والآخرة, والذي عليه الأكثر والأشهر أنهم كفار مخلدون في النار في الآخرة

"ہمارے تمام مخالفین کے تیئں ہمارے بہت سے ائمہ مثلا سید مرتضی وغیرہ کا فتوی ان کے کفر کا ہے، اور اکثری و مشہور فتوی یہ ہے کہ ایسے لوگ کافر ہیں اور آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم رہیں گے"۔

حق اليقين في معرفة أصول الدين188/2

معلوم ہوا کہ شیعہ لوگ صحابہ کرام کو کافر ہی سمجھتے ہیں نعوذ باللہ، لیکن اب لوگوں کے سامنے بتانے سے تقیہ مانع ہو گیا ہے۔اللہ ہم کو حق سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور سادہ دل اہل سنت جو ان لوگوں سے اتحاد اتحاد کی رٹ لگائے رکھتے ہیں، ان کو فہم عطا کرے۔

نوٹ : شیعہ کے اس اصول کی مار صرف صحابہ پر ہی نہیں پڑی، بلکہ اس اصول کی رو سے اہل بیت بھی کافر قرار پاتے ہیں۔مزید تفصیل کے لئے ہماری یہ پوسٹ ملاحظہ کریں:

https://www.facebook.com/molana.hammad/posts/2049632655361792

نوٹ 2 : شیعہ علماء کے بعض حوالے ایک شیعہ عالم محمد حسین ترحینی کی ایک پوسٹ کی وساطت سے حاصل ہوئے۔

(11) اہلِ بیت کے حوالے ایک مسئلے کی وضاحت

اہلِ بیت کو سلام کے ساتھ خاص کرنا (مثلا حسین علیہ السلام) درست نہیں ہے. اگرچہ معنا یہ صحیح ہے. مگر چونکہ اہلِ بدعت کا شعار ہے .لہذا اس سے بچنا ضروری ہے۔

اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خاص کر کے "کرم اللہ وجہہ" کہنا بھی درست نہیں. اگرچہ یہ بھی معنا درست ہے مگر پھر اصحاب ثلاثۃ زیادہ مستحق ہیں کہ ان کیلیے استعمال کیا جائے۔

بعض ائمہ (مثلا امام بخاری رحمہ اللہ) نے اہلِ بیت کے نام کے ساتھ علیہ السلام لکھا ہے مگر سدا للذریعہ کے طور پر فی زمانہ اس سے اجتناب لازم ہے. یہ بھی یاد رہے کہ ائمہ سے دیگر شخصیات کیلیے بھی سلام کا صیغہ ملتا ہے۔

اسی طرح اہلِ بیت کو امامت کے ساتھ خاص کرنا (مثلا امام حسین رضی اللہ عنہ) بھی درست نہیں کہ یہ براہِ راست ایک گمراہ اور کفریہ نظریے سے مشابہت ہے۔

اہل بدعت کے شعار اور نظریات سے بچنا اس قدر ضروری ہے کہ بعض اہلِ علم نے "صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم" کو بھی "علی" کے بغیر یعنی "صلی اللہ علیہ وآلہ سلم" کہنا ناپسند کیا ہے کیونکہ اس سے نظریہ امامت کی تائید کا فقط شائبہ ہے۔

اہم بات یہ ہے کہ یہ سب سدا للذریعہ کے طور پر منع ہے. لہذا اگر کوئی شخص بسا اوقات استعال کر لیتا ہے تو جواز ہے. مگر اس کیلیے بہتر ہے کہ پھر وہ دیگر اصحاب کیلیے بھی امام اور علیہ السلام وغیرہ کا استعمال کرے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے جلاء الافہام میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے. اسی طرح امام ابنِ کثیر, امام نووی, شیخ ابن باز, شیخ ابن عثیمین رحمہم اللہ, شیخ ربیع المدخلی, شیخ مشہور بن حسن آل سلمان حفظہما اللہ اور دیگر اہلِ علم کا بھی اس مسئلے پر کلام اور فتاوی موجود ہیں جن کا ملخص میں نے اوپر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

(12) چار مومن بہنیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

چار اخیافی (ماں کی طرف سے) بہنیں مومنہ ہیں:

۱-میمونۃ بنت الحارث

۲-ام الفضل بنت الحارث

۳- سلمی بنت عمیس

٤ - أسماء بنت عمیس

الأخوات الأربع میمونۃ، وأم الفضل، وسلمی، وأسماء بنت عمیس، أختهن لأمهن مؤمنات- صحیح الجامع : 2763

یہ چاروں بہنیں اور عظیم صحابیات اہل بیت کے گھروں میں بیاہی گئیں

۱ -سیدہ میمونۃ ام المؤمنین

۲ -سیدہ ام الفضل زوجہ سیدنا عباس بن عبد المطلب

۳ -سیدہ سلمی زوجہ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب

٤ -سیدہ اسماء زوجہ سیدنا جعفر بن ابی طالب

(رضوان اللہ علیہم أجمعین)

(13) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بیت

ابو بکر و عمر کی بیٹیاں

عثمان و علی کی بیویاں

امیر معاویہ کی ہمشیرہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بیت!

(رضوان اللہ علیہم أجمعین)

(14) دیوان کی ترتیب

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"أنَّ عمر بنَ الخطاب ﷺ لَمَّا وضع ديوان العَطاءِ كتب الناسَ على قَدْرِ أنسابِهِم، فبدأ بأقربِهِم فأقربهم نسباً إلى رسول الله ﷺ، فلمَّا انقضت العربُ ذكر العَجَم، هكذا كان الديوان على عهد الخلفاء الراشدين، وسائر الخلفاء من بَنِي أُميَّة ووَلَدِ العباس إلى أن تغيَّر الأمرُ بعد ذلك"

"عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب عطایا کا رجسٹر تیار کیا تو لوگوں کے انساب کے بقدر ان کے لئے حصہ مقرر کیا، ابتداء رسول اللہ ﷺ کی نسبی قرابت داری سے کی، پھر عربوں کے بعد اعاجم کے نام لکھے، یہ دیوان خلفائے راشدین، بنو امیہ اور بنو عباس میں یوں ہی رہا، پھر اس کے بعد امت نے اس دیوان میں تبدیلی کر دی "۔

(اقتضاء الصراط المستقیم مخالفۃ أصحاب الجحیم :1/446)

(15) جہاں اہل بیت کے فضائل میں کوتاہی کی جائے

ابوہشام قاضی

امام اوزاعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس کو مستحب سمجھا جاتا کہ اہل بیت کی فضیلت میں احادیث بیان کی جائیں تاکہ شام والوں کا رد کیا جائے جنہوں نے اس میں کمی کی ہے۔

(جامع بیان العلم و فضلہ لابن عبدالبر رحمہ اللہ)

(16) اھل البیت سے بغض اور اس کا انجام

سیدنا عبداللہ بن عباس رضي اللہ عنھما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلَّى، وَصَامَ ثُمَّ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِأَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ دَخَلَ النَّارَ

"کوئی شخص چاہے حجر اسود اور مقام إبراھیم کے درمیان نمازیں پڑھتا رہے اور روزے رکھتا رہے، لیکن مرتے وقت دل میں اہلِ بیت سے بغض ہوا تو جہنم میں جائے گا"

(المستدرک للحاکم : 3/161 ح : 4212، المعجم الکبیر للطبراني : 11/175، أخبار مکۃ للفاکھي : 1038 و سندہ حسن، صححہ الحاکم علی شرط مسلم و وافقہ الذھبي)

سلام اللہ علیھم أجمعین

(17) إن كَان رفضا حُبّ آلِ محمدٍ فلْيَشْهَد الثَّقَلان أني رافضي

اگر آلِ محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے محبت رافضیت ہے، تو گواہ رہو میں رافضی ہوں

(الشافعی)

(18) جہاں اہل بیت کے فضائل میں کوتاہی کی جائے وہاں فضائل اہل بیت کی احادیث بیان کرنے کو سلف مستحب سمجھتے تھے

كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَتَحَدَّثُوا بِأَحَادِيثَ فَضَائِلَ أَهْلِ الْبَيْتِ لِيَرُدُّوا أَهْلَ الشَّامِ عَمَّا كَانُوا يَأْخُذُونَ فِيهِ

امام اوزاعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس کو مستحب سمجھا جاتا کہ اہل بیت کی فضیلت میں احادیث بیان کی جائیں تاکہ شام والوں کا رد کیا جائے جنہوں نے اس میں کمی کی ہے۔

(جامع بیان العلم و فضلہ لابن عبدالبر، رقم: 2198)

نیز شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أن أهل العلم بالحديث كانوا يحرصون على جمع فضائل علي بن أبي طالب ﷺ

کہ حدیث کا علم رکھنے والے علماء سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل جمع کرنے پر حریص ہوتے تھے۔

منہاج السنۃ النبویۃ - 5/ 511

(19) دو مشہور واقعات

جہاں پر اہل بیت رسول ﷺ کی عظمت و فضیلت بیان کیا جانا ضروری ہے وہیں یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ اس میں غلو سے کام نہ لیا جائے اور خصوصاً جو واقعات غیر ثابت شدہ ہیں لیکن انتہائی مشہور بھی انکی اصلیت بھی سامنے لائی جائے۔

اسی غرض سے ہفتہ مدح اہل بیت میں ہم دو مشہور واقعات کی حقیقت بیان کرنے جا رہے ہیں۔یاد رہے اس سے اہل بیت رضوان کی توقیر میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہوگا، کیونکہ اتنی مقدس ہستیوں کو کسی غیر اصل یا خلاف واقعہ قصے کہانیوں کے سہارے کی ضرورت نہیں۔جن پاک ہستیوں کو اللہ نے اعلیٰ مقام دے دیا ہے، وہ بھلا انسانوں کی دروغ گوئیوں کے محتاج ہوں گے۔۔۔

1-پہلا قصہ یہ کہ ایک بار سیدنا حسین رضی اللہ عنہما نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو "میرے غلام" کہہ کر مخاطب کیا، جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ حسین رضی اللہ عنہ سے لکھوا کر لاؤ کہ یہ سند آخرت میں ہماری بخشش کا باعث بن سکتی ہے۔

تحقیق: یہ قصہ کسی بھی معتبر کتاب میں درج نہیں اور نہ ہی اسکی سند مل سکی ہے۔

2-دوسرا حضرت شہر بانو کا قصہ جو غلط طور پر مشہور ہو گیا ہے۔اس کا ذکر کرنا ضروری ہے۔عام طور پر مشہور ہے۔جب فارس فتح ہوا۔تو یزدجرد کی بیٹیاں گرفتار ہو کر مدینہ آئیں۔حضرت عمرؓ نے لونڈیوں کی طرح بازار میں بیچنے کا حکم دیا۔لیکن حضرت علیؓ نے منع کیا کہ شاہی خاندان کے ساتھ ایسا سلوک جائز نہیں۔ان لڑکیوں کی قیمت کا اندازہ کر لیا جائے۔پھر یہ لڑکیاں کسی کے اہتمام اور سپردگی میں دیدی جائیں۔اور اُن کی قیمت اعلیٰ سے اعلیٰ شرح پر لی جائے۔چنانچہ حضرت علیؓ نے خود اُن کو اپنے اہتمام میں لیا۔ایک امام حسینؓ کو، ایک محمدؓ بن ابی بکر کو اور ایک عبداللہ بن عمرؓ کو عنایت کی۔اس غلط قصہ کی حقیقت یہ ہے کہ زمحشری نے جس کو فن تاریخ سے کچھ بھی واسطہ نہیں ربیع الابرار میں لکھا ہے۔ابن طولون نے امام زین العابدین کے حالات میں یہ روایت اس کے حوالہ سے نقل کر دی۔لیکن یہ محض غلط ہے۔

تحقیق: اولاً تو زمخشری کے سوا طبری ، ابن الاثیر ، یعقوبی، بلا ذری اور ابن قتیبہ وغیرہ نے تاریخی قرائن بالکل اس کے خلاف ہیں۔حضرت عمرؓ کے عہد میں یزد جرد اور خاندان شاہ پر مسلمانوں کو مطلق تسلط حاصل نہیں ہوا۔نیز مجھے یہ بھی شبہ ہے کہ زمخشری کو یہ معلوم تھا یا نہیں کہ یزد جرد کا قتل کس کے عہد میں ہوا ہے۔اس کے علاوہ جس وقت کا یہ واقعہ ہے حضرت حسینؓ کی عمر دس برس تھی۔کیونکہ جناب ممدوح ہجرت کے پانچویں سال پیدا ہوئے اور فارس ۱۷ھ میں فتح ہوا۔اس سے یہ امر مستبعد ہے کہ حضرت علیؓ نے نا بالغی میں اُن پر ایسی عنایت کیوں کی۔" (الفاروق صفحہ ۲۸)

ویسے تو علامہ شبلی کا یہ بیان اس قصہ کے غلط ہونے کے لئے کافی معلوم ہوتا ہے لیکن قارئین کی تھوڑی دلچسپی کے لئے اس واقعہ پر تھوڑا سا تبصرہ اور کئے دیتے ہیں۔شہر یار کا بیٹا یزدگرد ۱۳ھ میں تخت نشین ہوا۔اس کی عمر اس وقت سولہ سال تھی (اخباء الطوال ۱۴۵ص)۔یہی سال سیدنا عمر فاروقؓ کی خلافت کا پہلا سال ہے۔جب ۱۵ھ میں اس کی عمر اٹھارہ سال تھی۔قادسیہ کا معرکہ لڑا گیا۔یزدگرد یہ سنتے ہی مدائن چھوڑ کر بھاگ نکلا اور حلوان پہنچ گیا۔(ملخص فتوح البلدان بلا ذری ۲۵ص اخبار الطوال ۱۳۳ص) اسلامی لشکر نے جب حلوان کا رُخ کیا۔تو وہ مع اپنے اہل و عیال کے۔خانقان، قُم اور قاشان بھاگتا پھرا۔آخر ۲۹ھ میں جب اس کی عمر بتیس سال تھی خراسان پہنچا اور ۳۰ھ میں بعہد خلافت عثمانی اس کا خاتمہ ہو گیا۔غرضیکہ یزد گرد پر اسلامی لشکر نے کہیں بھی قابو نہیں پایا۔پھر شہر بانو کہاں گرفتار ہوئی اور کس نے گرفتار کیا؟

اصل میں اس قصہ کے خالق زمخشری ہیں جنکا تاریخ میں کوئی مقام نہیں۔ابن خلکان نے بھی اس قصہ کو زمخشری سے نقل کیا ہے۔زمخشری کے سوا طبری ، ابن الاثیر ، یعقوبی، بلا ذری اور ابن قتیبہ وغیر ہ کسی نے اس واقعہ کو نہیں لکھا(گویا یہ چھٹی صدی کی پیداوار ہے)۔اور لکھتے بھی کیسے، جب کہ یزدگرد مع اہل و عیال آگے آگے بھاگتا رہا۔اور کسی مقام پر مسلمانوں کے قابو میں نہیں آیا۔اگر اس کے عیال میں سے کوئی گرفتار ہو کر آیا ہو گا تو وہ زمانہ خلافت عثمانی کا تھا۔نہ کہ خلافت فاروقیہ کا۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ زین العابدین کی والدہ کا نام سلافہ تھا جو ایک باندی تھیں۔ہاں اس میں ضرور ختلاف ہے کہ یہ کہاں کی باشندہ تھیں البتہ اس پر اتفاق ہے کہ یہ افریقہ سے گرفتار ہو کر آئی تھیں۔اسی لئے کوئی بربری اور کوئی سوڈانی قرار دیتا ہے۔ابن حزم نے جمہرہ الانساب میں ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح نے جب حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں افریقہ پر حملہ کیا تو یہ سوڈان سے گرفتار ہو کر آئیں۔لیکن نسلاً یہ سندھی تھیں۔

(20) اھلِ بیت کے ساتھ تمسک، ہدایت کی ضمانت ہے

سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ایک پانی کے جسے خم کہ کر پکارا جاتا ہے جو کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ کے کے درمیان ہے پر ہمیں ہمیں خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا بعد حمد و صلوۃ ! آگاہ رہو لوگو! میں ایک آدمی ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا بھیجا ہوا میرے پاس آئے تو میں اسے قبول کر وں اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے تو تم اللہ کی اس کتاب کو پکڑے رکھو اور اس کے ساتھ مظبوطی سے قائم رہو اور آپ نے اللہ کی کتاب کی خوب رغبت دلائی، پھر آپ نے فرمایا (دوسری چیز) میرے اہل بیت ہیں ، میں تم لوگوں کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تم لوگوں کو اللہ یاد دلاتا ہوں۔

(صحیح مسلم: 2408)

(21) اہل بیت اطہار سے محبت کرنا واجب اور جزء ایمان ہے

ایک بار آپ ﷺ کے چچا جناب عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے بنی ہاشم (قریش) کی بے رخی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"واللہ لا یدخل قلب امري ایمان حتي یحبکم للہ و لقرابتي"

یعنی: اللہ کی قسم! کسی انسان کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ تم (اہل بیت رسول ﷺ) سے اللہ کے لئے اور میری قرابت داری کی وجہ سے محبت نہ کرے

(مسند احمد : ١٧٧٧،١٧٥٥)

نوٹ: اس حدیث کا مدار یزید بن ابی زیاد پر ہے جو ایک مختلف فیہ راوی ہے، احمد شاکر نے مسند احمد کی تحقیق میں اسکی اسناد کو صحیح کہا ہے جبکہ امام ابن تیمیہ ؒ نے اقتضاء الصراط المستقیم میں اسکے شواہد لا کر اسکو قوی قرار دیا ہے۔ بہر حال ہر دونوں صورتوں میں مذکورہ حدیث حجت اور قابل استدلال ہے۔ بالخصوص جب اس روایت کے ایسے شواہد موجود ہیں جو اسکے معنی کی تائید کرتے ہیں

(22) اہل بیت کی عظمت و رفعت کا کیا کہیے کہ جن کے ذکر کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی

امام شافعی ؒ اہل بیت عظام سے اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار ان اشعار کو پڑھ کر کیا کرتے تھے

یا اهل بیت رسول الله حبکم

فرض من الله في القرآن انزله

كفاكم من عظيم القدر انكم

من لم يصل عليكم لا صلاة له

اے اہل بیت رسول

آپ کی محبت اللہ نے قرآن میں فرض کی ہے۔

آپ کی عظیم المرتبتی کے بیان کو اتنا ہی کافی ہے

کہ جو آپ پر درود نہیں پڑھتا، اس کی نماز نہیں ہوتی

(23) تین گروہ

اہل سنۃ والجماعہ کے لئے صحابہ کرام کے بارے میں رب العالمین کا کلام اور پیارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہی کافی ہے، صحابہ معیار ایمان ہیں۔

فرمان باری تعالی ہے:

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا

اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں ۔

نبی کے ساتھی ہیں آپس میں محبت کرنے والے اور کفار پہ سخت ہیں:

مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، بشری تقاضوں کے تحت اگر ان سے کچھ غلطیاں ہوئیں، تو فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

میرے صحابہ کو برا نہ کہو تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرکے بھی ان کی ادنی نیکی کو نہیں پہنچ سکتا!!!!مسلم 6487

لیکن تاریخ کے کالے پنوں سے کچھ افراد نے کذابوں کی باتوں کو سچ مان کر صحابہ کو ایک دوسرے کا دشمن گردانا

یا اپنے خبث باطن کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔

اور مختلف گروہوں میں بٹ کر صحابہ پہ تبرے کیے

امت میں افتراق ڈالا

اور عامیوں کو گمراہ کیا، ان میں خاص تین گروہ بڑے مشہور ہیں:

اول وہ روافض جو عقائد میں مشرک ہیں اہل سنہ کے مسائل کے یکسر مختلف مذہب رکھتے ہیں، چند صحابہ کے علاوہ باقی سب کے گستاخ ہیں

دوسرے دو گروہ انہی کی وجہ سے معرض وجود میں آئے:

پہلا وہ گروہ ہے جو روافض کی طرح حب اہل بیت کا اظہار تو کرتا ہے،اور دیگر صحابہ کرام سے بھی عقیدت کا اظہار کرتا ہے، لیکن داماد نبی خلیفہ المسلمین امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے ان کی تنقیص کرتا ہے ان کی شان میں گستاخیاں ان کے کردار پہ الزام تراشیاں کرتا ہے انہی اقرباء پروری کے طعنے دیتا ہے

اور روافض کی بیان کردہ موضوع روایات کو لے کر صحابہ کی گستاخیاں کرتا ہے

اس کے برعکس انہی کے مقابلے میں ایک دوسرا گروہ ہے۔

جو بزعمِ خود بنو امیہ کی حمایت میں اہل بیت سے بغض رکھتا ہے۔

داماد نبی سیدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پہ نکتہ چینی کرتا ہے، سیدنا عثمان کے قتل کا الزام دھرتا ہے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرتا ہے۔

ان کی فضیلیت میں آئی احادیث کا انکار کرتا ہے۔

اور اہل سنت کے اجتماعی عقیدے سے انحراف کرتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے ہر ایک گمراہ گروہ سے بچا جائے اور اپنے حلقہ احباب میں ایسے گمراہ گروہوں کی پہچان کرائی جائے

مذکورہ تینوں گروہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا۔

مصلحت مصلحت کی گردان سے بہتر ہے ایسے گروہوں کا سدباب کیا جائے۔

(24) مدح اهل بيت از نا معلوم

پارہائے صُحف غنچہ ہائے قُدُس

اہلِ بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام

آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے

اُس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

خونِ خیرُالرُّسل سے ہے جن کا خمیر

اُن کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

اُس بتولِ جگر پارۂ مصطفیٰ

حجلہ آرائے عِفّت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے

اُس رِدائے نَزاہت پہ لاکھوں سلام

سیّدہ زاہرہ طیّبہ طاہرہ

جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حَسَنِ مجتبیٰ سیّدُ الاسخیا

راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

اَوجِ مِہرِ ہُدیٰ موجِ بحرِ نَدیٰ

رَوحِ رُوحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام

شہد خوارِ لُعابِ زبانِ نبی

چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام

اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق

بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

جلوگیّانِ بیتُ الشَّرَف پر دُرود

پردگیّانِ عفّت پہ لاکھوں سلام

سَیِّما پہلی ماں کہفِ امن و اماں

حق گزارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام

عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی

اُس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام

(24) مدح اھل بیت از عباس عدیم

بچتا نہیں ہے دامنِ ایماں میں کچھ عدیم

(25) "ہفتہ مدح اھلِ بیت" کا اختتام

ہفتہ مدح اھل بیت" اللہ کی توفیق سے آج ختم ہونے جا رہا ہے. اس کے آغاز میں ہم نے کہا تھا کہ یہ ہستیاں اس بات کی محتاج نہیں ہیں " کہ ہم چند دن خاص کر کے ان کی شان بیان کریں. مگر ہم اپنے منہجِ سلیم اور سلامتیِ صدر کی وضاحت کیلیے ضروری سمجھتے ہیں کہ اہل بیت کے بارے میں اپنے اعتقاد و جذبات کو صراحت کے ساتھ بیان کریں۔

اس ہفتے پر بہت سے اعتراضات بھی ہوئے. بعض احباب کیلیے مصلحتیں اور اعذار بھی آڑے آئے. ہر دلعزیز سابقہ وزیر اعظم نے بھی ایک .متنازعہ بیان دے کر اس سلسلے کو گویا لا شعوری طور پر نقصان پہنچایا. مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ اپنی نوع کا اس قدر شاندار پہلا تجربہ تھا

بہت سے احباب نے علمی مضامین لکھے. محبت و جذبات سے لبریز تحاریر اور شاعرانہ کلام کی بھی ریل پیل رہی. مختصر اور مفید نکات بیان ہوتے رہے. بعض اعتقادی و فکری مسائل کی وضاحت بھی ہوئی. اہل سنت کا منہجِ اعتدال بھی خوب خوب بیان کیا گیا. امہات المؤمنین سے .آغاز کر کے روافض اور "کالے دل" والوں کا ناطقہ پہلے ہی بند کر دیا گیا تھا. فالحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات

ایک بھائی نے یہ بھی مشورہ دیا کہ بعض احباب کا نام لے کر شکریہ ادا کرنا بنتا ہے. مگر جو بات دیکھنے میں آئی ہے کہ جب کبھی فردا فردا شکریہ ادا کیا جائے تو لا محالہ ایک دو نام رہ ہی جاتے ہیں, جو مناسب نہیں ہے. اس لیے سب احباب جنہوں نے اشعار کہے, تحاریر لکھیں, تصاویر بنائیں, چھوٹی بڑی متنوع پوسٹس کیں اور جنہوں نے عمار سعیدی کی طرح صرف باتیں کی .. سب کیلیے یہی پیغام ہے کہ اَجرکم علی ! اللہ

ایک منفرد اور خوش آئند بات یہ ہے کہ ہم اس ہفتے کے دوران شئیر ہونے والے تمام مواد کو ترتیب دے کر ایک پی ڈی ایف فائل کی .صورت میں نشر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں. اللہ ہمیں اس کام کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق دے

آخر میں اللہ سے دعا ہے کہ اس کاوش کو خالص اپنی رضا کیلیے قبول کرے, اہل بیت کی محبت ہمارے دلوں میں پختہ کر دے اور اہلِ سنت .کے منہجِ اعتدال پر ہمیشہ گامزن رکھے. وباللہ التوفیق

طوبى لمن والى جماعة صحبه

ويكون من أحبابه الحسنان

صلى الإله على النبي وآله

فبهم تشم أزاهر البستان!!

الداعیان الی الخیر

محمد شاہ رخ خان، محسن ممتاز، فیضان فیصل، حماد اثری، نوید عامر، عمار سعیدی